

آزاد شیر فی

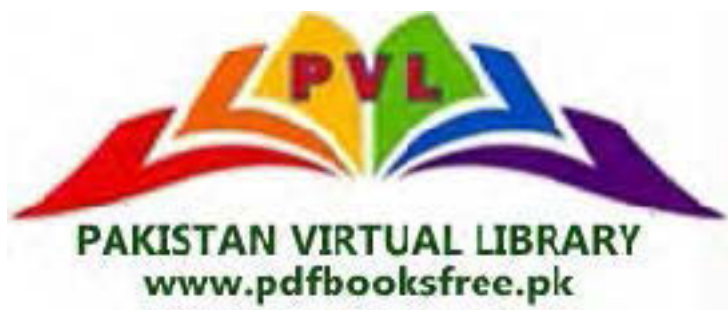
جوئے ایڈ مسن

PDFBOOKSFREE.PK



آزاد شیرنی

مفتیہ : جوئے ایڈمن
مترجمہ : محمود شام



مکتبہ پاکستان — لاہور

ترتیب

پیش لفظ اول

جوئے ایڈمن کی، ایسا۔۔۔ ایک ایسی شیرنی جس کے ساتھ کبھی "جبریا محرومی" کا سلوک نہیں کیا گیا۔۔۔ کی مسو رکھن داستان کے پیش لفظ لکھنے کی دعوت یقیناً ایک عزت افزائی اور خوش قسمتی ہے۔

انسان اور حیوانی کے اس بلاشبہ منفرد اور نمایاں رشتے کا مفصل بیان خوب اچھی طرح ظاہر کرتا ہے کہ حقیقت انسان کے کتنی اٹکھی ہوتی ہے۔

مصنفہ اور اُس کے خاوند جارج نے انتہائی صبر کے ساتھ اس شیرنی بچی کے ساتھ محبت کا اتنا مضبوط تعلق پیدا کیا کہ اپنی بلوغت کو پہنچنے سے خاصی دیر بعد، جب وہ پوری عمر کی آزادی سے گھومنے والی شیرنی بھی بن گئی اور جب کہ اُس کے قوی پنجے کی ایک ہی ضرب گردن توڑ سکتی تھی، اس وقت تک وہ صرف اس سے دوستی نہیں بلکہ اس کی انتہائی دلی محبت بھی قائم رکھنے کے قابل بھی رہے۔

اپنی سورتی زندگی کے باوجود ایسا نے کبھی اپنے انسانی والدین کا بھر دہ اور اعتماد نہ کھو یا۔ اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ ایسا نہیں کہے گی۔ اسی والدین کی وہ ہیں قدر خلوص سے عزت کرتی ہے کہ اپنے ہم جنسوں سے بھی وہ اس طرح پیش نہیں آتی ہوگی۔۔۔ اس نے تھکن اور پر جوش وقار سے ایک ایسی حالت کو قبول کیا۔ جس سے وہ صاف طور پر حیران

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱.	پیش لفظ اول	۵
۲.	پیش لفظ دوم	۸
۳.	بچپن	۱۱
۴.	ایسا اور دوسرے جنگلی جانور	۲۸
۵.	ایسا اور سمندر	۴۳
۶.	مردم خور شیر	۵۶
۷.	جھیل رڈولف میں ایک سفری	۷۱
۸.	ایسا اور جنگلی شیر	۱۰۱
۹.	پہلی آزادی	۱۱۴
۱۰.	دوسری آزادی	۱۳۹
۱۱.	آخری امتحان	۱۶۴
۱۲.	بعد کی باتیں	۱۸۶
۱۳.	حرف آخر	۲۱۲

تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُس نے کسی غلطی کا اظہار بھی نہ کیا۔

لیکن جارج نے ایسا کے مسکن میں بعد کی ملاقاتوں کے بارہ میں جو خطوط تحریر کیے ہیں انہ میں بڑی دل گداز کیفیت موجود ہے۔ وہ کبھی اس کا استقبال کیے بغیر نہ رہ سکی۔ لیکن اُس نے یہ بھی وضاحت سے لکھا ہے کہ اسے کوئی ایسا اشارہ نہ مل سکا جس سے پتہ چل سکتا کہ وہ کسی جنگلی سانچے یا آقا سے مل چکی ہو۔ وہ اکثر اپنے جنگلی ہم جنسوں سے ملتی رہی۔ لیکن ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کی وابستگی اُسے ایک ایسا حادثہ معلوم ہوتی تھی جس سے گریز ہی کرنا چاہیے شاید انسانوں سے بہت قریبی تعلق نے اُس کے اور جنگلی شیر کے درمیان ایک ایسی پیچیدگی ایجاد دی تھی جو کبھی پاٹی نہیں جاسکتی تھی۔ یا شاید وہ ترقی کر کے ان لوگوں کا ایک حصہ بن چکی تھی جن کے ساتھ اُس نے اتنا عرصہ محبت کی تھی اور ان پر اعتماد کیا تھا۔ بہت سے جانور انسان کے غلام ہوتے ہیں لیکن ایسا کا یہ معاملہ نہیں۔ وہ پیدا بھی آزاد ہوئی تھی، اُس نے کبھی غلامی نہیں کی۔ بلکہ ایک ایسی جذباتی محبت کا رشتہ استوار کیا کہ وہ ان کی ہمسرہ بن گئی۔

لیکن اس مسئلے کے حل کے لیے ہم کہانی کے آخری حصے کی طرف پلٹتے ہیں۔ ایسا اب اپنے رضاعی والدین کی قتل نہیں ہے۔ آخر کار اُس نے ایک سانچے کی تلاش کر لیا ہے۔ اب اس کی داستان ایک خوش کن فطری انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ کسی طرف بھی غلوں میں کمی واقع نہیں ہوئی۔ اور ایڈمن اور اس کی بیگم نے آخر کار وہ مقصد پایا جس کے لیے وہ کوشاں تھے۔ ایسا ایک مرتبہ پھر جنگلی ہو گئی ہے۔ خدا کرے وہ دیر تک اپنی اس فطری زندگی سے لطف اندوز ہو۔

چار سال سے زیادہ رہنے والے ان لوگوں کے تعلقات کے بہت سے پہلوں کی کامیاب اور حقیقی عکاسی کے لیے ہم جوئے ایڈمن کے انتہائی ممنون ہیں۔ بہت سے مشاہدات جو بڑی

اعتیاد سے قلم بند کیے گئے ہیں۔ سائنسی اعتبار سے نہایت قیمتی ہیں۔ بعض مشاہدات نے تو میرے شیروں کے کردار سے متعلق بعض تاثرات کو متزلزل کر دیا ہے۔ خدا کرے ایسا اور بہت سے سال زندہ رہے تاکہ اس علم کے حیرت انگیز ذخیرے میں اور اضافہ کر سکے۔ جس میں اُس نے پہلے بھی بڑی آزادی سے حصہ لیا تھا۔

جارج ایڈمن مشرقی افریقہ کے غلگوشکار میں سینئر نگیم وارڈن ہیں۔ بنیادی طور پر ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ 'جنگلی زندگی' کی اس وقت تک حفاظت کریں جب تک یہ انسان اور ان کے کام میں براہ راست مزاحم نہ ہو۔ نتیجتاً جنگلی زندگی پر قابو ان کے انتہائی میں ہے۔ اور جب ضروری ہو تو انہیں خطرناک اور تباہ کن وحشی جانوروں مثلاً ہاتھی اور شیر وغیرہ کو ہلاک بھی کرنا پڑتا ہے اور اسی سلسلے میں ایسا ان کے ہاتھ آئی تھی۔ ان کی نگرانی کا علاقہ اکثر غیر آباد ہے۔ یہ کئی ہزار مربع میل پر محیط ہے۔ اس کا انتظام وہ افریقیوں کی ایک مایوس کن حد تک ناموزوں عملے سے کرتے ہیں۔ ان سے وہ ناجائز شکار کا سراغ نکلنے اور اس کے انسداد کا کام لیتے ہیں۔ اور یہ ناجائز شکار یہاں بکثرت ہے۔ یہ داستان اپنے بہاؤ میں اس کے فرائض اور اس کے کام کی پیچیدہ مشکلات کا بھی ایک سرسری سا خاکہ پیش کرتی ہے۔ ایک جواں سالی شیرنی کی سمیت میں یہ پیچیدگی اور ناگزیر ہو جاتی ہے۔ یہ سفر حقیقتاً بڑے تعجب خیز تھے۔

میں اس خواہش کے ساتھ رخصت ہوتا ہوں کہ خدا کرے اس سنگدل دنیا میں بے غلامی جنگلی جانوروں پر رحم کھانے کے لیے جوئے اور جارج ایڈمن سے انسان اور مہربان لوگ تادیر باقی رہیں۔

سی۔ آر۔ ایس پیٹمین

سابق نگیم وارڈن یوگنڈا پر ڈیکٹوریٹ

انفاذ وضع کیے ہیں جو حیوانی نفسیات کے ایک زیادہ واضح ادراک کو پہنچنے کے لیے ایک باب کا کام دیتے ہیں۔ ایک اور انداز فکر بھی ہے۔ وہ اس میکاکی نظریہ — اور متضاد کردار، ذہانت اور ایک ہی جنس کے مختلف افراد کی نمایاں قابلیتوں میں مصالحت نہیں کر سکا۔ اسے ادراک کا یہ باب بھی حقیقت سے اسی طرح دور دکھائی دیتا ہے۔ جیسے گزشتہ نسل کا جانوروں سے انسانی خصوصیات وابستہ کرنے کا رجحان تھا۔ بلکہ یہ تو جانوروں کے کردار کو ہمدردی سے سمجھنے میں اس کی تشریح کے بجائے ایک رکاوٹ ہی پیدا کرتا ہے۔

ایسا کی کمانی پڑھنے والا خواہ کسی بھی نقطہ نظر کی طرف مائل ہو یہ ایک مضابطہ کردار کی بتدریج تکمیل کی اس طرح عکاسی کرتی ہے کہ توجہ بٹھکنے نہیں پاتی۔ ایک ایسے جانور کے مطالعے میں کردار کی مضابطگی کو بہت کم لوگ تسلیم کریں گے جو (فطری) صلاحیتوں کے اعتبار سے دنیا کے سب جانوروں سے خطرناک ہے۔ یہ جانور، جب انتہائی جوش کی حالت میں ہو، ایک بھینسے کے ساتھ ایک طویل نبرد آزمانی کے بعد اس کا خون کھول رہا ہو، اور ابھی اس (شکار) کے سر پر ہی بیٹھا ہو، اس وقت یہ ایک انسان کو حملت لے کر وہ آکر اس دم توڑتے حیوان کو گردن سے ذبح کر کے اپنے مذہبی عقائد کو پورا کرے اور پھر لاش کو دریا سے باہر نکلانے میں اس سے مدد بھی لے۔ یہ سب کچھ اس کی ذہانت اور دوسرے اس کے اپنے آپ پر قابو کا حیران کن نتیجہ ہے۔

اگر انیسویں صدی کے جانوروں کی کہانیاں لکھنے والے کسی بہت زیادہ تخیلاتی مصنف نے اس طرح حرکتیں کرتی کسی شیرنی کا خیالی کردار پیش کیا ہوتا تو اس پر ہنستے ہوئے سبھی اسے غیر قابلِ ترقی، اور ناقابلِ یقین کہہ ڈالتے۔ لیکن ایسا کی کمانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جن

پیش لفظ دوم

آج کل جس طرح چیتوں، شکاری کتوں یا سرخسوں کتوں کو انسانوں کے ساتھ شکار کرنے کی تربیت دی جاتی ہے اسی طرح آشوریوں کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شیروں کو سدھالیا کرتے تھے۔ خبر نہیں ان کہانیوں کی تہ میں حقیقت ہے یا یہ محض افسانہ ہیں۔ ہاں! ایڈمن اور ان کی بیگم بجا طور پر کئی ہزار سال کے لیے اس بات میں سبقت لے جانے کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ انھوں نے ایک شیرنی سے یہی نتائج حاصل کر لیے ہیں۔ اور یہ انھوں نے کسی دانستہ کوشش سے نہیں کیا بلکہ انھوں نے جانور کو محض اپنے ساتھ پرورش کا موقع دیا اور کبھی اس کی فطرت کو کسی قسم کی حدود کا پابند نہیں کیا۔

ان کی شیرنی — ایسا کی کمانی ابتدائی پچپن سے تین سال کی عمر اور پھر جنگلی زندگی کو مباحثت پر محیط ہے۔ یہ کمانی حیوانی نفسیات میں ایک منفرد اور حقیقت افروز محالہ ہے۔ حیوانی نفسیات کے موضوع پر پچھلی نصف صدی میں عبوری طور پر ایک نئے نقطہ نظر سے کام ہوا ہے۔ جزوی طور پر انیسویں صدی کے لکھنے والوں کے اس رجحان کے خلاف بھی انقلاب برپا ہوا کہ وہ جانوروں سے ذہانت، جذبہ اور ہیجان جیسی انسانی خصوصیات منسوب کر دیتے تھے۔ بیسویں صدی میں ایک اور کتب فکر نے ترویج پائی۔ اس کے نزدیک بشر و انھیں اضطرابی حرکت اور اخراجی میکانیت، حیوانی کردار کے سرچشمے ہیں۔ اس نے اسی طرح ادب بھی نئے

ایک ٹھوس حقیقت ہے۔

اگر ایسا نے اپنی تربیت کے دوران خود ہی انیسویں صدی کے خیرو انوں سے انسانی خصوصیات منسوب کرنے کے رجحان اور بیسویں صدی کی 'سائنس' دونوں پر روشنی ڈالی ہے تو اس کی زندگی راہیگاں ہرگز نہیں گئی۔

ولیم پرسی

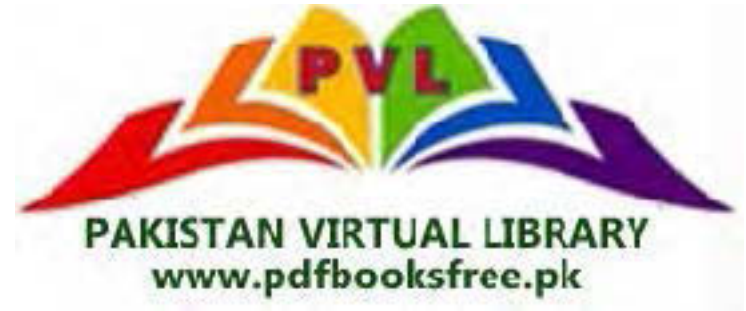
بچپن

میں کئی برس تک کینیا کے شمالی قبائلی صوبہ میں سکونت پذیر رہی، جہاں نیم خشک جھاڑیوں کے سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ علاقہ کینیا کے پہاڑوں سے ہوتا ہوا جھٹکے کی سرحدوں تک جا پہنچتا ہے اور میں ہزاروں کچھ سو مربع میل گھیرے ہوئے ہے۔

افریقہ کے اس خطے تک تہذیب و تمدن کے اثرات بہت کم پہنچے ہیں یہاں مستقل آبادی نہیں ہے۔ اور یہاں کے رہنے والے قبیلے قریباً اپنے آباد اجداد کی طرح ہی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہر لحاظ سے یہاں جنگلی طرز حیات حاوی ہے۔

میراثوہر جارج اس وسیع علاقے کا سینئر گیم وارڈن ہے اور ہمارا گھر صوبے کی جنوبی سرحد پر ایک شہر آئیو لو کے نزدیک ہے۔ آئیو لو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جہاں تین ایک سفید فام خاندان آباد ہیں۔ یہ سب ہی حکومت کے آفیسر ہیں اور علاقہ کے انتظام کیے مامور ہیں۔

جارج کی بہت سی فتم واریاں ہیں مثلاً شکار کے قوانین کا نفاذ، ناجائز شکار کی بندش اور اپنے خطرناک جانوروں سے پٹنہا جی سے قبائلی بھی پریشان ہو چکے ہوں۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں اسے عویل سفر کرنا پڑتا ہے۔ ایسے سفر کو ہم "سفری" کہتے ہیں۔ جب کبھی عویل جوتو میں بھی



ایسے موقعوں پر اُس کے ساتھ ہونی پڑی اور اس طرح مجھے اس سڑک میں سے روشناس ہونے کا موقع ملتا ہے جو سراسر وحشیانہ ہے اور جسے بھی انسانی ثقافت نے نہیں چھوڑا اور جہاں فطری قوانین ہی جاری ہیں۔

اس کمافی کا آغاز ایک ایسے ہی سفر سے ہوتا ہے۔ ایک مردم خور شیر نے برون قبیلے کے ایک شخص کو ہلاک کر دیا تھا۔ جارج کو اطلاع پہنچی کہ یہ درندہ دو شیرنیوں کے ساتھ کسی قریبی پہاڑی پر رہتا ہے۔ اب یہ جارج کا کام تھا کہ وہ ان کا کھوج لگائے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم ایشیو سے اتنی دور جنوب میں برون قبائلوں کے ساتھ جھمکنے لگے۔

فروری ۱۹۵۶ء کی پہلی صبح کھیمے میں بس میں تھی 'پاٹی'، یہ پانچو پہاڑی گلہری ساڑھے چھ برس سے ہمارے ساتھ رہ رہی تھی۔ وہ دیکھنے میں ایک گلہری یا گنی کے سُر کی مانند تھی۔ اگرچہ ماہری حیوانیات کہیں گے کہ اپنے پاؤں اور ہاتھوں کی ٹہریوں کی بناوٹ کے لحاظ سے پہاڑی گلہری ہاتھوں اور گیندوں سے زیادہ مشابہ ہے۔

'پاٹی' اپنی ملائم کھال میری گردن پر گڑ رہی تھی اور اس طرح بڑے اطمینان سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ ہمارے اُس پاس کا خطہ بالکل خشک تھا، یازمین سے ابھرتے پتھر تھے یا کہیں کہیں چھدرابنہ تھا اور وہاں جانور بھی اسی قسم کے دیکھنے میں آتے تھے۔ مرگ، ہرن اور اسی قسم کے دوسرے جانور بجزرت تھے، جو اس خشک ہوا اور پانی کی کمیابی کے عادی ہو چکے تھے۔

اچانک مجھے کار کی گھر گھر کی آواز سنائی دی۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ جارج متوقع وقت سے بہت پہلے لوٹ آیا ہے۔ بخٹوڑی دیہ میں ہماری 'لینڈ روور' جھاڑیوں میں سے گزرتی ہوئی ہمارے خیموں کے پاس آٹھری۔ جارج کی بلند آواز گونجی:

"جئے! کہاں ہو تم۔ جلد آؤ۔ میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں..."

میں پاٹی کو کندھے پر لیے باہر دوڑی اور میں نے ایک شیر کی کھال دیکھی لیکن اس سے پہلے کہ میں شکار کی بابت پوچھتی، جارج نے کار کے پچھلے حصے کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں شیر کے تین ننھے ننھے بچے تھے۔ جو چکبرے ریشم کی چھوٹی چھوٹی گیندیں معلوم ہوتے تھے۔ وہ باہر کی دنیا سے اپنے آپ کو چھپانے کے لیے حرکت کر رہے تھے۔ وہ کچھ دن ہی کے تھے اور ان کی آنکھیں ابھی تک نیلی سی جھلکی تھیں۔ وہ مشکل گھٹ سکتے تھے، تاہم وہ رینگنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے انھیں پیار کرنے کے لیے گود میں اٹھالیا اور تھکا مانڈ جارج اپنے سفر کی داستان سناتے لگا۔ صبح سویرے اسے اور ایک گیم وارڈن، کہیں کہیں لوگ اس جگہ لگے گئے، جس کے متعلق مشہور تھا کہ مردم خور شیر وہاں رہتا تھا۔ وہ وہاں کھڑے جگہ کا جائزہ لے رہے تھے۔

ابھی سورج کی پہلی کرن ہی ابھری تھی کہ ایک شیرنی ان پر چھٹی جو کسی چٹان کے پیچے سے نکل آئی تھی۔ ان کا اسے مارنے کا قطعاً ارادہ نہیں تھا۔ لیکن وہ بہت نزدیک آچکی تھی۔ اور وہ ایسی کار راستہ بھی کھٹن تھا۔ جارج نے کہیں، کوئی چلانے کا اشارہ کیا۔ اُس نے نشانہ باندھا اور اسے زخمی کر دیا۔ شیرنی آنکھوں سے ادھل ہو گئی۔ جب وہ آگے بڑھے تو انھیں غور کی ایک نمایاں پیکر اوپر جاتی دکھائی دی۔ وہ بڑے چوکتے ہو کر قدم بہ قدم پہاڑ کی چوٹی کی طرف بڑھتے گئے حتیٰ کہ ایک بڑی کھلی چٹان نظر پڑی جارج اچھی طرح جائزہ لینے کے لیے اوپر چڑھ گیا اور کہیں نیچے دیکھنے لگا۔ پھر جارج نے کہیں کو چٹان کے نیچے جھانک دیکھا، وہ 'کا'، بندوق اٹھائی اور دونوں نمایاں خالی کر دیں۔ فضا میں زور سے دھارنے کی آواز گونجی۔ شیرنی سامنے آئی اور کہیں پر چھٹی۔ جارج بندوق نہیں چلا سکتا تھا کیونکہ

میں پاٹی، ان میں سب سے بڑی تھی اور ویسے بھی چھ سال کی عمر کے باعث وہ ان غسل کے تخیلوں کے مقابلے میں جو کبھی لڑکھڑائے بغیر نہیں چل سکتے تھے، کچھ معزز ہی معلوم ہوتی تھی۔

کبیں دودھ کے بعد جاکر بچوں نے پہلی بار دودھ کو منہ لگایا۔ اس سے پہلے میں نے ہزار کوشش کی کہ وہ کسی طرح پھیکے پانی لے دودھ کو حلق سے نیچے اترنے دیں لیکن وہ فوراً اپنی تھنی ناکیں سیکڑ کر "نگ! نگ! نگ! نگ!" کرنے لگتے بالکل جیسے بچپن میں ہم زیادہ آداب و اطوار سیکھنے سے پہلے "نہیں شکریا" کہنے کی بجائے اسی طرح کی غر خرابی سے کام لیا کرتے تھے۔

اب انھوں نے دودھ پینا تو شروع کر دیا تھا اور ہر دو گھنٹے کے بعد مجھے رڑ کی چکدار ٹانگی کو گرم کرنا پڑا تھا۔ یہ ٹانگی دائر لیس سیٹ کی تھی جس سے ہم تھنوں کا کام لے رہے تھے جتنی کہ ہمیں ایک۔۔۔ بچوں کی دودھ والی مناسب بوتل مل گئی۔ ہماری قیام گاہ سے چاس میل پر ایک افریقی بازار تھا، ہم نے وہاں سے رڑ کی چوسنی، ٹھیل کے تیل کی شیشی، گلو کوڑا اور پھیکے دودھ کے ڈبے منگوا لیے اور ساتھ ہی ۵۰ میل کے فاصلے پر آئیسیو کے ڈسٹرکٹ کمشنر کو دائر لیس پر فوری اطلاع بھیجی کہ پندرہ روز کے اندر افریقی شیر خوار بچہ آئیسیو پینچ رہے ہیں، ان کے رہنے کے لیے ایک ٹانگی کا آرام دہ مکان اور دیگر انتظامات کر لیے جائیں۔

چند ہی دنوں میں شہزادے اس پیچ سے رہنے لگے اور ہر شخص کے پیار کا مرکز بن گئے۔ پاٹی جو اپنے آپ ہی ان کی حساس اور عطا آریا بن گئی تھی، حفاظت کے طور پر ان کے ساتھ رہنے لگی۔ وہ اپنے آپ کو ان کے لیے وقف کر چکی تھی۔ یہاں تک کہ اگر وہ

کبیں اس کے بالکل سامنے تھا۔ خوش قسمتی سے ایک گیم سکاؤٹ نے جو نہایت مناسب مقام پر تھا، فائر کر دیا۔ شیرنی تڑپنے لگی۔ اب جانچ کو اسے ہلاک کرنے کا موقع مل گیا۔ وہ بہت بڑی شیرنی تھی اور اپنے پورے جوبن پر تھی۔ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے جنھیں دیکھتے ہی جانچ کو احساس ہوا کہ وہ اتنے غصے میں کیوں بھر گئی تھی اور اس بہادر می سے ان کا مقابلہ کیوں کر رہی تھی۔ وہ اپنے آپ کو کونسنے لگا کہ اُس نے پہلے ہی شیرنی کی حرکات سے کیوں نہ بھانپ لیا کہ وہ اپنے بچوں کا دفاع کر رہی تھی۔

اب اُس نے بچوں کا سراغ لگانے کا حکم دیا۔ لیکن اسی وقت اسے اور کبیں کو چٹان کے ایک نشگاہ میں سے ہلکی ہلکی آواز کان پڑی۔ انھوں نے جہاں تک بند قوس جاسکتی تھیں اس دریا میں ڈالیں۔ بچوں کی غر خرابی اور ویسے شور نے انسان کی اس نارسا کوشش کو خوش آمدید کہا۔ انھوں نے پھر ایک خمدار لمبی ٹہنی کاٹی اور اسے خاھا نیچے اتارنے کے بعد بچوں کو باہر کھینچنے میں کامیاب ہو گئے۔ بچے دو تین ہفتوں سے زیادہ عمر کے نہ تھے۔ انھیں کار میں رکھ دیا گیا۔ دو بڑے بچے کیمپ تک سفر کے دوران تمام راستے غصے سے غراتے اور پھینکاتے رہے۔ تیسرے سب سے چھوٹے نے کوئی حرکت نہ کی۔ اور بالکل بے تعلق پڑا رہا۔ اب وہ تینوں میری آغوش میں تھے۔ میں انھیں پیار کیے بغیر نہ رہ سکی۔

مجھے جبرانی یہ بھی کہ پاٹی ان میں اگر بڑے آرام سے بیٹھ گئی۔ اور انھیں اپنے ساتھیوں کی حیثیت سے پسند کر لیا۔ حالانکہ وہ ہر رقیب کو بڑے حسد کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ لیکن اس دن سے وہ چاروں جہان نہ ہونے والے ساتھی بن گئے۔ ان ابتدائی دنوں

کرتے ہیں۔ اکثر ان کے لیے کم ہی چمکتے ہیں، اس لیے ان کا حال تیار رہتا ہے۔ بعض اوقات ان سے جھوک برداشت نہیں ہوتی تو گھر سے نکل بھاگتے ہیں اور اکثر اسے جلتے ہیں، یا پھر اپنے باقی دو بھائیوں سے الگ ہو کر کسی اور گروہ میں جا شامل ہوتے ہیں۔ پھر انہیں ابھی شکار کرنے کی پوری ہمارت نہیں ہوتی اس لیے بھی وہ اکثر مصیبت میں پھنس جلتے ہیں۔ فطرت کے قوانین سخت ہیں، شیر کو ابتدا ہی سے جفا کشی اختیار کرنا پڑتی ہے۔

پاٹی اور یہ تینوں بچے بل کر میرے خیمے میں سفری بستر کے نیچے کھیتے رہتے۔ یوں لگتا تھا کہ اس جگہ کو وہ سب سے پراسن سمجھتے تھے۔ اور اپنی فطری نشوونما کے لیے بہتر خیال کرتے تھے۔ ان کی طبیعت گھریلو یا متوجہ اندوں کی سی تھی اور حواج ضروری کے لیے پیشہ بڑی احتیاط سے باہر نکلتے تھے۔ پہلے چند دن تو ان سے کچھ بدتمیزیوں سرزد ہوئیں لیکن بعد میں جب کبھی اتفاق سے ان میں سے کوئی گھر میں پیشاب کر دیتا تو وہ شور مچاتے اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے مضحکہ خیز حرکتیں کرتے۔ وہ ہر طرح سے صاف ستھرے رہتے۔ ان کے جسم سے شہد جیسی ———— یا وہ بوبکیں مچھلی کے تیل کی بو سے مشابہ تزن تھی؟ ———— خوشبو آیا کرتی تھی۔ ان کی زبانیں ریگ ٹال کی طرح کھردری تھیں جو ان کے ہونٹوں سے ہوتے تھے۔ مگر ان کے اندر سے بھی یہی یہ کھوراسٹ محسوس ہوتی تھی۔

دو ہفتوں کے بعد جب ہم آئیسو لووٹے تو ہمارے شیر خوار شہزادوں کا عمل ان کی راہ تک رہا تھا۔ ایک ہجوم انہیں دیکھنے آیا تھا اور اس طرح واقعی ان کا شاہانہ استقبال ہوا۔ وہ سفید فام یورپی لوگوں سے محبت کرتے تھے بالخصوص بچوں سے بہت پیار کرتے تھے

اسے پاؤں مارتے یا ادھر ادھر کھینچتے، تب بھی وہ برا نہیں مناتی تھی۔ تینوں بہت تیزی سے شیرنیاں بن رہے تھے اور ابھی سے ان میں کردار کے انفرادی نشان ظاہر ہو رہے تھے۔ ان میں سب سے بڑی ذرا مشفق اور سرپرست واقع ہوئی تھی اور باقی دونوں سے فراخ دلی سے پیش آتی تھی۔ دوسری کھنڈری اور مسخری قسم کی تھی، ہمیشہ ہنسنی کھیلنی رہتی تھی، دودھ کی بوتل پر سوار ہو کر اگلے بچوں سے ایڑ لگاتی اور پھر شرارت آمیز مسکراہٹ سے آنکھیں بند کر لیتی۔ میں نے اسی لیے اس کا نام لوسٹیکار کھو دیا جس کا مطلب ہے "خوش باش"۔

بہتری قدر میں سب سے چھوٹی تھی لیکن طبیعت کے لحاظ سے بڑی دلیر تھی۔ وہ ادھر ادھر راستہ صاف کرتی پھرتی اور جب بھی اس کی ہنوں کو معاطہ مشکوک لگتا تو اسے ہی تعقیب کے لیے بھیجتی تھیں۔ میں اسے "ایسا" کے نام سے پکارتی تھی کیونکہ اس طرح میرے دل میں ایک ہم نام کی یاد تازہ رہتی تھی۔

قدرتی حالات کے مطابق تو ایسا کو شاید شیروں کے خاندان میں شمار نہ کیا جاتا۔ شیرنی کی ایک جھولی سے عموماً چلنے پھرتے ہیں جن میں سے ایک تو پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے اور دوسرا اتنا کمزور ہوتا ہے کہ اس کا سلامت رہنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ جب بھی دیکھیں گے ایک شیرنی کے ساتھ دو ہی بچے نظر آئیں گے۔ ایسے کمزور بچوں کی دیکھ بھال شیرنی دو سال تک کرتی رہتی ہے۔ پہلے سال تو وہ انہیں چاہا کر غذا دیتی ہے، تاکہ وہ آسانی سے نگل سکیں۔ دوسرے سال وہ بچوں کو شکار کے لیے ساتھ لے جاتی ہے، لیکن ان پر کڑی نگرانی رکھتی ہے کہ کہیں وہ اپنا ضبط نفس نہ کھو بیٹھیں۔ وہ ابھی خود تو شکار کرنے کے قابل نہیں ہوتے اس لیے اپنے دوسرے بھائیوں کے شکار کے بچے کچھ پر گزارا

افریقہ سے نفرت کا کھلم کھلا اظہار کرتے تھے۔ ہاں۔ ایک سوالی نوجوان فوراً سے ان کا سلوک امتیازی تھا۔ وہ ہمارا مالی تھا۔ اب ہم نے اسے ان کی حفاظت کے لیے "شیروں کے لحاظ" کے حوالے پر مقرر کر دیا۔ یہاں وہ بہت خوش تھا، اس طرح اس کی سماجی حیثیت بلند ہو گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب پتے گھر میں ادھر ادھر پھرتے پھرتے تھک جاتے اور کسی سایہ دار جھاڑی کے نیچے سو جاتے تو وہ گھنٹوں ان کے قریب بیٹھا رہتا کہ انہیں کوئی سانپ نہ ڈس لے یا کوئی بندرتنگ نہ کرے۔

بارہ ہفتے تک ہم انہیں پھیکا دودھ مچھلی کے تیل میں ملا کر پلاتے رہے۔ ان کی ہڈیاں گلوکوز، گوشت والی ہڈیاں اور کچھ نمک پر مشتمل رہی۔ جلد ہی انہوں نے یہ ظاہر کرنا شروع کیا کہ انہیں تین تین گھنٹے کے وقفے سے خوراک کی ضرورت ہے اور آہستہ آہستہ یہ وقفے طویل ہوتے گئے۔

اب ان کی آنکھیں پوری طرح کھل سکتی تھیں لیکن ابھی وہ فاصلے کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے تھے۔ ان کا نشانہ اکثر چوک جاتا تھا۔ ان کی اس وقت کو دودھ کرنے کے لیے ہم انہیں ربڑ کی گیندیں اور پانی ربڑ کی ٹکیاں کھیلنے کے لیے دیتے۔ ربڑ کی ٹکیاں کافی مضبوط تھیں۔ وہ ان سے رسہ کشی کا کھیل کھیلتے تھے۔ درحقیقت ربڑ کی چیز ہوتی یا کوئی نرم اور چمکدار چیز، وہ اس کے فدائی تھے۔ وہ ٹکیوں کو اپنی اپنی طرف کھینچتے، پھینٹتے والا پتھر اس کو ادھر ادھر ٹھکاتے ہوئے اس کے تابعین کی طرف لے جاتا، ٹکی کے سرے اور اس کے قابض کے درمیان اپنا دباؤ ڈالتا۔ اگر اس طریقے سے کامیابی نہ ہوتی تو دونوں حریف اپنی پوری طاقت سے کھینچتے۔ اور جب مقابلہ جیت لیا جاتا تو فاتح اپنی ٹرائی کے ساتھ دوسروں کے سامنے فخر سے اصرار کرتا اور ان کو حملے کے لیے اکساتا۔ اگر یہ دعوت نظر انداز کر دی جاتی تو یہ ربڑ ان

کی ٹانگوں کے سامنے رکھ دی جاتی اور مالک دانستہ یہ دکھانے کی کوشش کرتا کہ وہ بے خبر ہے تاکہ دوسرا اسے چرائے۔

ان کی اس تمام کھیل کو ہمیں "حیرت" کا عنصر بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ وہ ایک دوسرے پر چوری کی چھپے حملہ کرتے اور ہم پر بھی۔ وہ اپنی کم سنی سے ہی ایسا کرتے تھے اور انہیں اس میں خوب مہارت تھی۔ وہ ہمیشہ دو ٹانگوں پر کھڑے ہو کر پھینٹتے اپنے آپ کو چھپاتے ہوئے، دھب دھب کر پھرتے، پھر بے خبر شکار کی طرف آہستہ آہستہ ریگتے، حتیٰ کہ پھر ایک ہوا کی طرح تیز پھینٹنے کے ساتھ حملہ آور شکار کی پیٹھ پر اپنے پورے دباؤ کے ساتھ جا گرتا اور اسے زمین پر ٹا دیتا۔ جب کبھی ہم بھی ایسے حملے کی زد میں آتے تو ہم اپنے آپ کو بالکل بے خبر ظاہر کرتے اور دوسری طرف دیکھتے رہتے حتیٰ کہ آخری حملہ وقوع پذیر ہوتا۔ اس طرح پتے بہت خوشی محسوس کرتے۔

پانی بھی ہمیشہ کھیل میں حصہ لینے کی خواہش مند رہتی۔ اگرچہ شیر کے پتے اس سے تین گنا زیادہ قد و قامت کے تھے۔ وہ ان کی بھاری ضربوں سے پوری احتیاط سے بچتی کہیں ان کے تلے دیپ کر اس کا کچھ مر نہ نکل جائے۔ باقی ہر حالت میں وہ اپنے کردار کی وجہ سے ہی اپنے اختیارات کو قائم رکھتی، اگرچہ بہت زیادہ جارحیت پڑا کرتے تو وہ مرکز ان سے دوچار ہو جاتی اور انہیں سیدھا کر دیتی۔ میں اس کی جرأت کی گرویدہ تھی کیونکہ اس جیسے ننھے ننھے جانور کو اپنے آپ کو بے خوف ثابت کرنے کے لیے بہت زیادہ حوصلے کی ضرورت تھی۔ وہ اس لیے بھی قابلِ تعریف تھی کہ اس کے پاس بچاؤ کا ذریعہ صرف تیز دانت، تیز ردِ عمل، ذہانت اور حوصلہ تھا۔

وہ نوکود ہی تھی، جب ہمارے پاس آئی۔ اُس نے ہمارے احوال کے مطابق ہی

دیتا تھا۔ جب خطرے یا خوشی کے باعث وہ جوش میں ہوتی تو اس غدود سے رطوبت نکالتی اور اس کے پاس کے بال کھڑے ہو جاتے۔ جوں جوں بچے بڑے ہو جاتے تھے، اس کے بال اکثر کھڑے ہونے لگتے تھے۔ یہ اس خوف کی وجہ سے جو بچوں کی چمپلی لیکسی بھدی اور مضحکہ خیز حرکات سے پیدا ہوتا تھا۔ ویسے حقیقت بھی یہی تھی کہ اگر وہ تیزی سے کسی کھڑکی، بیڑھی یا کسی اور اونچی جگہ پناہ نہ لے سکتی تو ہمیشہ یہ خطرہ تھا کہ بچے اسے رڑ کی گیند سمجھ لیں۔ بچوں کے آنے سے پہلے ہمارے پالتو جانوروں میں پاٹی کو ہی سبقت حاصل تھی۔ مجھے اس بات نے بہت متاثر کیا کہ وہ شریں بچے پاٹی کو بدستور عزیز رکھتے۔ اگرچہ ان کی وجہ سے آنے جانے والوں کی توجہ پاٹی کی طرف سے ہٹ گئی تھی۔

جوں جوں شیروں کو اپنی طاقت کا احساس ہو رہا تھا، جو چیز انہیں مل جاتی اس پر اس کا تجربہ کرتے۔ مثلاً ایک فرشی چادر تھی۔ وہ اس کی چوڑائی کا خیال کیسے بغیر اسے ضرور گھبھتے۔ یہ کام وہ خالص باتوں جیسے انداز سے انجام دیتے۔ چادر کو اپنے جسم کے نیچے رکھتے اور اپنی اگلی ٹانگوں کے درمیان اسے کھینچتے، جس طرح بڑے ہو کر شیر اپنے شکار کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان کا ایک اور پسندیدہ کھیل تھا "قلعہ کا بادشاہ"۔ ایک پتھر اکوڑوں کی بوری پر چڑھ کر بیٹھ جاتا اور دوسرے حملہ آور کو روکے رکھتا۔ اتنے میں ان کی ایک اور بہن جو پیچھے سے آتی اسے سخت سے محروم کر دیتی۔ فتح عام طور پر ایسا کو ہی ہوتی جو باقی دو کو لڑائی میں پھنسنے دیکھ کر موقع سے فائدہ اٹھا لیتی۔

ہمارے کیلے کے چند پردوں کو بھی دھبہ پکھلنے تصور کیا جانا اور کچھ دیر میں ہی ان کے شاندار پتے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلنے لگتے۔ پیڑوں پر چڑھنے کا کھیل بھی انہیں خاصا محبوب تھا۔ یہ چھوٹے شیر بچپن سے ہی بہت چالاک تھے لیکن وہ اکثر حوصلہ کر کے اتنے اونچے پہنچ جاتے

عادات اختیار کر لی تھیں۔ وہ اپنی بہن، درختوں کی گھری کی طرح شبیہ جانور نہ تھی، وہ رات کو میری گردن سے غل کی طرح لپٹ کر سو جایا کرتی۔ سبزی اس کی من بھائی خوراک تھی لیکن شرب کی بھی وہ رسیا تھا اور بالخصوص تیز شراب کی۔ جب کبھی مریض پانی، بوتل کھولتی کارک بھیکتی اور شراب کو چمکیوں میں اڑا جاتی۔ یہ چونکہ پاٹی کی صحت کے لیے مضر تھا، اس کے اخلاق کا تو ذکر ہی کیا، اس لیے ہم دسکی اور گنی پر اسے کبھی ہاتھ نہ ڈالنے دیتے۔

اس کی حوائج ضرور یہ سے فارغ ہونے کی عادات بھی منفرد تھیں۔ پہاڑی گھری عام طور پر ایک ہی جگہ استمال کرتی ہے اور چٹان کے کسی کنارے کو ترجیح دیتی ہے۔ گھر پر تو پاٹی۔ بیت اللہ کے کنارے سے چمٹ کر فارغ ہوتی، اس کا یہ عمل بڑا مضحکہ خیز ہوتا۔ "سفری" میں جہاں اسے ایسی سہولتیں میسر نہیں ہوتی تھیں، وہ سخت پریشان ہو جاتی، پھر ہم اس کے لیے ایک چھوٹی سی "بیوٹری" کا انتظام کر کے چلتے۔

میں نے اس کے جسم پر کبھی پتو یا اور کوئی اسی قسم کا بکڑا نہیں دیکھا۔ اس کی بروقت اپنے آپ کو کھاتے رہنے کی عادت نے مجھے بہت پریشان کیا۔ اس کے پاؤں گندمے تھے اور ایک چمکے گینڈے کی طرح اس کے انگوٹھوں کے ناخن گول تھے۔ چار انگوٹھے لگے پاؤں کے اور تین پھلے پاؤں کے تھے۔

پچھلی ٹانگوں کے درمیان انگوٹھے پر تیز ناخن تھا، جسے صفائی کا ناخن کہتے تھے۔ اسے وہ اپنی کھال چمک دار رکھنے کے کام لاتی۔ اپنے بال اور سمور کی نگہداشت کے لیے وہ متواتر کھاتی رہتی تھی۔

پاٹی کی دُم اتنی نمایاں نہیں تھی۔ بس اس کی ریڑھ کی ہڈی کے درمیان (جسے کے ساتھ ایک اور غدود تھا، جو اس کی چمکے بھورے رنگ کی کھال پر ایک سفید دھبے کی طرح دکھائی

کھیل کے میدان کی تلافی کے لیے ہم نے ایک درخت کے ساتھ ایک ٹائر لٹکادیا۔ یہ ان کے جبانے کے کام بھی آتا اور وہ یہاں جھول بھی بیٹے۔ ہم نے انھیں ایک اور کھلونا بھی دیا۔ یہ ایک لکڑی کا بنا ہوا شہد کا خالی ڈرم تھا۔ وہ جب اسے دھکلتے تو بڑی گرجاؤں گونج پیدا ہوتی۔ لیکن سب سے خوب کھڑے کھڑے کا تھیلہ تھا۔ ہم اس میں رٹر کی پرانی ٹنگیاں بھر کر ایک ٹہنی سے باندھ دیتے۔ یہ لٹکا ہوا تھیلہ انھیں چھڑنے پر اکساتا۔ اس کے دوسرے سرے پر بھی رسی بندھی ہوتی، جب پتے پتے تھیلے کے ساتھ لٹکتے، ہم رسی کھینچتے اور اوپر ہوا میں انھیں گھماتے۔ ہم جس قدر زیادہ ہنستے وہ اس کھیل سے اتنا ہی زیادہ صُلف اٹھاتا۔ لیکن ان سارے کھلونوں کے باوجود وہ یہ نہ بھول سکے کہ برآمدے کے سامنے ہر وقت ایک رکاوٹ پڑی رہتی ہے۔ وہ اکثر ادھراتے اور تارے اپنی نرم نرم ناکیں رگڑتے۔

ایک روز سہ پہر کے بعد ہمارے کچھ دوست شام کی ٹیبل شرب پر پارک کرنے کے لیے آئے۔ جب بچوں نے اندر سے سرسٹ بھری آوازیں سنیں تو انھوں نے فوراً ادھر کا رخ کیا۔ لیکن اس شام انھوں نے بڑے نظم کا مظاہرہ کیا، تارے بالکل ناک نہ رگڑی بلکہ تینوں اس سے ایک قدم کے فاصلے پر کھڑے رہے۔ یہ خلاف معمول کام دیکھ کر مجھے کچھ شک ہوا، میں اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے اٹھی۔ میں خوف سے کانپ گئی کیونکہ دروازے اور بچوں کے درمیان ایک بہت بڑا سرخ رنگ کا چنگبر اسنپ پڑا تھا۔ ایک طرف تین شیروں اور دوسری طرف ہماری موجودگی کے باوجود اسنپ بڑے اعتماد سے برآمدے کی سیڑھیوں کے ساتھ ساتھ رنگ رہا تھا۔ اتنی دیر میں کہ ہم بندوق لائے وہ آنکھوں سے ادھل ہو گیا۔

کُترنے کے لیے نہڑ سکتے — پھر ہمیں ان کی مدد کے لیے ناپڑتا۔
جب صبح 'نور' انھیں باہر نکالتا تو وہ ساری رات کی رُکی ہوئی قوت کے ساتھ بھاگتے۔ یہ منظر شکاری کتوں کی دوڑ کے آغاز کا عالم پیش کرتا تھا۔ ایک ایسے ہی موقع پر ایک خیمہ ان کی زد میں آ گیا۔ اس میں باہر سے آئے ہوئے ہمارے دو ملاقاتی کھڑے ہوئے تھے۔ پانچ منٹ کے اندر اندر خیمہ بالکل تباہ ہو گیا۔ ہم اپنے مہمانوں کی چیخیں سُن کر جاگ پڑے۔ وہ چارے اپنا سامان پہانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ ادھر پتے جوش سے پاگل اس تباہ شدہ خیمے میں گھسے مختلف قسم کی ٹرائیاں جو سیلیروں، پاجاموں اور پھر دانی کے ٹکڑوں پر مشتک تھیں اٹھا کر لا رہے تھے۔ اس وقت تو ہمیں انھیں قابو میں لانے کے لیے ایک چھوٹی سی چھری بھی استعمال کرنا پڑی۔

انھیں سلا نا بھی کچھ آسان کام نہ تھا۔ ذرا تین بہت ہی شریر و لکڑیوں کا تصور کیجیے جو تمام بچوں کی طرح سونے سے نفرت کرتی ہوں لیکن وہ اپنے اپنا راج کے مقابلے میں دو گنا تیز دوڑ سکتی ہوں اور پھر یہ کہ وہ اندھیرے میں بھی بخوبی دیکھ سکتی ہوں۔

ہمیں اکثر عیاری سے کام لینا پڑتا۔ ایک بہت کامیاب طریقہ یہ تھا کہ ایک رسی کے ساتھ پُرانا تھیلہ باندھ کر آہستہ آہستہ اُسے کھینچتے اور باڑے تک لے جاتے، حسب معمول وہ اس کا ناقب کیے بغیر نہ رہ سکتیں۔

گھر سے باہر کے کھیل کو دیکھ کر ہمیں بچوں نے کتابوں اور صفوں کے لیے بھی ذوق اپنا لیا تھا۔ اسی لیے اپنی لائبریری اور دوسری چیزوں کی حفاظت کے لیے گھر میں اکثر ان کا داخلہ بند کر دیتے تھے۔ اس امر کی خاطر ہم نے مضبوط تار کا شانوں جتنا اُوچا دروازہ بنا کر برآمدہ کے دروازہ کے ساتھ رکھ دیا۔ پتے اس سے بہت بُرا مناتے لیکن اس گم شدہ

یہ رکاوٹیں، سانپ یا کوئی ممانعت لیوسٹیکا کو گھر میں داخل ہونے کے ارادے سے باز نہ رکھ سکتی۔ وہ بار بار سانسے دروازوں پر قسمت آزمائی۔ کسی ہینڈل کو بھی دبا کر آسان تھا، حتیٰ کہ کسی دستے کو موڑا بھی جاسکتا تھا۔ وہ صرف اسی وقت حوصلہ ہارتی، جب ہم تیزی سے تمام چٹھیاں چڑھا دیتے۔ ایک دفعہ تو میں نے اسے چٹھنی کو دانتوں سے چبا کر ایک طرف کرتے ہوئے بھی پکڑا۔ اپنے مقصد میں مایوس ہو کر اس نے ہم سے بدر اس طرح لیا کہ کپڑے دھونے کی جگہ گھس کر کپڑوں کو پھاڑا اور انھیں ساتھ لے کر جھاڑیوں میں دوڑ گئی۔

جب پچھتے نین ماہ کے ہونے تو ان کے دانت اتنے بڑے ہو گئے کہ وہ گوشت کھانے لگے۔ اب میں انھیں کچا قید دیتی۔ ایک یہی چیز تھی جو ان کی ماں کی چبائی ہوئی غذا کا نعم البدل ہو سکتی تھی۔ بہت دنوں تک تو انھوں نے اسے چھونے تک کو آدگی ظاہر نہ کی اور نفرت کا اظہار کرتے رہے۔ پھر — لیوسٹیکا نے تجربے کے طہ پر اسے چکھ کر اپنی پسند کے مطابق پایا۔ دوسروں کا بھی اس سے حوصلہ بڑھا اور پھر تو ہر کھانے کے وقت جھگڑا ہونے لگا۔ اس طرح ظاہر ہے کہ بچاری ایسا کو دوسروں سے کم زور ہونے کے باعث اپنا جائز حق لینے کا بہت کم موقع ملتا۔ اسی لیے کچھ مزید جھگڑے میں اس کے لیے رکھ دیتی اور اسے اپنی گود میں لے کر کھلایا کرتی۔ اسے بھی یہ طریقہ بہت محبوب تھا۔ وہ پیار سے اپنا سر ادھر ادھر مارتی اور آنکھیں میچ میچ کر خوشی کا اظہار کرتی۔ اس وقت وہ میرے انگوٹھے چوستی اور اپنے اگلے پنجوں سے میری رانوں کو سہلاتی جیسے کہ وہ زیادہ دودھ حاصل کرنے کے لیے اپنی ماں کے پیٹ پر ہاتھ مل رہی ہو۔ ایسے ہی لمحوں میں ہلکا آپس کی محبت زیادہ گہری ہوتی۔ کھانے کے ساتھ ساتھ ہم کھیلتے بھی۔ اس طرح ان پیکر

جانوروں کے ساتھ ہمارے دن بڑی خوشی سے بیت رہے تھے۔

وہ فطرتاً ہی سست تھے۔ اس لیے انھیں کسی آرام دہ حالت سے اٹھانے کے لیے خاصی محنت کرنی پڑتی۔ اللہ کی گودے کی بڑی بھی اٹھنے کے قابل نہیں تھی۔ وہ اسی حالت میں ریٹکتے اور پھر کوئی آسان راہ پا کر اٹھ بیٹھتے۔ لیکن ان کی اولین خواہش یہی ہوتی کہ وہ کمرے بل بیٹھے ہوں، پنجنے ہو ایں درابے ہوں، تو میں ان کی بڑی تھام کر انھیں اٹھاؤں۔ وہ اس کے سہارے سرکتے۔

جب بھی پچھتے جھاڑیوں میں جاتے تو اکثر کارنامے کرتے۔ ایک صبح میں ان کے تعاقب میں تھی کیونکہ میں نے انھیں ایک خواب آور سفوف کھلایا تھا، اب اس کا اثر دیکھنا چاہتی تھی۔ میں نے انھیں کچھ فاصلے پر منحویا پایا۔ اچانک میں نے سیاہ چیونٹیوں کے ایک سیلاب کو ان کی طرف بڑھتے دیکھا۔ بعض توان کے جسموں پر چڑھ بھی چکی تھیں۔ میں یہ بانٹتی تھی کہ چیونٹیاں جس چیز کو بھی اپنی راہ میں دیکھتی تھیں، اس پر کھتی بے خونی سے حملہ کرتی تھیں، اور ان کے جڑے کس قدر طاقت ور ہوتے ہیں۔ اس لیے میں بچوں کو خبردار کرنے ہی والی تھی کہ چیونٹیوں نے اپنا راستہ بدل لیا۔

اس کے بعد فوراً ہی پانچ گدھے آپہنچے، پچھتے جاگ پڑے۔ اتنے بڑے جانور دیکھنے کا یہ پہلا موقع تھا اور انھوں نے واقعی شیر کی شالی جرات کا ثبوت دیا کہ انھوں نے بیک وقت حملہ کر دیا۔ اس سے ان کا اتنا حوصلہ بڑھا کہ جب چند روز بعد ہمارے چالیس بار بار گدھوں اور خچروں کا گلہ گھر کے نزدیک آگیا، تو تینوں ننھے شیروں نے بڑی بے ہنگامی سے اس ہجوم کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

جب وہ پانچ ماہ کے ہونے تو ان کی صحت قابل رشک تھی اور روز بروز قوی ہو رہے

چھوٹے چھوٹے سفروں کے لیے اپنے ٹرک میں لے جاتے جس کی باڈی تاروں سے گھری ہوئی تھی۔ اسی ٹرک میں ہم انہیں کچھ کھلاتے بھی تھے تاکہ وہ اسے بھی اپنا ایک کھلنے کا جھگڑا ہی سمجھ لیں۔

آخری دن ہم نے کار میں ریت کے نرم نرم تھیلے بچھا دیے۔ جب کار چلی تو ایسا بھی راستے پر کچھ دُور تک دوڑی اور پھر کھڑی ہو کر کار کو دیکھتی رہی جس میں اُس کی دو بہنیں اُس سے دُور سو رہی تھیں۔ اُس کی آنکھوں میں نہایت ہی کرناکھ رنجت تھی۔ میں بھی بچوں کے ساتھ کار میں پھلی طرف بیٹھی تھی۔ اپنے ساتھ قبی امداد کا ایک ٹینڈ بھی لے لیا کیونکہ اس لیے سفر کے دوران کہیں نہ کہیں بچوں کے زخمی ہونے کی توقع تھی۔ لیکن مجھے اپنے اس طبی حفظِ اقدام پر شرمندہ ہونا پڑا جب بچے اپنے پنجے میرے بدن سے چٹائے ریت کے تھیلوں پر سو رہے۔ اسی طرح ہم گیارہ گھنٹوں تک سفر کرتے رہے۔ صرف دو جگہ رکنے پڑے۔ شیر اتنے قابلِ اعتبار کہاں ہو سکتے تھے۔ جب ہم نیروبی پہنچے، وہ مجھے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے گھورنے لگے۔ وہ پریشان تھے کہ اس اجنبی شور اور غیر مانوس فضا کا کیا مطلب ہے۔ پھر طیارہ انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی جم بھومی سے بہت دُور لے گیا۔

کچھ دنوں بعد ہمیں بچوں کے ہائیڈ میں بخیر و عافیت پہنچنے کی اطلاع ایک آس کے ذریعے ملی۔ جب تین سال بعد میں اُن سے ملی تو انہوں نے مجھے ایک شناسا صورتِ جاہل کر اپنے آپ کو ماننے دیا لیکن انہوں نے مجھے پہچانا نہیں۔ وہ بڑی شان دار حالت میں تھے اور مجھے سب سے بڑھ کر اس بات کی خوشی ہوئی کہ انہیں وہ آزاد زندگی بالکل یاد نہیں تھی۔

تھے۔ وہ ہر وقت آزاد رہتے۔ صرف رات کو وہ پتھر اور ریت کے باڑے میں سوتے ان کی لکڑی کی پناہ گاہ نے اس کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ یہ بہت ضروری اقدام تھا۔ کیونکہ جنگلی شیر، لکڑہجکے، گیدڑ، ہانسی ہمارے گھر کے آس پاس گھومتے رہتے تھے، کوئی ایک بھی انہیں مار سکتا تھا۔

ہم بچوں سے جتنے آشنا ہوتے گئے، اتنا ہی اُن سے ہمارا پیار بڑھتا رہا۔ اس لیے یہ بات ماننا کچھ مشکل ہی تھا کہ تیزی سے پرورش پاتے ہوئے تین شیروں کو ہم ہمیشہ اپنے پاس نہیں رکھ سکیں گے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس سے یہ طے کرنا پڑا کہ دو کو ضرور جانا چاہیے اور یہ دونوں بڑے دالے ہوں کیونکہ وہ ایسا کی طرح ہمارے سہارے کے اتنے محتاج نہیں تھے ہمارے افریقی خادم بھی ہمارے انتخاب سے متفق تھے۔ جب ان کی دالے پوچھی گئی تو انہوں نے متفقہ طور پر سب سے چھوٹے کو چنا۔ شاید ان پر مستقبل کے تصورات غالب تھے۔ اور ان کا خیال تھا کہ اگر گھر میں کوئی شیر رکھنا ہی ہے۔ تو اسے جس قدر ممکن ہو چھوٹا ہی ہونا چاہیے۔

ایسا کے متعلق ہمارا یہ خیال بھی تھا کہ اگر اس کی آشنائی محض ہم تک محدود رہی تو وہ آسانی سے تربیت بھی پا جائے گی۔ صرف آئیسیو لو میں ہی بسنے سنے کے لیے نہیں بلکہ 'سفریوں' میں بھی ہماری ہم سفر بن سکے گی۔

لیوسٹیکا اور بڑے بچے کے لیے ہم نے روٹرڈیم بلائی ڈورپ کے چڑیا گھر کو چنا اور انہیں ہوائی جہاز کے ذریعہ وہاں پہنچانے کا انتظام کرنے لگے۔

چونکہ انہیں نیروبی کے ہوائی اڈے سے پرواز کرنا تھی اور یہ یہاں سے ایک سو راستی میل دُور تھا۔ اس لیے ہم نے انہیں موٹر کے سفر کی عادت ڈالنا شروع کی۔ انہیں ہم روزانہ

جوہنی ہم نے مزدوری انتظام مکمل کر لیئے ہم اسے سفری پرے گئے تاکہ وہ اس انتظار اور مایوسی کے ماحول سے باہر نکلے۔ خوشی قسمتی سے اُس نے سفری کا پورا لطف اٹھایا اور اسے ہماری طرح ہی پسند کیا۔ ہلکے پھلکے سامان اور بندھے ہوئے بستروں سے بھرا ہوا میرا ٹرک، سفر کرنے کے لیے اس کی پسند تھا۔ ایک پرسکون صوفے پر بیٹھ کر وہ یہاں سے سب کچھ دیکھ سکتی تھی۔

ہم نے 'یو آسونا ٹرو' دریا کے قریب اپنے خیمے نصب کیے۔ اس کے کناروں پر جنگلی کھجوریں اور بول کی جھاڑیاں صدف و صدف کھڑی تھیں۔ خشک موسم میں پانی کم گہرا رہتا اور لوہریں کے ولولہ کی طرف آہستہ آہستہ ہوتا۔ بعض جگہ بہت تیزی سے گزرتا اور بڑے گہرے تالاب بن جاتے۔ جن میں مچھلیاں بکثرت ہوتی تھیں۔ ہمارے خیمے کے ساتھ نوکدار چٹانیں تھیں۔ ایسا ان کی چوٹیوں پر گھومتی رہتی چٹانوں میں ادھر ادھر سو گھمتی اور عموماً آخر میں کسی چٹان کی چوٹی پر ڈیرہ لگائی جہاں سے وہ اس پاس کے جنگل کا اچھی طرح جائزہ لے سکتی۔ سہ پہر کے بعد جب سورج زمیں کو دھکتے ہوئے رنگوں کی چمک بنا دیتا۔ سُرخ مائل پتھروں میں وہ اس طرح نظر آتی جیسے وہ انہی کا جزو ہے۔

دن کا یہ حصہ سب سے زیادہ پُر لطف ہوتا۔ سخت تپش کے بعد ہر شے سستنے لگتی، سائے سرکتے جاتے اور گہرا ارغوانی رنگ دھار لیتے۔ پھر سورج کے ایک دم ڈوبنے سے یہ سارا منظر ہوا ہو جاتا۔ ایک پرندے کی مدھم سی صدا ہوتے ہوئے خاموشی میں ڈوب جاتی۔ دُنیا پر سناٹا چھا جاتا۔ ہر سمت ایک ٹھنڈائی کی کیفیت ہوتی۔ تاریکی کا انتظار ہوتا اور اسی لمحے جنگل بیدار ہو جاتا۔ لگتا جگڑا کی لمبی لمبی صدائیں خبردار کرتی ہیں اور شکار

ایسا اور دوسرے جنگلی جانور

جب میں نیروبی گئی ہوئی تھی تو جارج نے مجھے بتایا کہ ایسا بہت پریشان رہی۔ اس نے اسے ایک لمحہ کے لیے بھی نہ چھوڑا۔ ہر جگہ اس کے ساتھ ساتھ رہتی۔ وہ جب اپنے دفتر میں مصروف کار ہوتا تو اس کی میز کے نیچے جا بیٹھتی۔ اور رات کو بھی اس کے بستر پر سو رہتی۔ وہ ہر روز شام کو اسے ٹہلنے کے لیے ساتھ لے جاتا۔ مگر میری واپسی کے روز وہ میرے ساتھ جانے کو تیار نہ ہوئی اور کار کے راستے کے پیچ میں انتظار کے لیے بیٹھ گئی۔ اسے کوئی چیز بھی تو نہ ہٹا سکی۔ کیا وہ جانتی تھی کہ میں آج واپس آرہی ہوں؟ اگر یہ ممکن ہے تو مستقبل کا علم جیوانوں کی کس جبلت سے منسوب کیا جاسکتا ہے؟ اس کردار کی تشریح اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

جب میں اکیلی لوٹی تو اُس نے بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا لیکن اس کو ادھر اُدھر اپنی بہنوں کی تلاش کرتے دیکھ کر میرا دل ہی رو پڑا۔ اور کئی دنوں تک وہ جھاڑیوں کو دیکھتی اور انہیں پکارتی رہی۔ وہ ہر جگہ ہمارے ساتھ ساتھ آتی کہیں ہم بھی نہ اُسے چھوڑ جائیں۔ اسے اعتماد دلانے کے لیے ہم اسے گھر میں ہی رکھتے۔ وہ ہمارے بستر پر سوتی اور اکثر جب وہ ہمارے چہروں کو اپنی کھردری زبان سے چاٹنے لگتی تو ہماری آنکھ کھل جاتی۔

شروع ہو جا آ۔

مجھے ایک شام خوب یاد رہے گی۔ میں نے ایسا کو خیموں کے سامنے ایک درخت سے باندھا۔ اور وہ اپنا کھانا چبانے لگی۔ میں اندھیرے میں بیٹھی ہمہ تن گوش تھی۔

پانی، کوڈو میری گود میں آگئی۔ آرام سے بیٹھ کر اپنے دانت پینے لگی۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ خوشی کا اظہار اپنی اس عادت سے کیا کرتی تھی۔ دریا کی موجوں میں چڑھتے ہوئے چاند کا عکس پڑ رہا تھا۔ قریب ہی سے جھینگر کی آواز ابھر رہی تھی۔ اوپر اندھیرے کی مہین سی چادر میں سندرے بڑی آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ شمالی قبائلی علاقہ میں تو ہمیشہ ہی ستارے مجھے عام جگہوں کی نسبت دو گنے بڑے عکس ہوتے تھے۔ انہیں میں نے ایک لرزتی ہوئی گہری آواز سنی جیسے دُور کہیں ہوائی جٹے کی صدا ابھرتی ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی دریا کی طرف آرہے ہیں۔ اتفاق سے تیز ہوا ہانکوا وقت میں تھی اور یہ گڑ بڑ جلد ہی بند ہو گئی۔

پھر یکدم ہی شیروں کے دھانسنے کا شور مٹائی دیا۔ پہلے تو وہ بڑی دُور تھے، لیکن دھیرے دھیرے ان کی آواز اُونچی ہوتی گئی۔ ایسا اس وقت کیا خیال کر رہی ہوگی، اسے اپنے ہم جنسوں کے قرب کا بالکل احساس نہیں تھا۔ وہ اپنے کھانے کے ٹکے بن رہی تھی اور دانتوں سے کتر کتر کر کھا رہی تھی۔ پھر وہ کر کے بل بیٹھ گئی۔ چاروں پہنچا سکا کی طرف اٹھا کر اونچے لگی۔ ادھر میں گڑ بھگوں کی گرج، نگیدڑوں کی چیخوں اور شیروں کے بھیا نک شور پر کان دھرے بیٹھی تھی۔

اس موسم میں شدید گرمی پڑتی تھی۔ اسی لیے ایسا دن کا زیادہ حصہ پانی میں ہی گزارتی

اور جب سورج اسے بھی آرام دہ نہ رہنے دیتا تو وہ سرکندوں میں جا بیٹھتی۔ دریا میں وہ دریا میں بھی ٹوٹتی رہتی۔ پانی میں وہ بڑے زور سے اُترتی۔ یہیں علم تھا کہ پو آسٹارو میں مگر کثرت سے ہوتے ہیں اس لیے کبھی کبھی ہم خوف محسوس کرتے لیکن ایسا کے قریب کوئی نہیں پھٹکا تھا۔

ایسا ہر وقت شہزاد کے موڈ میں رہتی۔ وہ اپنی خوشی میں یہیں بھی شریک کرتی۔ جب یہیں بے خبر پاتی پھینٹیں اُڑانے لگتی یا پانی سے ایک دم باہر کود کر ہم پر آگتی۔ وہ گلیا ہوتی اور ہم اپنے آپ کو کیمروں، ٹینکوں اور رافٹوں سمیت ریت میں گرتے اور اس کے پھرتے ہوئے بھاری جسم تلے دبنا ہوا پاتے۔ وہ اپنے چوڑے کونٹے نئے انداز سے احتمال کرتی۔ وہ ان سے شریفانہ طریقے سے بھی کام لیتی۔ لیکن اسے پوری رفتار سے اور نشانہ باندھ کر پہنچے چلانا بھی آتا تھا۔ اسے ایک ایسا داؤں بھی آتا تھا جس سے ہم شرطیہ طور پر چاروں شانے چت گر پڑتے تھے۔ ہم خواہ اس کے لیے کتنے ہی تیار ہوتے، وہ اپنے بچوں سے ہمارے ٹخنوں کو ذرا سا موڑتی اور ہم نیچے آ رہتے۔

ایسا اپنے چوڑے کا خاص خیال رکھتی تھی۔ کھردرے پھلکے واسے درخت انھیں تیز کرنے کے کام آتے۔ وہ انھیں گھر چتی (درخت پر) گہری گہری لیکریں پڑھاتیں، حتیٰ کہ وہ اپنے اس اپریشن کے نتیجہ پر مطمئن ہو جاتی۔

ایسا بندوق کی آواز سے نہیں ڈرتی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ فائر کا یہ مطلب سمجھنے لگی تھی کہ بس ایک پرندے کی موت۔ اسے شکار اور بالخصوص گنہ کی مرغابی کا شکار بڑا پسند تھا۔ وہ اس کے پروں کی ہڈیاں تو دانتوں سے چبا ڈالتی۔ اگرچہ وہ اس کا گوشت کبھی کبھار ہی کھاتی اور پروں کو تو مٹہ ہی نہیں لگاتی تھی۔ پہلا شکار ہمیشہ اس کا ہوتا۔ وہ بڑے فز سے

اسے رُند میں اٹھائے اٹھائے پھرتی اور جب تھک جاتی تو اسے میرے پاؤں پر رکھ کر مجھے دیکھتی جیسے کہہ رہی ہو "اسے میرے لیے اٹھالیجیے" پھر جب تک میں اس کی ناک کے سامنے گھمائے جاتی، وہ بھی بڑی زندہ دلی سے اس کے پیچھے گھومتی رہتی۔

یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ مرغابی کی اتنی شائق ہونے ہوئے وہ فریکوئن میں کوئی دلچسپی نہیں لیتی تھی۔ فریکوئن انگریزی تیز سے خاص مٹی جلتی ہوتی ہے۔

جب کہیں وہ ہانپھوں کی لید دیکھتی وہیں اس میں لوٹنے لگتی۔ درحقیقت وہ اسے نہانے کے لیے بہترین سٹوف سمجھتی تھی۔ وہ ان گول گول اُپلوں سے چٹ جاتی اور اس کی ٹوکرو اپنی کھال پر اچھی طرح رگڑتی۔ گینڈے کا گوبر بھی اسے کافی پسند تھا۔ اور اصل میں وہ زیادہ تر چرنے والے جانوروں کا گوبر ہی پسند کرتی تھی لیکن موٹی کھال والے جانوروں کو ذرا ترجیح دیتی تھی۔ یہیں اس کی ایسی حرکات پر اکثر حیرت ہوتی تھی۔ شاید یہ دوسرے جانوروں سے اپنی ٹوکرو چھپانے کی فطری جبلت کا نتیجہ تھا تاکہ عام قدرتی حالت میں نہ انھیں مارے اور کھائے۔ پالتو کتے بلیوں کی فضلے میں لوٹنے کی عام عادت بھی اسی جبلت کی ایک بھڑی شکل ہے۔ ہم نے کبھی بھی اسے گوشت خور جانوروں کی لید میں لیٹتے نہیں دیکھا تھا۔

ایسا بڑی احتیاط سے اپنا فضلہ ہمارے شکار کے راستوں سے ہم جہاں عموماً چلتے تھے، کچھ گز کے فاصلے پر خارج کرتی۔

ایک سہ پہر کو ایسا ہاتھیوں کا شور سن کر جنگل میں گھس گئی۔ اسی اثناء میں ہم نے ساتھ ہی ایک مرغابی کے کڑکڑانے، چیخوں اور بلند کراہٹوں کی آواز سنی دہم بڑی بے چینی سے انتظار میں تھے کہ اس ملاپ سے کیا ظہور میں آئے گا۔ بھٹوڑی دیر بعد ہاتھیوں

کا شور تو ختم گیا لیکن اس کی جگہ گئی مرغابی نے دل گداز پیچ مارا۔ پھر ہم نے تعجب سے دیکھا کہ ایسا قریب کی گنگان جھاڑیوں سے ظاہر ہوئی۔ گدھ نما مرغابیوں کا غول کا غول اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ جب بھی بیٹھنے کی کوشش کرتی، وہ چرواہے اور پیچھے لگتیں اس لیے وہ بھاری چلتی ہی آرہی تھی۔ بس جس وقت ان چالاک پرندوں کو ہماری موجودگی کا احساس ہوا تو اسے کچھ اطمینان کا موقع ملا۔

ایک روز سیر کے دوران ایسا نے ایک جھاڑیوں کے جھنڈ کے سامنے گھومنا شروع کر دیا پھر ہوا میں اچھلتی ہوئی جلدی سے ہمارے پاس لوٹ آئی۔ اور ہمیں کچھ عجیب انداز سے دیکھنے لگی۔ جیسے کہہ رہی ہو "تم میری طرح کیوں نہیں کرتے" اسی لمحے ہم نے تلوار جیسے نوکدار اور تیز پتوں کے درمیان ایک بڑا سا سانپ دیکھا۔ یہ ان ناقابل رسائی گنگان شاخوں میں ڈھکا ہوا تھا۔ ہم اس غیبیہ پر ایسا کے بہت ممنون ہوئے۔

جب ہم آئیسولویڈے، بارشیں شروع ہو چکی تھیں۔ اس علاقے میں جگہ جگہ ننھے دریا اور چشمے بہہ رہے تھے۔ ایسا ان سے بڑی مخلوط ہوئی۔ وہ ہر جگہ چھینٹیں اڑاتی۔ بڑی طاقت سے اور بڑے زور سے اچھل اچھل کر وہ ہمیں بھی اس قدرتی کچڑ میں مت پت کرنا چاہتی۔ یہ بات مذاق سے آگے بڑھ جاتی تھی اور ہمیں اسے یہ احساس دلانا پڑتا کہ وہ اب اس قدر بھاری ہو چکی ہے کہ یہ ہلکی ہلکی ہوائی جھلانگیں اسے زیب نہیں دیتیں۔ ہم ایک چھوٹی سی چھڑی کو مناسب انداز سے استعمال کر کے اسے سمجھانے کی کوشش کرتے۔ وہ فوراً ہی سمجھ جاتی اور پھر ہمیں اس چھڑی کی ساز ہی ضرورت پڑتی تاہم یاد دہانی کے لیے اسے سدا سا تھڑکھتے۔ اب ایسا نہیں کے معنی بھی جا۔ تھی۔ وہ اگر کسی ہرن کے تعاقب میں بھی ہوتی تو بھی اس حُکم کو

کے آنے جانے کے لیے بہت سے سوراخ تھے۔ دن کی گرمی میں یہ خنکی کا سرچشمہ ہوتیں۔ سپرہر کی چائے کے وقت مسخرے نیوے اپنے مضبوط مقام سے نکل جاتے۔ جنگلی جڑی بوٹیاں کھاتے۔ اندھیرا پھیلنے لگتا تو وہ گھروں کو لوٹتے۔ اسی موقع پر سیر کے دوران ہماری ان سے مدد بھیڑ ہوتی۔ ایسا پہاڑی کے سامنے ان کی آہٹ میں بالکل چپ چاپ بیٹھ جاتی۔ ان چھوٹے چھوٹے مسخروں کو ہوائی سوراخوں سے باہر سر نکالے ہوئے دیکھ کر خوب حفا اٹھاتی۔ جو خطرے کی نیز سیٹی بھاتے اور سایوں کی طرح اوجھل ہو جاتے۔

ہاں، اگر نیولوں کو تنگ کرنے میں مزا آتا تھا، تو بند روں کو اشتعال دلانے میں بڑا نطف تھا۔ وہ ہمارے گھر کے نزدیک ہی پہاڑی کی ایک تنہا چوٹی پر ایک بڑی سی کھوہ میں رہتے تھے۔ جو چیتوں سے محفوظ تھی۔ یہاں ان کی رات بڑی عافیت سے گزرتی تھی۔ وہ سوتے وقت چٹان کے ذرا ذرا سے نشیبوں سے چپٹ جاتے تھے۔ سورج ڈھلنے سے پہلے ہی اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹ آتے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ یہ چوٹی کالے کالے دھبوں سے بھر گئی ہے۔ وہ اپنی محفوظ جگہ سے ایسا برجیتے اور بھونکتے اور وہ بچاری بدلے میں کچھ نہ کر سکتی۔

جب ایسا پہلی دفعہ ایک ہاتھی سے ملی تو یہ لمحہ بڑا بیجان اچھڑ تھا اور پریشان کن بھی کیونکہ ایسا کی کوئی ماں نہیں تھی جو اسے ایسے جانوروں سے خبردار کرتی جو شیروں کو اپنے بچوں کا واحد دشمن سمجھتے ہیں۔ اسی لیے وہ انھیں کبھی کبھی جان سے بھی مار دیتے ہیں۔ ایک روز فردو لوہیا کو شمع کی سیر کو ساتھ لے کر گیا ہوا تھا کہ وہ بھاگتا بھاگتا واپس آیا اور کہنے لگا کہ ایسا ایک ہاتھی کے ساتھ کھیل رہی ہے۔ ہم نے اپنی رانفیس لیں اور فردو ہمیں اس

بجالاتی۔

اکثر یہ منظر دینی ہوتا جب وہ شکار کی فطری خواہش اور ہمیں راضی رکھنے کی کوشش کے مابین کشمکش میں مبتلا ہوتی۔ کتوں کی مانند ہر متحرک چیز اسے اپنے تعاقب کی دعوت دیتی لیکن ابھی اس کی مار ڈالنے کی جہت پختہ نہیں ہوتی تھی۔ ہم نے بھی ابھی یہ احتیاط برقی تھی کہ اسے کبھی زندہ بکری نہیں دکھائی تھی۔ جنگلی جانور دیکھنے کے تو اسے شمار مواقع ملتے۔ لیکن ہم چونکہ اکثر ان موقعوں پر ساتھ ہوتے، وہ محض تفریحاً ان کا پیچھا کرتی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہمارے پاس لوٹ آتی۔ ہمارے گھٹنوں سے اپنا سر گرٹتی اور آہستہ آہستہ میاؤں میاؤں کر کے اپنے کھیل کے متعلق بتاتی۔

ہمارے گھر کے آس پاس ہر قسم کے جانور تھے۔ دریائی ہرنوں اور خشکی کے ہرنوں کا ایک گلہ اور کوئی ساٹھ کے قریب جالی دار کھال والے زلفے تو برسوں سے ہمارے پڑوس میں رہتے تھے۔ ہر روز سیر کو جاتے ہوئے ایسا انھیں ملتی۔ وہ اس سے خوب شناسا ہو چکے تھے۔ وہ چند قدم اسے اپنا پیچھا بھی کرنے دیتے۔ پھر وہ خاموشی سے مڑ جاتے۔ بڑے کانوں والی لومڑیوں کا ایک خاندان تو اس سے اتنا مانوس تھا۔ کہ ہم ان ڈرپوک جانوروں کے بلوں میں چند قدم اندر بھی چلے جاتے جب کہ ان کے بچے بلوں کے مونہوں میں رہتے پر رنگ رہتے ان کے والدین ان کی حفاظت پر مامور ہوتے۔

نیوے بھی ایسا کے لیے سامان تفریح ہم پہنچاتے۔ یہ چھوٹے چھوٹے جانور گھن کھاٹی دیران پہاڑیوں میں رہتے تھے۔ ان پہاڑیوں کی مٹی سینٹ کی طرح پختہ تھی اس لیے وہ انسانی قلعوں کی مانند لگتی تھی۔ یہ قریباً آٹھ آٹھ فٹ اونچی تھیں۔ ان میں ہوا

گروہ ہر وقت ہی گھومتے رہتے تھے۔ اس لیے اپنی اور ایسا کی حفاظت کے لیے ہم بڑے چاق و چوبند رہتے تھے۔

ایک روز دوپہر کو نور اور ایسا گھر لوٹے تو ان کے پیچھے بہت سے ہاتھی تھے۔ ڈانٹنگ روم کی کھڑکی سے وہ جھاڑیوں میں پھرتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ہم نے کوشش کی کہ ایسا کی توجہ ادھر سے ہٹ جائے لیکن وہ مڑ چکی تھی اور اس کے بڑھتے گلتے سے ملاقات کے لیے تلی بیٹھی تھی۔ پھر وہ یک دم بیٹھ گئی اور ٹھنکی بانہ کر دیکھتی رہی کہ وہ کیسے وہاں سے مڑ کر رائفل رینج کے ساتھ ساتھ ایک قطار میں چل رہے ہیں۔ یہ پریڈ بڑی شاندار تھی۔ وہ ایک ایک کر کے جھاڑیوں سے نکل رہے تھے۔ ایسا بھی جھاڑیوں میں جا کر جھبک گئی اور انتظار کرتی رہی۔ کہ بیس ہاتھیوں میں سے آخری بھی گزر گیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ان کے پیچھے مہولی۔ اس کا سر عین نندہ کی سیدھ میں جھکا ہوا تھا۔ دم باہر پھیلی ہوئی تھی۔ اچانک اس گلے میں سے ایک بڑا ہاتھی مڑا اور اپنا بھاری سر ایسا کو دے مارا۔ پھر ساتھ ہی ایک پورے زور سے چیخ بھی ماری۔ اس اعلان جنگ نے اسے بالکل خوفزدہ نہ کیا اور وہ بڑے حوصلے سے چلتی رہی۔ اسی طرح وہ بڑا ہاتھی بھی قدم اٹھا آ رہا۔ ہم باہر نکل آئے اور نیچے جھاڑیوں میں سے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ہاتھیوں اور ایسا کی جھبک دیکھتے رہے۔ نہ تو کوئی چیخ ہی سنائی دیتی تھی اور نہ ہی شاخوں کے ٹوٹنے کی آواز تھی جس سے کہی فساد کا پتا لگ سکتا۔ بہر حال ہم بڑی بے چینی سے انتظار کرتے رہے۔ آخر کار ایسا دکھائی دی۔ وہ اس گڑروائی سے بڑی اکتائی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

لیکن اور سبب، ہاتھی جن سے ایسا کی بڑبھڑ ہوتی رہی، ان ہاتھیوں کی طرح پیارے

مقام کی طرف لے چلا۔ وہاں ایک بوڑھا ہاتھی نظر آیا۔ وہ اپنا سر جھاڑی میں چھپائے ناشتہ کر رہا تھا۔ اچانک ایسا پیچھے سے رنگ کرائی اور ہاتھی کی پچھلی انگلیوں پر ایک نور کی ضرب لگائی۔ اس گستاخی پر ایک تیز گرجدار چیخ ابھری جس میں حیرت اور مجروح و قار کی کراہ شامل تھی۔ پھر ہاتھی جھاڑی سے پیچھے ہٹا اور اس نے بھی حملہ کیا۔ ایسا چپکے سے اس کے راستے سے ہٹ گئی اور بالکل بے پروا ہو کر اسے چھیڑنے لگ گئی۔ یہ منظر بڑا دلچسپ تھا اگرچہ اس میں خطرہ بھی تھا۔ یہیں یہ اُمید ہو گئی کہ جیسے ہندوئی استعمال کرنے کی ضرورت نہیں خوش قسمتی سے کچھ دیر بعد وہ دونوں ہی اس کھیل سے اکتانگے۔ بوڑھا ہاتھی پھر اپنے کھانے پر چلا گیا اور ایسا ساتھ ہی زمین پر بیٹ کر عجوبہ ہو گئی۔

اگلے چند مہینوں کے دوران ایسا نے ہاتھیوں کے تنگ کرنے کے ہر موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اور ایسے مواقع بھی بہت آئے کیونکہ ہاتھیوں کا موسم شروع ہو رہا تھا۔ اس موسم میں سیکڑوں کی تعداد میں گتے دھاوا بولتے تھے۔ یہ قوی ہیکل جانور آئیسیلو کے جغرافیائی حالات سے بخوبی واقف معلوم ہوتے تھے کیونکہ وہ ایسے علاقوں کا ہی رُخ کرتے تھے جہاں بہترین مٹی اور کرم کلمے بکثرت ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ اور افریقہ کی گنجان آبادی اور ٹریفک کے باوجود وہ اپنے ضبط کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ان کی وجہ سے بہت ہی کم تکلیف کا موقع آتا تھا۔ ہمارا گھرا آئیسیلو سے تین میل دُور ہے۔ اس کے آس پاس بہت سبزہ ہے۔ اس لیے ادھر ان حملہ آوروں کی ایک کثیر تعداد آتی تھی۔ گھر کے سامنے کا ایک پرانا رائفل رینج اٹھنوں نے اپنے کھیل کا میدان بنالیا تھا۔ اس موسم میں ہمیں اپنی سیر کے دوران بہت احتیاط کرنا پڑتی کیونکہ ہاتھیوں کے چھوٹے چھوٹے

طرف مبذول کرنا چاہتے تھے کیونکہ یہ ایسا وقت نہیں تھا کہ وہ ان یو قامت حیوانوں کے ساتھ اپنا کوئی کھیل شروع کر دیتی۔ لیکن وہ اچانک ہی ان میں آئی اور درمیان میں جاگھسی، پھر وہ ہمارے قابو سے باہر تھی۔ چیخیں، دل دہلا دینے والی چیخیں ہمارے کانوں میں بڑبڑا رہی تھیں، میرے اوسان خطا ہو رہے تھے کیونکہ ہم کتنی ہی احتیاط سے اس اندھیرے جنگل میں سے نکلنے کی کوشش کرتے تو کوئی نہ کوئی ہاتھی سامنے آجاتا۔ آخر ہم نے کسی نہ کسی طرح رستہ بنا ہی لیا۔ لیکن ایسا کہ بغیر۔۔۔ وہ تھوڑی دیر بعد ہی لوٹ آئی۔ یوں لگتا تھا کہ اُس نے خوب لطف اٹھایا ہے اور اسے اس بات کی وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں اتنی حواس باختہ کیوں تھی!

ہماری کار کے راستے میں یو فور بیا کی باڑ ہے۔ کوئی عام جانور اس میں سے نہیں گزر سکتا تھا کیونکہ اس میں ایک جلائے والا مادہ موجود ہے۔ اگر اس مادہ کا ایک چھوٹا سا قطرہ بھی آنکھ کو چھو لے تو آنکھ جھٹی جلی اٹھتی ہے اور بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ پھر کئی روز تک یہی جلنے کی حالت رہتی ہے۔ اس لیے ہاتھیوں کے سوا کوئی جانور ادھر نہیں آتا۔ ہاتھی اس کی کھٹی شاخوں کو بہت چاہتے تھے اور ان کے ایک رات کے کھانے کے بعد یہاں بڑے بڑے گھاؤ بڑھ جاتے ہیں۔

ایک روز جب میں ایسا کو اس کے پتھرے بن کھانا کھلا رہی تھی تو میں نے ہاتھیوں کا شور و غل سنا۔ وہ ایسا کہ لکڑی کے گھر کی باڑ کے پیچھے تھے۔ اور یہ پانچ بھیانگ جانور شاخیں توڑ رہے تھے اور اس تنہا جھاڑی کا ٹنڈہ بنا رہے تھے جو ہمارے درمیان تھی۔ ویسے تو میں جس وقت کے متعلق لکھ رہی ہوں اس سے پہلے ہی ان ہاتھیوں کی بار بار نظر کرم سے اس باڑ کی حالت قابلِ رحم تھی۔

اور بیٹھے نہیں تھے۔ ایک اور موقع پر ایسا نے بڑی کامیابی سے ایک بڑی بھاری جھگڑا چا دی۔ سب سے پہلی آواز افضل ریخ میں ایک عظیم گرج کی گئی۔ جب ہم موقع پر پہنچے تو ہاتھیوں کا ایک گتہ پاڑی سے نیچے دوڑ لگا رہا تھا ایسا ان کے بالکل پیچھے تھی۔ آخر میں ایک تنہا ہاتھی نے اُس کو زد پہنچانے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے پیچھے سے پہلے ہی پھرتی دکھا گئی۔ اتنی دیر میں ہاتھی نے گلے کا خیال چھوڑ دیا اور اپنے ساتھیوں سے جاملے۔

وہ ٹرائفوں سے بھی خوب چھیڑ چھاڑ کرتی۔ ایک سہ پہر وہ ہمارے ساتھ باہر جا رہی تھی کہ اسے پچاس ٹرائفے نظر آئے۔ اپنے جسم کو زمین سے رگڑتے ہوئے اور جوش سے کاٹتے ہوئے وہ انہیں چھیڑتی رہی اور قدم بہ قدم آگے بڑھتی گئی۔ ٹرائفوں نے اس کی خاص پروانہ کی اور بڑے تھل سے دیکھتے رہے۔ اُس نے بھی ان کی طرف نگاہ کی اور پھر ہماری طرف، جیسے وہ کہنا چاہتی تھی "تم یہاں موم بتیوں کی طرح کیوں کھڑے ہو اور میرے کھیل کو کیوں خراب کر رہے ہو؟" آخر میں وہ واقعی غصہ میں آگئی اور تیزی سے میری طرف دوڑی اور مجھے چاروں شانے چت کر دیا۔

غروب آفتاب کے قریب ہم ہاتھیوں کے ایک گلتے کے زرخ میں آگئے۔ روشنی تیزی سے مدھم پڑتی جا رہی تھی۔ البتہ ہر طرف ہاتھیوں کی شکلیں دیکھ سکتے تھے۔ ہم نے اسے ہمیشہ ہی عجوبہ سمجھا تھا کہ یہ قوی سیکل جانور ان جھاڑیوں میں کوئی آواز پیدا کیے بغیر حرکت کرتے رہتے تھے۔ اس طرح وہ ایک شخص کو بغیر کسی اطلاع کے ہی گھیر لیتے تھے۔ اس وقت ہمارا ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک یقینی بات تھی۔ جب ہم کسی طرف سے نکلنے کا راستہ دیکھتے ایک آدھ ہاتھی حائل ہو جاتا۔ ہم ایسا ہی توجہ اپنی

ایسا کی زندگی میں اور جوش و خروش پیدا کرنے کے لیے ہمارے گھر کے ساتھ ہی ایک گینڈا بھی موجود تھا۔ ایک روز شام کے اندھیروں میں ہم جب سیر سے لوٹ رہے تھے تو ایسا ایک دم تیزی سے نوکروں کے کوارٹروں کی طرف چھٹی۔ ایک خوفناک شور برپا ہوا۔ ہم یہ سنا کر نے چلے کہ کیا بات ہو گئی ہے تو دیکھا کہ ایسا اور گینڈا ایک دوسرے سے بزدلانا ہیں۔ ان فیصلہ کن چند لمحوں کے بعد گینڈا غصے سے نرانا ہوا ایسا کے ساتھ لوٹ گیا۔

اگلی شام میں ایسا اور نورو سیر کو جا رہے تھے۔ آج ہمیں کچھ دیر سو گئی تھی۔ اندھیرا بڑھ رہا تھا۔ اچانک سوامی نے میرے کندھے کو جھٹکا دے کر روک لیا۔ کیونکہ ہمارے راستے پر بالکل سامنے ایک جھاڑی کے پیچھے گینڈا کھڑا تھا۔ میں نے پیچھے چھلانگ لگائی اور بھاگی۔ خوش قسمتی سے ایسا نے بھی گینڈے کو نہیں دیکھا تھا، اُس نے سوچا کہ میں اُس کے ساتھ کھیل رہی ہوں، وہ بھی پیچھے چلی آئی۔ یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ گینڈے بڑے سر بھرے جانور ہوتے ہیں۔ وہ ہر چیز پر حملہ کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ لاریوں اور گاڑیوں تک کو نہیں چھوڑتے۔ اگلے روز پھر بھی ایسا نے اپنا مذاق کر ہی لیا۔ اس نے پہاڑی کے دامن میں گینڈے کو دو میل تک پدایا۔ نورو بھی بڑی دفا داری سے اس کے پیچھے دوڑتا رہا۔ اس واقعہ کے بعد گینڈا دُور کہیں خاموش علاقوں میں چلا گیا۔

اب ہم نے ایسا کے لیے روزانہ کا ایک معمول بنادیا تھا۔ صبح اکثر سرد ہوتی تھی۔ اس وقت رائفل ریج میں جنگلی ہرن بڑی خوشی سے قلاچیں بھرتے نظر آتے۔ اور صبح دم جاگتے پرندوں کے نغمات بڑے پیارے لگتے۔ جونہی روشنی پھیلنے لگتی نورو ایسا کو چھوڑ دیتا اور وہ دونوں کچھ دُور جھاڑیوں تک سیر کرتے۔ ایسا اپنی رات بھر کی رُک روتی

طاقت میں مدہوش ہوتی، جو چیز اسے ملتی، اس کا تعاقب کرتی اس کی پونچھ بھی اسی زمرے میں شامل تھی۔

جب دُھوپ تیز ہو جاتی تو وہ اور نورو کسی سایہ دار پڑیلے بیٹھ جاتے۔ ایسا سورشتی اور نورو اپنے قرآن کی تلاوت کرتا، چائے کی چکیاں بھرتا۔ نورو جنگلی جانوروں سے بچنے کے لیے ہمیشہ ایک رائفل اپنے ساتھ رکھتا۔ لیکن وہ ہماری ہدایات کا بھی پورا خیال رکھتا کہ گولی چلانے سے پہلے شور ضرور چائے۔ وہ دلی طور پر ایسا سے محبت کرتا تھا اور اس کی بڑی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا۔

چائے کے وقت وہ دونوں لوٹ آتے اور ہم چائے نوش کرتے۔ پہلے ایسا کچھ دودھ پیتی پھر ہم پہاڑیوں میں گھومتے یا میدانوں میں سیر کرنے چلے جاتے۔ وہ درختوں پر چڑھ جاتی شاید اپنے بچے تیز کرتی۔ جوش دلائی ہوئی خوشبوؤں کا سچھا کرتی یا گرائنڈ کے برتنوں اور مرگوں کو چھیرتی، جو کبھی کبھار اس کے ساتھ آنکھ مچولی کھینے لگتے۔ ہمیں اس بات پر بھی حیرت ہوتی کہ وہ ان کچھوؤں کو بہت پسند کرتی تھی جنہیں وہ اکثر ادھر ادھر گھماتی رہتی۔ اسے کھیل سے والہانہ لگاؤ تھا، وہ کبھی بھی ہمارے ساتھ کھیلنے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتی، اسے ہم پر بڑا مان تھا اور وہ ہماری ہر چیز میں اپنا حصہ بٹاتی۔

جونہی اندھیرا پھیلنے لگتا، ہم گھر واپس آتے۔ اسے تجربے میں لے جاتے جہاں اُس کی شام کی خوراک پڑی ہوتی۔ یہ اکثر کچے گوشت کی ایک خاصی مقدار میں ہوتی جو زیادہ تر بھڑیا بکری کا ہوتا۔ وہ عموماً پسلی اور کرکری ٹہری توڑ کر اپنے کھانے کا آغاز کرتی۔ جب میں اس کے لمحہ ٹہریاں کپڑتی تو اس کے آنکھ پر رگوں کو بڑی تیزی سے حرکت کرتے ہوئے دیکھتی۔ مجھے یہ اسے سبز نکال کر ہی دینا پڑتا۔ وہ اسے میری انگلیوں میں چاٹتی رہتی۔ اس کا

بھاری جسم میسر بازوؤں سے پٹا ہوتا۔ اس دوران میں پاٹی کھڑکی کے فرش پر بیٹھی ان چیزوں کو دیکھتی۔ اسے اطمینان ہوتا کہ جلد ہی اس کی باری بھی آئے گی اور وہ میری گردن سے چپٹ کر رات بسر کرے گی اور اس طرح وہ مجھے حاصل کرے گی۔

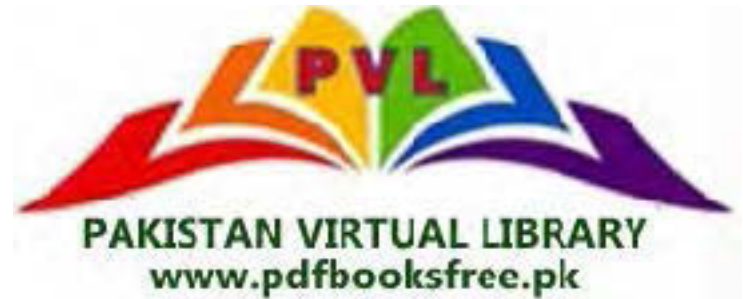
اس وقت تک میں ایسا کے ساتھ بیٹھی، کبیلٹی رہتی، یا اس کا سیچ بناتی یا کچھ پڑھتی رہتی۔ ایسی شامیں ہمارے عزیز ترین لمحے ہوتے۔ مجھے یقین ہے کہ انہی لمحوں میں ایسا کی ہم سے محبت پروان چڑھتی۔ وہ ہیرا انگوٹا منہ میں بیسے سو رہتی۔ ہاں چاندنی راتوں میں وہ کچھ بے چین ہو جاتی۔ وہ پھرے کی تار کے ساتھ ساتھ چلتی، بڑی توجہ سے کان لگاتی اس کے نچنے اس مدھم سی خوشبو کو گرفتار کرنے کے لیے تیار ہوتے۔ جو باہر سے پُرا سرا۔ رات کا سندبہ لاتے تھے۔ جب وہ بتے اب ہوتی، اس کے پنجے پسینے سے بھیگ جاتے۔ مجھے اکثر انہی پنجوں کو ہاتھ میں لیسنے سے اُس کے دل کا حال معلوم ہو جاتا۔

ایسا اور سمندر

ایسا اب ایک سال کی ہو گئی تھی۔ اس کے نئے دانت آئے تھے مجھے اُس نے اپنا ایک دودھ دانت بانہر کائے کی اجازت دے دی تھی۔ جبکہ وہ بڑے سدا ہار انداز میں سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی تھی۔ گوشت چبانے کے لیے اگلے دانت نہیں بکے داڑھیں استعمال کرتی تھی۔ لیکن ٹھریاں چوسنے کے لیے وہ اپنی نہایت کھردری زبان کو استعمال میں لاتی جس پر باریک باریک جھلی لپٹی ہوئی تھی۔ اس کا حساب کافی مقدار میں ہوتا اور ذائقے میں نمکین تھا۔

پاٹی اب بوڑھی ہو رہی تھی۔ میں اُسے حتی الامکان آرام سے بیٹھے رہنے دیتی۔

ہماری مقامی رخصت باقی تھی۔ ہم نے اسے سمندر کے کنارے گزارنے کا پروگرام بنایا۔ یہ جگہ ساحل کے دور افتادہ علاقے پر ماہی گیروں کے گاؤں برجون کے قریب تھی۔ سوالی کی سرحد سے کچھ اتنی دور نہیں تھی۔ وہاں سے قریب ترین سینہ نام آبادی جنوب کی طرف نوے میل کے فاصلے پر 'لامو' میں تھی۔ ایسا کہ یہ جگہ بڑی بہتر تھی کیونکہ ہم انسانوں سے بہت دور ساحل پر خیمہ زن ہو سکتے تھے۔ چاروں طرف میلوں تک صاف



گیا یہاں تک کہ دھڑکنی بالکل ختم گئی۔ پھر اچانک اُس کے ننھے سے جسم نے آخری
جھنجھری لی، اکڑ کر پھیلا اور پھر ختم ہو گیا۔
پاٹی چل بسی۔

میں نے اسے سینے سے لگا لیا۔ اس کا گرم جسم بڑی دیر میں ٹھنڈا ہوا۔
وہ بہت سے لمحے میرے ذہن میں ناچنے لگے، جو ہمارے اکٹھے زندگی بسر کرنے
کے ساڑھے سات سال کے دوران آئے، جن میں اُس نے مجھے خوشیاں بخشی تھیں۔
کتنے ہی "سفریوں" میں وہ میری ہمسفر رہی۔ جھیل 'رڈ وینٹ' پر بھی وہ میرے ساتھ ہی
وہاں بھی گرمی نے اس پر سخت حملہ کیا تھا۔ ماحل کی طرف جہاں اُس نے بہت سادقت
ایک عربی جہاز میں گھس کر گزار دیا تھا۔ وہ کیسینیا کے پہاڑ، جس کی کھاروں سے اسے
بڑی محبت تھی۔ پھر وہ سگوا کی وادی اور نازہ کی پہاڑی، جہاں سے وہ بڑی چالاکی سے
اس نچر کے ساتھ تنگ جاتی تھی۔ جس پر چڑھ کر میں پتھر یلے راستے طے کیا کرتی تھی جن
دونوں میں افریقی قبائل کی تصویریں لے رہی تھی، وہ کیسینیا کی تمام خیمہ گاہوں میں میرے
ہمراہ رہی، بعض اوقات تو مہینوں تنہا وہی میری ساتھی رہی۔

وہ گلہروں اور ان بند روں کا کس طرح مقابلہ کر لیا کرتی تھی جو ہمارے گھر گھس آیا کرتے
تھے اور وہ شیروں سے کتنی جھٹکتی تھی۔ کھانے کے وقت وہ میری لپیٹ کے پاس
بیٹھ جاتی اور بڑے پیار سے میرے ہاتھ سے تھپتھپاتے لے لے کر کھاتی۔
وہ تو میرا ایک جھقہ بن چکی تھی۔

میں سڑ سے ایک کپڑے میں لپیٹ کر اُس کی رسی اور تسمہ اُس کے گرد باندھا۔ پھر
اسے نیچے سے چھ دوڑے لگائی۔ وہاں اس کی قربانی۔ رات گرم تھی، چاندنی نے ہمارے

شتاف ریت تھی اور پیچھے سے جھاڑیوں بھرا علاقہ چھاؤں کا سرشتہ تھا۔
ہمارے دو دوست بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ ایک تو نوجوان ڈسٹرکٹ آفیسر تھا، 'ڈون'
اور دوسرا تھا 'ہربرٹ'، ایک آسٹریا کا ادیب جو ہمارے ہاں نہاں تھا۔
یہ سفر بہت طویل تھا اور پھر ہمیں گندے راستوں سے گزرنا پڑا، اس طرح ہمیں
تین دن لگ گئے۔ میں حسب معمول ایسا کے ساتھ ٹرک میں بیٹھی آگے آگے نکلی اور جاڑ
باقی لوگوں اور پاٹی کے ساتھ پیچھے دو بیٹھ۔ درودوں میں تھا۔ ہمارے سفر کا علاقہ خشک
ریٹلا اور سخت گرم تھا۔

ایک روز ٹرک اونٹوں کی پیڑ ڈھونڈنے والا سلسلہ بن گئی۔ جب اندر اچھیل
رہا تھا تو میں راستہ بھٹوں گئی۔ ادھر پیڑوں بھی ختم ہو گیا۔ پھر اس نیال سے کہ جارج حیرت
نشان دیکھتا پہلا آئے گا میں اس کا انتظار کرنے لگی۔ کئی گھنٹوں کے بعد مجھے اس کی
بتیاں دکھائی دیں۔ جب وہ آیا تو اُس نے بتایا کہ ہمارا خیمہ تو کچھ میل دور پہلے ہی
لگ چکا ہے۔ اب یہیں تیزی سے واپس چلنا چاہیے کیونکہ پاٹی 'لو' لگنے کی وجہ
سے سخت بیمار ہے۔

اس نے کچھ طاقت پہنچانے کے لیے اسے برائڈی بھی پلائی تھی۔ پھر بھی حالت
امید افزا نہیں تھی۔ نیچے تک کا فاسا مجھے لانتھا شوس ہو رہا تھا۔ جب میں بچی تو پاٹی
بے ہوش پڑی تھی۔ اُس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا کہ اس کا زیادہ دیر اس صدمہ کو
برداشت کرنا تحمل گزار رہا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ کچھ کچھ ہوش میں آتی گئی، اُس نے
مجھے پہچانا اور دانت پیسنے کی ہلکی سی کوشش کی۔ وہ ہمیشہ اسی طرح اپنے پیار کا اظہار
کرتی تھی۔ یہ سب میرے اُس کا آخری پیغام تھا۔ بعد میں وہ خاموش ہو گئی۔ اس کا دل ڈوبتا

ہم آٹھ گز کے فاصلے پر تھے۔ میں اُسے پاؤں چلتی خیمے کی طرف بڑھی۔ جہاں مرد خڑے
بھر رہے تھے۔ صرف جارج جاگا۔ جب میں نے اُسے بتایا کہ ایک شیر میرا پیچھا کر
رہا ہے تو اُس نے کہا "بجواس۔ کوئی لنگڑا بھگایا جیتا ہوگا۔" تاہم اُس نے اپنی
بھاری بندوق اٹھائی اور میرے بتائے ہوئے موقع کی طرف چلا۔ اسے جلد ہی
اعتبار آگیا۔ جب اُس نے دو آنکھیں دیکھیں اور اسے شیر کی گرج سُنائی دی۔
اسے محفوظ اساتھک ہوا کہ شاید یہ وہی شیر ہو جس کو باعث مصیبت بتایا جا
رہا ہے۔ اس نے کار کے سامنے تین گز کے فاصلے پر ایک درخت کے ساتھ
گوشت کا ایک بڑا ٹکڑا باندھ دیا اور بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد کڑکڑ کی آواز سُنائی دی جو کاروں کے پیچھے سے آرہی تھی جس جگہ
ہمارا شام کا کھانا تیار ہوا تھا۔ جارج ریگتا ہوا اُدھر گیا، اپنی بندوق ٹھیک کی،
ٹاپرچ جلائی۔ اُس نے شیر کو برتنوں اور دیگچوں کے درمیان ہمارے پیچھے کھانے
کو صاف کرتے دیکھا۔ اُس نے گھوڑا دایا، صرف چٹکی کی سی آواز ابھری اُس
نے پھر دایا لیکن وہی صدا آئی۔ وہ بندوق بھرنا ہی بھول گیا تھا۔ شیر
اٹھا اور بڑے مزے سے ٹہلنے لگا۔ جارج نے بڑی آہستہ سے بندوق میں گولیاں
بھریں اور اپنی جگہ واپس چلا آیا۔

خاصی دیر بعد اُس نے کسی چیز کو گوشت سے ہمت آزمانے سُنا۔ اُس نے
کار کی بتیاں جلا دیں۔ اسے شیر بالکل پوری روشنی میں نظر آیا۔ اُس نے عین اس
کے دل پر نشانہ لگایا۔

یہ اس ساحلی علاقے کا مخصوص بغیر دم والا نوجوان شیر تھا۔

اُس پاس کھلے میدان میں سایوں کو ہلکا کر دیا تھا۔ ہر سمت خاموشی اور سکون تھا۔
اگلی صبح ہم وہاں سے چل دیے۔ میں خوش تھی کہ گندے راستے نے میری توجہ
کو اپنی طرف مبذول کیے رکھا۔
جب ہم ساحل پر پہنچے تو شام ہونے والی تھی۔ ایک ماہی گیر ہمارے استقبال کے
لیے آیا، اُس نے بتایا کہ ایک شیر بڑی مصیبت کا باعث بنا ہوا ہے۔ وہ قریباً ہر رات
ہی ان کی بچیاں اڑا لے جاتا تھا۔ اب جہاں قوی امید تھی کہ جارج اسے ضرور مار
ڈالے گا۔

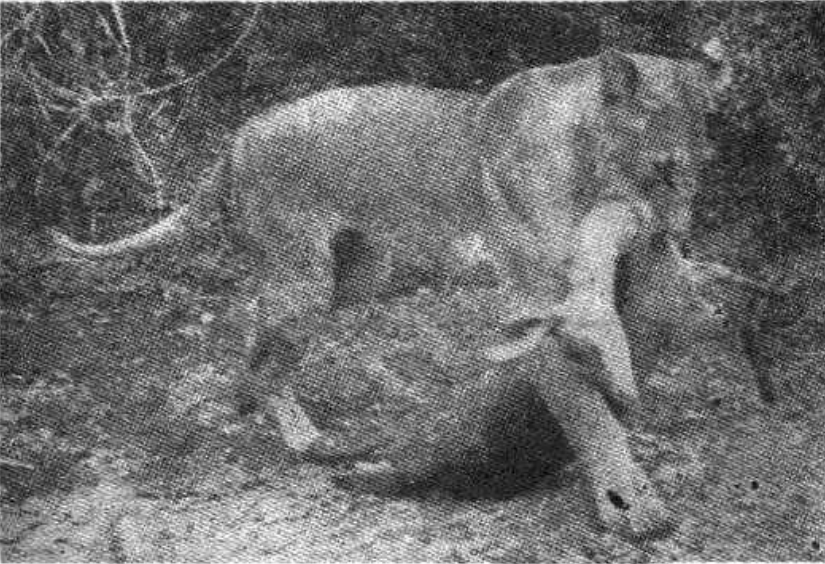
اتنا وقت تو نہیں تھا کہ ہم ٹھیک خیمے نصب کرتے اُس لیے ہم نے اپنے بستر کھلے
ہی میں لگا دیے۔ ان چار یورپیوں اور چھ افریقیوں میں ایک میں ہی عورت تھی، میں
نے اپنا بستر کچھ فاصلے پر لگایا۔ ایسا میرے بستر سے آگے ٹرک میں محفوظ تھی۔ جلد ہی جبر
سوا باقی سب نیند کی گود میں چلے گئے۔ اچانک میں نے ریگنے کی آواز سنی، میں نے
ٹاپرچ جلائی، میرے بستر سے چند گز کے فاصلے پر ایک شیر تھا۔ اس کے منہ میں اسی
ہرن کی کھال تھی، جو سپر کے قریب ہماری گولی کا نشانہ بنا تھا۔

ایک لمحہ تو میں حیران رہی کہ کہیں یہ ایسا نہ ہو، لیکن میں نے ساتھ ہی اسے اپنی
کار کے پیچھے دیکھ لیا۔ میں نے دوبارہ نظری۔ شیر ابھی تک مجھے گھور رہا تھا اور اب تو
وہ غرا بھی رہا تھا۔

میں آہستہ سے جارج کی طرف بڑھی اور یہ اتنا نہ حرکت بھی کی کہ اپنی پیٹھی شیر
کی طرف کر دی۔ ہمارے درمیان چند قدم کا ہی فاصلہ تھا۔ میں نے غسوس کیا کہ وہ
پیچھے پیچھے آرہا ہے۔ میں نے ٹرک ٹاپرچ کی روشنی اس کے چہرے پر ملائی۔ اس وقت



ایسا چادر کھینچ کر مشق کر رہی ہے۔
بعد میں وہ اسی طرح اصلی شکار کو کھینچے گی۔



ایسا اپنے شکار کو منہ میں دبا کر اٹھائے لیے جارہی ہے۔



باٹی جو اپنے آپ ہی بچوں کی کھلائی بن بیٹھی تھی۔



یہ تصویر اس وقت لی گئی جب شیر کے بچے سات ہفتے کے تھے۔

مونگا مچھلی کے لیے اس جگہ کی ریت کیسے نیک کے سب ساحلوں سے بہتر ہے۔ ہم کانٹوں اور عینکوں سے ایسے ہوا ایک سحر انگیز دنیا میں گھس جاتے۔ ان بوٹوں میں بعض مخروطی شکل کے ہوتے۔ دوسرے جنوں کے داغوں کی طرح لگتے۔ بعض اس طرح پھڑپھڑاتے جیسے ساون میں سانپ کی پھرتیوں میں ارغوانی گلاب جڑے ہوں یا ان میں زمرہ کی دھاریاں پڑی ہوئی ہوں۔ چمکتے رنگوں کے سمندری سرکنڈوں کے پردے جن کے پیچھے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کی پرورش گاہیں نہاں تھیں، اپنی انگلیوں سے لہروں کے برابر چھڑکتے تھے۔ ہم کھلے اور گہرے حصے میں کشتی چلاتے، جو اکثر جہیں گردابوں میں لے جاتے اور وہاں پانی کی مدھم اور گہری تہوں میں جھلکتے۔ ان گہرائیوں سے ہمارے بے ہنگم دباؤ سے گہرا کر اور تعجب سے مونگا مچھلی باہر نکل آتی۔ ان کی یہ حیرت بجا تھی کیونکہ پانی کے نیچے سے ہر چیز اپنی عام جامت سے دگنی نظر آتی ہے۔

ہم نے لال لکڑوں والے خار پشنتوں جیسی مچھلیاں تیرتے دیکھیں۔ جس وقت بھی وہ آبِ مونگے کے گرد تیلیوں کی طرح منڈلاتی تھیں۔ اپنے بازوؤں کو پروں میں تبدیل کر لیتیں بعض سنہری ڈبوں کی طرح تھیں جن پر نیلے نشان تھے اور ان کی آنکھوں پر گلے کی مانند سیلنگ تھے۔ بعض سمندروں کی طرح گہری نیلی تھیں۔ ان کی چپٹی طرفوں پر افریقہ کے پیلے رنگ کے نقشے کھینچے تھے۔ بعض شطرنج کے رنگین چادروں کی صورت تھیں اور بعض زہرا کی مانند۔ بعض نقاب پہنے رکھتی تھیں وہ اپنے لمبے پروں کو تیرتے ہوئے پردوں کی طرح گھسیٹتی تھیں۔ بعض اپنے گلپھڑوں میں ہوا بھر کر خار پشنتوں کی طرح اپنی مدافعت کے لیے بازوؤں کو کھول دیتیں۔ بعض ڈر کر پچھلے پر کے پیچھے ایک اونچا لمبا چاقو گھونپ دیتیں۔ بعض فرش پر چاروں شانے چت لیٹ جاتیں۔ وہ کسی دیو

صبح جب روشنی نمودار ہوئی۔ ہم نے اُس کے قدموں کے نشانات کا کھوج لگایا۔ تو پتہ چلا کہ اُس نے پہلے بہن کی کھال کو پکڑا۔ پھر اُسے میسرے بستر سے بیس گز کے فاصلے پر کھینچ لایا جہاں اسے نوش کیا۔ فارغ ہو کر اُس نے بڑے آرام سے نیچوں کے گرد مڑ گشت کی۔ ایسا یہ سب واقعات دلچسپی سے دیکھتی رہی لیکن اُس نے کوئی آواز نہ نکالی۔

جونہی سورج اُپر چڑھا آیا تو سارے نیچے پانی کے کنارے پر لگائے گئے، تاکہ ایسا بھر بند کو دیکھ سکے۔ جوار بھاٹا اب ختم ہو رہا تھا۔ پہلے تو وہ پانی کے نااؤس شور اور موجوں کے تلاطم کو دیکھ کر گہرا گئی۔ پھر اُس نے بڑی غصاٹ ہو کر پانی کو سونگھا، جھاگ کو چکھا اور آخر میں سر جھکا کر پینے لگ گئی۔ لیکن اُس نے منہ بھر کر نمکین پانی جو پسپا تو ناک سے پھنکارے مارنے لگی اور نفرت سے منہ بنانے لگی۔ تاہم اُس نے جب باقی سب کو خوشی خوشی نہلاتے دیکھا، اُس نے ہم پر اعتماد کیا اور اس کھیل میں شامل ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پانی کی رسیا ہو گئی۔ برساتی مارے اور کم گہرے دریا دیکھ کر ہمیشہ اسے جوش آجاتا۔ لیکن یہ عظیم سمندر تو اس کے لیے حقیقی جنت بن گیا تھا۔ وہ یونہی بغیر ہاتھ پاؤں مارے اپنی گہرائی سے بھی زیادہ نیچے تک تیرتی۔ ہمارے سمندر پانی میں ڈال کر اپنی دم سے پھینٹے اڑاتی یہاں تک کہ وہ یہ یقین کر لیتی کہ اس کی گرفت سے نکل سکنے سے پہلے پہلے ہم بھی نمکین پانی منہ بھر کر پی چکے ہیں۔

وہ ہر جگہ ہمارے ساتھ جاتی۔ اس لیے جب باقی لوگ مچھلیاں پکڑنے جاتے تو میں اکثر پیچھے پھڑ جاتی ورنہ وہ ہماری کشتی کے پیچھے ہی تیرنے لگ جاتی تھی۔

پانی میں بھی تیر سکتی ہے تو وہ اپنے اس بچاؤ کے مستحق بھی بے یقین ہو جاتے۔
 وہ کنارے کنارے چلنا بہت پسند کرتی تھی، جہاں وہ سمندر کی جھاگ میں ڈکیاں
 لگاتے تاریلوں کا تعاقب کرتی۔ دوڑتی بھاگتی موجوں میں چھینٹے اڑتے اور وہ بھیگ جاتی
 بعض اوقات ہم ایک تاریل کو کسی رسی سے باندھ کر اپنے سروں پر ایک دائرے میں گھلاتے۔
 جب وہ اوپر کو کودتی تو تاریل گزر چکا ہوتا۔ اس نے جلد ہی یہ بات بھائیپ لی کہ ریت
 کو کھودنا سب سے زیادہ فائدہ مند کھیل ہے۔ جتنی گری کھدائی ہوتی، اتنی ہی ٹھنڈی اور
 گیلی زمین نکلتی اور پھر یہ سستانے کے لیے عمدہ ترین جگہ ہوتی۔ وہ اکثر اپنے ساتھ نرسل
 کے لمبے لمبے دتے گھسیٹتی اور ان میں اس طرح الجھ جاتی کہ وہ ایک عجیب الخفقت
 سمندری جانور دکھائی دینے لگتی۔ لیکن اس کے لیے سب سے زیادہ دلچسپی کا سامان کیکڑے
 فراہم کرتے۔ سورج ڈھلنے کو ہوتا تو ساحل پر زندگی آجاتی، یہ زردی مائل نچھٹے نچھٹے جانور
 اپنے بلوں سے پانی تک پہنچنے کے لیے ادھر ادھر ریگتے پھرتے، اگرچہ ایک لمحے بعد
 ہی بھیگ کر وہ ساحل پر آجاتے۔ وہ بڑی مستقل مزاجی سے گھسٹتے اگرچہ انھیں بار بار
 واپس پھینک دیا جاتا۔ آخر کار انھیں صبر کا بدلہ ملتا۔ وہ کچھ لذیذ نرسل اچک بٹتے اور اس
 سے پہلے کہ اگلی لہر اسے لے جاسکتی، وہ اسے اپنے بلوں میں کھینچ لے جاتے۔ ایسا
 ان چارے مصروف جانوروں کے لیے اور وقتیں پیدا کر دیتی۔ وہ ایک سے دوسرے
 کی طرف بھاگتی۔ ہمیشہ ہی ناک پر چوٹ کھاتی لیکن ر کے بغیر پھر جھپٹا مارتی اور پھر وہی
 ناک پر چوٹ کھاتی۔ کیکڑوں کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایسا کے دشمنوں
 میں ہاتھیوں، بھینسوں، ریگینڈوں کے علاوہ ایک دوسری تھی جو اس کے مقابلے میں ڈٹے
 رہتے۔ وہ اپنے بلوں کے سامنے اطراف پر کھڑے انتظار کرتے اور ان کا ایک ایک

کے جھنکے کا تلا لگیتیں۔ وہ تہ در تہ ریت میں ویسا ہی روپ دھار لیتیں۔ وہاں بے
 ہونے گھونگھے بھی تھے۔ ان کے منہ بڑے ہلکے گڑھے تھے۔ جن میں سے صرف
 اوپر کا حصہ نظر آتا تھا۔ وہاں سخت زہریلی اور پتھریلی پھلی بھی تھی۔ اس کے اڑنے
 والے سانپ جیسے نشانات، چمکتی ہوئی سونخ جھار تلے پنہاں تھے۔ وہ مونگوں
 والی چٹان کے ساتھ بڑی خاموشی سے پڑی رہتیں۔ بس ان کی عنبریں آنکھیں گھلی
 رہتیں، جو ہر حرکت کا جائزہ لیتیں اور دوسری پھلیوں کو بھاگاتی رہتیں۔ پھر وہاں
 نیز نیچے ہتھیاروں والی جھینگا پھلیاں بھی تھیں۔ وہ اگرچہ بہت ہی خطرناک معلوم ہوتی
 تھیں لیکن انھیں نشانہ بنانا بہت آسان تھا۔ وہ چٹانوں کے نیچے کچھ کچھ چھپ کر
 بڑے احمقانہ انداز میں انتظار کر رہیں کہ کاٹا ان کی آنکھوں کے درمیان گھیرے میں گھسے
 ان کے لمبے اور مہین پر بڑی چستی سے تیرتے۔ لیکن وہ شاید نا درہی پھلیوں کو بروقت
 خطرے کی اطلاع دیتے کہ وہ اپنی حفاظت کر سکیں۔ سمندری "اینی مونیوز" ہمیں برے
 پیارے پھولوں کا جھگٹ دکھائی دیتے تھے۔ وہ ان چھوٹے چھوٹے کیکڑوں کے لیے
 بڑے ہلکے تھے جو ان کے سدھاتے ہوئے سروں کے درمیان تیرتے تھے۔ خوش قسمتی
 سے زہر کی شعاں ہم سے زیادہ تیز نکلتیں۔ اس سے بیشتر کہ ہم ریت میں چھپی ہوئی ان
 کی نیلی دھاریوں والی شکلوں کا سراغ لگاتے، وہ بہت دور جا چکی ہوتیں۔

جب ہم اس چکدار، قوس قزح کے رنگوں اور پری چروں کی دنیا میں بہوت ہوئے
 پھر رہے ہوتے تو ایسا کسی نہ کسی ساتھی کی ہمراہی میں جیسے کے متصل منگرو کے دھرت
 کے نیچے آرام کرتی۔ جب پاس سے گزرنے والے پھیروں کو اس بات کا علم ہوا وہ اپنا
 کاٹ کر، اپنے کپڑے اوپر چڑھا کر سمندر میں اتر جاتے۔ اگر انھیں پتا چل جاتا کہ ایسا

دردناخن مستند ہوتا، ایسا خواہ کتنی ہی ہوشیاری سے انہیں ہاتھ دکھانے کی کوشش کرنی وہ ہمیشہ اس سے تیز نکلتے اور پھر وہ اپنی ناک زخمی کر بیٹھتی۔

ایسا کو مکھانا پلانا تو اچھا خاصا مسئلہ بن گیا تھا۔ کیونکہ مقامی پھیروں نے جلد ہی ایسا کے باعث ہونے والی ذریعہ آمدنی کو بھانپ لیا تھا اس لیے بکروں کی قیمتیں چڑھ گئی تھیں۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ کچھ دیر تو اس نے ان دیہاتیوں کو وہ عیش بہم پہنچائی کہ انہیں آج تک ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ تاہم آخر میں اس نے ان سے انتقام لے ہی لیا۔ گڈریے اپنے جانوروں کی حفاظت نہیں کرتے تھے۔ وہ جھاڑیوں میں پھرتے رہتے اور چیتوں اور شیروں کو انہیں شکار کرنا بہت ہی آسان تھا۔ ایک شام ہم نے کے وقت کے خاصی دیر بعد کشتیوں کے لیے ساحل پر گئے ہوئے تھے۔ جب کہ ایسا اچانک جھاڑیوں میں گھسی، پھر ایک زور کی چیخ سنائی دی اور اس کے بعد ایک لمبی چپ۔ اسے کسی تنہا گھومتے چوپائے کی بو آئی تھی۔ وہ ایک جگہ پر پھٹی اور اسے اپنے بوجھ تلے دبایا۔ لیکن اس سے پہلے اس نے کسی جانور کو ہلاک نہیں کیا تھا، اس لیے وہ حیران تھی کہ اب کیا کرے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو اس نے صاف صاف ہم سے مدد چاہی۔ ایسا نے جانور کو دبایا ہوا تھا کہ جارج نے تیزی سے فائر کر دیا۔ مالک نے اس نقصان پر کوئی شکایت نہ کی کیونکہ یہ حسب معمول کسی جنگلی شیر کا حملہ ہی سمجھا گیا۔ اس لیے ہم نے بھی اس واقعے کے متعلق چپ ہی سادھے رکھی۔ ورنہ بصورت دیگر دن بھر چل پھر کے تنہا بار اہراہر مڑا بکرا ہمارے خیمے کے آس پاس چھوڑ دیا جاتا کہ ایسا اسے نکل جائے اور پھر اس کے معاوضے کا دعویٰ کیا جاسکے۔ ہم نے اپنے منیر سے وقتی دوسو سو کو اس خیال سے دبایا تھا کہ جارج نے اپنے سب سے زیادہ بکرے کھانے

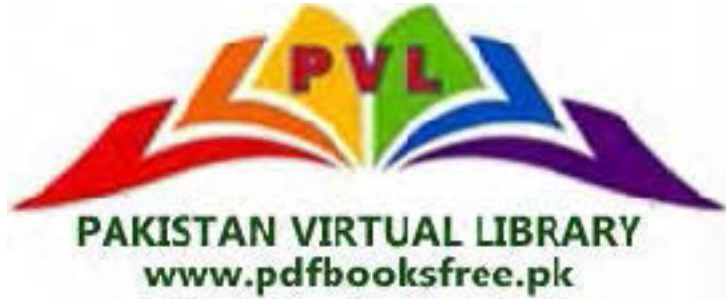
والے کا علاقہ چھوڑ دیا تھا اور ہمیں یہ بھی یاد تھا کہ ہم نے ایسا کے لیے جو بہت ہی چھوٹے چھوٹے جانور خریدے تھے ان کے لیے بڑی بھاری قیمتیں ادا کی تھیں۔ ہماری چھٹیاں ختم ہونے کو تھیں تو جارج بلیریا میں مبتلا ہو گیا۔ لیکن وہ ماسی گیری کا اس قدر شوقین تھا کہ وہ مینکریں کی معمول سے کہیں زیادہ خوراک کھانا اور گھومنے کے لیے بھی وہ وقت سے پہلے ہی نکل جاتا۔

ایک شام میں ساحل کے ساتھ ساتھ ایسا کے ہمراہ سیر سے لوٹ رہی تھی موجب خیمے کے نزدیک پہنچی تو بڑی خوف انگیز کراہیں اور چٹخیں سنیں۔ ایسا کو اپنے ٹرک میں بٹھانے کے بعد میں خیمے کی طرف بھاگی۔ وہاں میں نے جارج کو لٹکراتے اور پھیر کر کسی میں دھڑام سے گرتے دیکھا۔ وہ بچے خوفناک طریقے سے کرا رہا تھا اور اپنے ریوالو ویر سے لیے چیخ رہا تھا۔ وہ ایسا کو گالیاں نکال رہا تھا اور زور زور سے کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے کو کوئی سے اڑانا چاہتا ہے۔ اس نے اس نیم بیہوشی میں ہی مجھے پہچان لیا اور مجھے اپنی آہنی گرفت میں بکھرتے ہوئے کہنے لگا کہ اب میں آگئی ہوں اس لیے وہ آسانی سے رکتا ہے۔ میں سخت گھبرا گئی، نوکر بھی خوف کے مارے چند قدم پرے کھڑے ہی دیکھ رہے تھے۔ ہمارا دوست بھی بے بس کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی کہ اگر جارج زیادہ ہی بے قابو ہو گیا تو اس سے اس کی سرزنش کرے گا۔

انہوں نے مجھے کان میں بتایا کہ جارج بالکل اچانک ہی وحشیانہ طور پر حرکتیں کرنے لگا۔ مجھے زور زور سے آوازیں دیتا رہا۔ اور اپنے ریوالور کے لیے چننا ہوا کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کر لے۔ اب ضرورت یہ تھی کہ اسے اس کے بستر پر لے جا کر ٹھنڈا کیا جائے جب ہم اسے لے جا رہے تھے تو وہ ہمارے ہاتھوں میں بے جان اور برف کی مانند

تیزی سے کام کرتا رہا۔ اور اس وقت وہ ناپ شتاپ لفظ پڑا رہا۔ اگلی صبح میں نے لاسو سے ایک ڈاکٹر بلوایا لیکن وہ بچہ زیادہ تسلی بخش علاج نہ کر سکا۔ صرف اس نے خواب اور گویوں کا حکم دیا اور کہا کہ وہ صرف اسی شرط پر طبیعت ہو سکتا ہے کہ آئندہ گھومنے کے لیے نہ جائے۔

جونہی جارج کی طبیعت بہتر ہوئی، ہم آئیسو لو واپس آئے۔ سب چھٹیوں کی طرح، یہ چھٹیاں بھی تیزی سے گزر گئیں۔ لیکن اس دوران میں کہ ہم آئے ہم نے ٹکڑی کا ایک گہرا طب حاصل کر لیا تھا اور ایسا کے سمندر میں نہانے کے باعث اس کی کھال بڑی خوبصورت اور ریشمیں ہو گئی تھی۔



سرمد معلوم ہو رہا تھا۔ اگرچہ میرا جی ڈر کے مارے ڈوبتا جا رہا تھا۔ پھر بھی میں اس سے دھیمی دھیمی آواز میں بولنے لگی۔ اسے ساحل کے ساتھ ساتھ اپنی سیر کا حال سنا رہا اور مچھلیوں کا ذکر چھیڑا جو آج شام کو کھانا بنیں۔ اور وہ گھونگھا جو مجھے آج ملا تھا اور میں نے اس کی ان انوکھی حرکات کا مذاق بھی اڑایا۔ لیکن اس تمام عرصے میں پریشان رہی کہ کہیں وہ مرنے والا تو نہیں۔ وہ ایک بچے کی طرح میری ان حرکتوں کا جواب دیتا رہا جو میں اسے سکون پہنچانے کے لیے کر رہی تھی۔ لیکن اس کی کپٹیاں بھوری ہوتی گئیں۔ اس کے نکتے سنکر گئے اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ اُس نے مجھے ہلکے سے بتایا کہ اس کی ٹانگوں سے دل کی طرف سردی کی لہر دوڑ رہی ہے۔ اس کے بازو بے جان اور ٹھنڈے ہو گئے ہیں اور جس وقت بھی سردی کی دونوں لہریں اس کے دل پر طعیں تو وہ مرجائے گا۔ اچانک اس پر ایک دورہ پڑا۔ اُس نے بڑے وحشیانہ زور سے مجھے جکڑ لیا جیسے وہ زندگی مانگ رہا ہو۔ میں نے اس کے سوتھے لبوں میں کچھ برانڈی اڑا دی۔ اُسے بڑے پیار سے تھاما اور منتقل کے کسی قریبی کام کی طرف اس کا ذہن پلٹنے کی کوشش کی۔ اس کی ساگر کے کیک کے بارے میں بتانے لگی، جو میں آئیسو لو سے لائی تھی اور کہنے لگی کہ اسے ہم اس رات اکٹھے کھائیں گے جس روز وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گا۔

میں اس کی اس حالت کی وجہ جانتی تھی، اس پریکیرین کی زیادہ تعداد نے زہر ملا اثر کیا۔ اس رتبہ عمل کی شدت بھی لازمی تھی کیونکہ وہ گھومنے کے لیے جاتا رہا اور اس دوائی کو اثر کرنے کا وقت ہی نہ دیا۔ کئی سال پہلے بھی اسے ایسا ہی تجربہ ہوا تھا، اس وجہ سے میں ان علامات کو پہچان رہی تھی۔ جب وہ گہری نیند میں ڈوبا تو رات گزر چکی تھی اس عرصے میں اسے بہت سے دورے پڑے، جن کے دوران اس کا دماغ ایک خوفناک

اس سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا۔ اس لیے اب اسے گھراٹھا کر لے جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔

میں پھر لڑکھڑائی ہوئی گھر کوئی جہاں سے سڑ پرچر کے طور پر استعمال کرنے کے لیے ایک خیمائی بستری اٹھایا۔ چند مارچیں میں اور اسٹریچر اٹھانے کے لیے چھوڑ کے ساتھ لیے۔ ہمارے وہاں پہنچنے پر ایسا فوراً رینگ کر بستری پر آگئی۔ وہ مکر کے بل لیٹ کر یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ نقل و حمل کے اس عجیب طریقے سے بہت لطف اندوز ہو رہی تھی۔ واقعی اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کبھی اور کسی طرح سفر کیا ہی نہیں۔ لیکن اس کا ذہن چونکہ ۸۰ پاؤنڈ تھا۔ اس لیے اسٹریچر پر اٹھانے والے لڑکے اس کی خوشی میں شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ وہ تو پسینہ پسینہ ہو رہے تھے اور لڑکھڑاتے ہوئے پہاڑی سے اتر رہے تھے۔ ہر چند منٹ کے بعد وہ سانس لینے کو رکھ پڑتے تھے۔

ایسا نے اسٹریچر چھوڑنے کے لیے کوئی کوشش نہ کی بلکہ اپنے پائنتی کی طرف قریب ترین لڑکے کو وہ کبھی کبھی چوٹ لگا رہی تھی جیسے اسے چلنے پر مجبور کر رہی ہو۔

آخر کار جب ہم گھر پہنچے تو ایسا کے سوا سب بڑی طرح نکلن کاشکار تھے۔ ہمیں اسے بستری سے اتارنا پڑا کیونکہ اپنے آپ سے چھوڑنے کا اس کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ بعد میں جب پتہ چلا کہ اصل میں ”بک وارم“ اس کی صیبت کا باعث تھا۔ میرے خیال میں اسے یہ مرض اس وقت لاحق ہوا تھا جب وہ ساڑھے پچیس

اس کے تندرست ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی جارج کو دو مردم خورشروں سے واسطہ پڑا تھا جنہوں نے پچیس تین سال کے دوران بورن قبیلے کے قریب اٹھائیس افراد کو

مردم خورشیر

آئیو لووٹن کے جلد ہی بعد ایک روز میں نے ایسا کو ذرا وقت سے چلتے ہوئے دیکھا، وہ کچھ تکلیف میں تھی۔ اندھیرا پھیل رہا تھا۔ ہمارے گھر اور ہمارے درمیان کانٹوں بھری جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی چٹانی ٹھلنی تھیں۔ اور بخوڑی دیر بعد ایسا ایک قدم آگے بھی نہ چل سکی۔ جارج کا خیال تھا کہ اسے شاید قبض ہو گئی ہے۔ اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں وہیں اس کا نیمہ کروں۔ یہ اسی صورت میں تھا کہ گھر واپس جا کر کار میں آئیو لو سے یہ ضرورت کی چیز لائی جائے۔ جتنی دیر میں میں نے یہ سب کام کیا، وہ ایسا کے پاس ہی رہا۔

جب سب سامان تیار ہوا تو اندھیرا چھا چکا تھا۔ مجھے اس وقت گرم پانی، ایک نیمہ اور ایک لیمپ اٹھائے ہوئے پہاڑیوں پر چلنا پڑا۔ کسی ڈاکٹر کے کمرے میں نیمہ کرنا تو ایک بات ہوگی لیکن کانٹوں بھری جھاڑیوں اور سخت اندھیرے میں ایک وحشت سے پہنچنے والے شیر کو نیمہ کرنا بالکل ہی مختلف بات ہے۔

میں نے اپنے ننیں مبارک بادوی جب میں نے ایسا کے اندر اس مائع کا ایک پائنت انڈیل دیا اور وہ اتنا کچھ ہی برداشت کر سکتی تھی۔ لیکن یہ اس قدر کم مقدار تھا کہ

ہے تو نوجوانوں میں بہت جوش اور سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ پہلے اس کا نیزہ خون میں رنگے۔ یہ دم جو پہلے سر کر لیا ہے۔ وہ ٹرائی کا دعویدار ہوتا ہے۔ لڑکیاں بھی اُس وقت تک کسی نوجوان سے اظہارِ محبت نہیں کرتیں۔ جب تک اُس نے خطرناک جانوروں کو ہلاک کرنے میں نام نہ پیدا کر لیا ہو۔

لیکن برونوں کے بہادر ہوتے ہوئے بھی ان مردم خوروں نے انہیں بری طرح مرعوب کر لیا تھا۔ یہ کچھ تو شیروں کی بہادری اور چالاکائی کے باعث تھا اور کچھ اس وجہ سے کہ جب شیروں کا شکار ہوتا تو وہ ہمیشہ ساحلوں پر گنجان زیریں روئیدگی کی طرف لوٹ جاتے، جہاں ایک آدمی کے لیے توازن قائم رکھنا اور نیزہ پھینکنا قطعاً ناممکن تھا۔ اس خوف میں وہم نے بھی اپنا حصہ ڈھایا تھا جس کے سبب شیر قابلِ عزت ٹھہرتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ شیر حملہ شروع کرنے سے پہلے کسی کھلے رینگے میدان میں جا کر ریت میں اپنے پنجوں کے نشانات کی دو قطاریں بناتے ہیں۔ پھر وہ شاخوں کو کاؤنٹر کی جگہ استعمال کرتے ہوئے وہ 'باؤ' کی پُرانی کھیل کھیلتے ہیں (باؤ ایک بہت ہی قدیم کھیل ہے جو ڈرافٹ بنانے سے مشابہت ہے اور سارے افریقہ میں کھیلی جاتی ہے)۔ اگر شکار اچھے ہوں تو وہ بومرنگ پر حملہ کرتے ہیں اور کوئی شکار لے اڑتے ہیں۔ بصورتِ دیگر وہ انتظار کرتے ہیں۔ ایک اور کہانی اس طرح بنتی کہ یہ شیران دو مقدس بزرگوں کی رو میں ہیں جو بہت عرصہ گزرا بعد ان قبیلے کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ اور اب وہ یہ روپ دھار کر اپنا انتقام لینے لوٹے ہیں۔ یہ نظریہ کچھ اس قدر غائب تھا کہ مقامی برونوں نے بہت دُور سے ایک عامل اور مقدس انسان کو بلایا کہ وہ ان رعوں سے بٹے۔ وہ ایک کتاب

سخت مجروح اور ہلاک کیا تھا۔ ان کے حملوں کی داستانیں خوفناک اور لاتعداد تھیں۔ ایک اندھیری شام کو شیروں میں سے ایک بوٹہ میں گھس آیا اور ایک نوجوان کو پکڑ لیا۔ جب شیر اسے گھسیٹ کر لے جا رہا تھا وہ بچا اور نوجوان مدد سے لیے زور زور سے چیخا رہا۔ کسی کو ہٹنے کی جرات نہ ہوئی۔ صرف دو کتے اس کی مدافعت کو آئے۔ وہ اس کے پیچھے بھونکتے ہوئے دوڑتے گئے۔ یہاں تک کہ شیر نے اپنا شکار مچھینک کر اُن کا پیچھا شروع کر دیا۔ لیکن یہ تعاقب کر کے بھی شیر اپنے شکار کے پاس لوٹ گیا، جس کی چھین آہستہ آہستہ دُوریوں میں گم ہو گئیں۔

ویسے اصولی طور پر برون درحقیقت بہت بہادر ہیں اور ان چند افریقی قبائل میں سے ہیں، جو اب بھی برونڈل سے شیر کا شکار کرتے ہیں۔

وہ اپنی کو بھی خوراک کے لیے نہیں بلکہ صرف نیزے سے خون بہانے کے لیے یا اپنے آپ کو انسان ثابت کرنے کے لیے ہلاک کرتے تھے۔ جب ہاتھیوں کا پتا لگتا

۱۔ بومرنگ کے لفظی معنی ایک مدافعہ نظام کے ہیں۔ اب یہ کسی انتظامی چوکی کے لیے اور کسی محفوظ افریقی آبادی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ شکار کے دو اور قدیم طریقے بھی موجود ہیں۔ ایک تو وہیل فیش کا شکار کرنے والے ہیں جو پُرانے کانٹوں کے ساتھ چھوٹی کشتیوں میں جاتے ہیں اور بونے جو صرف کھانے کے لیے شکار کرتے ہیں۔ جب یہ ہاتھی کا تعاقب کرتے ہیں تو ایک شخص اس کے پیٹ کے نیچے لیٹ کر چاقو مارتا ہے۔ وہ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف جاتا ہے اور اس کے بعد اپنی دُوسرے بھی شکار میں شامل ہوتے ہیں۔

نہیں ہلاک کیا۔ ابتدائے مال مویشیوں پر وہ متواتر حملے کرتے رہے ہیں۔ ابھی چند راتیں پہلے ہی وہ بڑی دکان کی گیشٹ داسے اعلیٰ میں گھس کر ایک گدھے کو لے اڑے اور پھلے چار ایک ہفتوں سے توہرات ہی دریا میں اوپر نیچے ان کے دھاڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔

جارج نے اسی وقت مقامی سردار اور بورنوں کے دوسرے معززین کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ دریا کے آس پاس رہنے والے اپنے آدمیوں کو اطلاع دے دیں کہ شیر جب بھی دوبارہ کسی کو ہلاک کریں تو اسے (فوراً) اطلاع دی جائے۔

اواسو نیارو، دریا کے آس پاس کا چچاس میل کا علاقہ ان شیروں کی زد میں تھا۔ شروع سے ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمارے ارادوں سے باخبر ہیں۔ (جنرالیٹائی طور پر) یہ خطہ ان کے حق میں تھا اور وہ اس ناقابلِ عبور دریا کی روئیدگی سے خوب فائدہ اٹھاتے تھے۔ وہ فاسے طے کرنے میں بڑے مشاق تھے۔ وہ ایک رات میں تیس میل طے کر جاتے تھے۔ ہاں اس وقت کم از کم ٹھنڈک تو ہوتی تھی۔ جب کہ ہمیں دن کی تپش میں ہمیں ان کا پیچھا کرنا پڑتا۔ ہم گھنی جھاڑیوں میں ٹھنک ٹھنک کر چلتے، تیز کانٹے اور کھجوروں کے پتے ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتے، اور دلدلی بھیلوں کے کچڑ اور برف میں ہم گھٹنوں گھٹنوں پھنس جاتے۔

اس مہم کا آغاز کرنے کے لیے جارج کو پالیس میل طے کرنا پڑے۔ تب کہیں وہ ایک زیرِ پا کو گولی کا نشانہ بنانے میں کامیاب ہوا۔ پھر وہ اس کی لاش کو دریا کی روئیدگی میں ہمارے نیچے سے ایک میل دور گھسیٹا لایا۔ اور اسے کیکر کے ایک پڑتے رکھ دیا۔ ہم نے اس پڑے کی پچلی شاخوں پر جو زمین سے بارہ فٹ اونچی تھیں، ایک مکان بنایا تھا۔ جارج اور نوجوان

گھنٹی اور ایک شمع لے کر آیا اور اس نے ساٹھ بکرے فیس بھی طلب کی۔ بیس شیروں نے اپنی غارت گریاں پھر بھی جاری رکھیں۔ شیروں کے ہر ضرر سے محفوظ رہنے کی ان داستانوں کو اور تقویت یوں پہنچی کہ جارج اور دوسرے شکاریوں نے انہیں ہانے کی کمی موقوف پر کوشش کی مگر وہ وقت کی کمی کے باعث ناکام رہے تھے۔ اس سے بورنوں کا یہ اعتقاد اور مضبوط ہو گیا کہ شیر مافوق الفطرت حیوان ہیں۔ ان کا شکار کرنا بے سود ہے۔

پس اب ہم نے متوقع بارشوں کے باوجود یہ جاؤ توڑنے کا بیڑا اٹھایا۔ یہیں بالکل یہ احساس نہ تھا کہ ہمیں اس کام کو ختم کرنے میں جو بیس دن اور راتیں لگ جائیں گی۔ ہم اس طرح روانہ ہوئے، ہمیں اور ایساڑک میں تھیں۔ جارج، ایک ٹھپی پر آیا ہوا، کنگز افریقین رائفلز کا نوجوان آفیسر اور کچھ ٹیم سکاؤٹس، لینڈ روور اور ٹریلر میں تھے۔ یہ ہماری خوشی فتنی تھی کہ ہمیں مرنے کی تجماعی منڈی سے کوئی دو میل کے فاصلے پر خیموں کے لیے ایک اچھی جگہ میسر آگئی۔ یہاں ہم نے شاہ بلوط کے خوبصورت پیڑوں تلے اپنے نیمے لگالے۔ یہ جگہ ساحلی جھاڑیوں کے کنارے کے قریب اور دریا کے آس پاس اور د سے آدھ میل دور تھی۔ نیمے کھلے میں ٹھیک ہی ہے۔ ان مروجہ خوروں کے مقابلے میں یہ چیز بڑی اہم تھی۔ کیونکہ وہ کھلے میں گئے خیموں میں شاذ ہی حملہ کرتے تھے جبکہ جھاڑیوں سے گھرے ہوئے خیمے اکثر ان کی زد میں رہتے۔

خیمے نصب کرنے کے بعد ہم مرنے گئے تاکہ مروجہ خوروں کے متعلق تازہ ترین اطلاعات دریافت کریں۔ اس جگہ گاسے اور لوبہ کی چادروں کی بنی ہوئی تین دکانیں تھیں جو سوماہیوں کی ملکیت میں تھیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ پچھلے تین مہینوں سے شیروں نے کسی انسان کو تو

اب ہم نے اپنا طریقہ بدلا اور زیادہ تر شکار دن میں ہی کرنے لگے۔ ہم گنی جھاڑوں میں ان کا کھوج لگاتے چلے جاتے۔ دو مرتبہ ہم شیروں کے قریب ہوئے۔ مگر وہ ہمارے سامنے سے نکل جاتے اور ہمیں فائر کا موقع نہ دیا۔ پیدل شکار کرنا اور بھی حال کر دیتا تھا۔ صرف گرمی کے باعث نہیں بلکہ اس لیے بھی کہ ہمیں گھنی جھاڑیوں میں تنگ تنگ سرنگ نما راہوں میں سے مسلسل لنگڑوں کی طرح چلنا پڑا۔ پھر گنڈوں اور ہاتھیوں کی موجودگی اور دقت کا سبب بنتی۔ اوپر کے علاقوں میں بارشیں شروع ہو چکی تھیں۔ دریا بھی کچھ طغیانی کے آثار دکھا رہا تھا۔ شیر چونکہ دریا کی دوسری طرف ہوتے تھے۔ ہمیں بغیر کسی تاخیر کے خیمہ اپنی جگہ سے ہٹانا پڑا کیونکہ ہم مرنے سے نیچے گھاٹ کے قریب ہونا چاہتے تھے۔

ہم نے خیمے کا سامان اکٹھا کیا اور صبح سویرے گھاٹ پر جا پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ پانی رات بھی کافی چڑھتا رہا اور اب بھی اس کی سطح بلند ہو رہی تھی۔ ہم نے سوچا کہ ابھی ہم کاروں کے ذریعے اسے عبور کر سکتے ہیں۔ اگرچہ چھوٹی سی چھڑی جو میں نے پانی کی سطح دیکھنے کے لیے زمین میں گاڑی تھی، جلد ہی سرے تک ڈوب گئی اور پھر پانی کے ساتھ ہی بہہ گئی تھی۔

جارج نے لینڈ روڈر سے ٹرک کو جڈا کر دیا اور 'فین بلیٹ' کو ہٹا دیا تاکہ آتش نظام کو پانی کے چھینٹوں سے محفوظ رکھے۔ پھر وہ دریا میں ریٹکے لگی اور کامیابی سے عبور کر گئی۔ پھر براٹرک داخل ہوا اور ایسا حسب معمول اس کے پیچھے بیٹھی تھی۔ پانی ٹوٹی پھوٹی چیزیں اٹھائے خطرناک رفتار میں تیزی سے گزر رہا تھا۔ ٹرک دریا میں تک تو تیزی سے پہنچ گیا۔ تب انجن میں گڑبڑ ہوئی اور وہ ختم ہو گیا۔ پھر اسے کوئی چیز شارٹ نہ کر سکی۔

آفیسر جان نے اگلی تین راتیں کڑی نظر رکھی۔ ہمیں دریا کے پرلی طرف شیروں کے دھاڑنے کی آوازیں تو سنائی دیں لیکن کوئی واقعہ نہ ہوا۔ میں خیمے میں بیٹھی ان کا عظیم الشان کورس سنتی جبکہ ایسا میرے پاس ہی ٹرک کے اندر بڑے اسیساں سے خراٹے بھر رہی ہوتی۔ خبر نہیں اسے معلوم بھی تھا کہ اس کے ہم جنس نزدیک ہی ہیں؟ میرے ذہن میں (اس وقت) یہ ناممکن بات کھل کر آئی کہ ہم رات دن خطرناک مردم خوروں کا شکار کر رہے تھے۔ مگر پھر بھی جب ہم تھکے مارے لوتے تو ایسا کی قربت کے لیے بیابا ہوتے، وہ اپنی جفت سے ہماری تھکاوٹ اور خلجان کو محسوس کرتی۔

شیر۔ شیر کے مقابلے میں؟

پلہے ان سے کیا ہی واسطہ پڑتا تھا۔ میں ان وحشی جانوروں کو سراہے بن نہ رہ سکی اور جارج بھی انھیں سامنے وحشی جانوروں میں ذہین ترین سمجھتا تھا اور ان کا احترام کرتا تھا حالانکہ وہ برعکاس سے ان کے خلاف کینہ رکھنے میں حتی بحال تھا کیونکہ ایک مرتبہ وہ ایک شیر کے ہاتھوں بڑی طرح زخمی بھی ہو چکا تھا۔

چوتھی رات کو وہ اور جان بیٹھے بیٹھے تھک گئے تو خیمے میں سو رہے۔ یہی رات تھی جب شیر شکار کے سچے کھمبے کی سمت آئے۔ اب ایک اور لاش حاصل کرنا پڑی اور وہ ایک بار پھر تین راتیں اس کے پاس بے سود بیٹھے رہے۔ اور ایک مرتبہ پھر شیروں کے کھوج میں گزے دنوں اور بے خواب راتوں سے تھک کر وہ خیمے کو لوٹ آئے۔ اور ادھر شیروں نے پھر موقع سے فائدہ اٹھایا اور شکار کو لے اڑے۔ اس وقت ہم سب بورنوں کے ساتھ یہ سوچنے پر نیم رضا مند سے ہو گئے کہ یا تو شیر مقدس جانوروں کی رو میں ہیں یا وہ شیطان کی مانند ہیں۔

ہم نے فوراً ایسا کر چھوڑ دیا۔ وہ پانی میں کودی اور پھینٹے اٹھانے لگی۔ پھر وہ گیلی گلیوں کو پھٹنے کی کوشش کرنے لگی۔ جیسے ہم نے اس کی تفریح کے لیے یہ سارا انتظام کیا تھا۔ پھر اس نے یہ مذاق بھی کیا کہ وہ ان آدمیوں کو ڈک بیاں دینے لگی جو کندھوں تک پانی میں ڈوبے سامان اٹھلے پھل رہے تھے اور اسی سلمان کے ساتھ انکار بھیں ایسا کہ باندھنا پڑا۔ جب انکار ٹرک خالی ہو گیا، ہم نے اسے گھسیٹنے کی کوشش کی لیکن یہ بڑے خطرناک طور پر ایک طرف جھک گیا اور ہمارے پاس جو زنجیریں تھیں وہ اتنی لمبی نہیں تھیں۔ ہم نے جلدی سے سردست بھینسوں کی کھالیں ساتھ جڑیں۔ خیر سب کچھ تھے اور دیکھتے ہاتھوں کے باعث اور پھر ہر وقت کو جو درہنہ والے بندروں کے قہقہوں کے درمیان ہم اسے پار لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

کیمپ وہیں جیسی موقع پر لگانا پڑا کیونکہ ہمارا لباس، ادویات، مختلف سامان، کتابیں، خوراک، ٹرک کا انجن، کار کے پرزے، بستر کے کپڑے اور خیمے خشک کرنے میں باقی سدا دن لگ گیا۔ ایسا اس جامد زندگی پر آگ بھڑکتے وقت کاٹ لیتی، جارج کا تبا کو بھی اسی بوریٹ میں شامل تھا جو اسے نفرت سے منہ چرانے پر مجبور کر دیتا۔

اگلی صبح دریا اپنے کناروں سے بہہ نکلا اور ہمیں بالائی علاقے کی طرف جانا پڑا۔ آج والی رات خوب بارش ہوئی۔ ہم ڈر گئے کہ کہیں یہ شیروں کے شکار کا اختتام ہی نہ ہو تاہم ہم نے اگلی ساری صبح کسی مناسب پڑی کی تلاش میں گزار دی کہ جس میں ہم پوشیدہ مکان بنا سکیں۔ لیکن یہاں جھاڑیاں بہت چھوٹی تھیں۔ یہیں عبوراً ایک سوائی جھاڑی پر گزارہ کرنا پڑا۔ جو بمشکل ہی اتنی اونچی تھی کہ جس پر ہم بھوکے شیروں کی پیچ سے باہر مکیاں بنا سکتے تھے جارج نے ایک زیر آگولی کا نشانہ بنایا۔ اور جھاڑی کے نیچے اس کی لاش کو شیروں کے لیے

دھڑیا۔ پھر وہ اور جاہی اپنے پیسے پر بیچ گئے۔ شاید شیروں کو علم ہو گیا تھا کہ یہ مکان کتنا نامناسب تھا جو زمین سے صرف اٹھ فٹ اونچا تھا۔ کیونکہ تھوڑی ہی دیر بعد ان مردوں نے دو کی آواز سنی۔ ایک تو آدھ میل دور گھاٹ پر دھاڑ رہا تھا۔ اور دوسرا دریا کے اس پار تھا۔ گھاٹ کی سمت سے آتی ہوئی دھاڑیں آہستہ آہستہ اونچی ہوتی جا رہی تھیں۔ اس میں تو بالکل شک ہی نہیں تھا کہ وہ شیر اپنے شباب پر تھا کیونکہ آخری دھاڑ نے تو مکان ہی ہلادیا۔ پھر جارج نے شیر کی لاش کو پھاڑنے کی واضح آواز سنی۔ لیکن رات کے اندھیرے کی وجہ سے وہ کچھ نہ دیکھ سکا۔ انھوں نے انتظار کیا کہ شیر اپنی خوراک پر آرام سے متوجہ ہو جائے، پھر جان نے اپنی ٹارچ جلائی تو شیر آنکھوں کے سامنے آیا۔ اس کی دم ان کی جانب تھی۔ اور لاش میں اس کا سر گھسا ہوا تھا۔

جیسے کہ روشنی سے اس کی توجہ میں غل چڑھا جس نے اپنا سر موڑا اور مکان کی طرف دیکھنے لگا۔

جارج نے اس کی گردن کا نشانہ باندھا اور فائر کر دیا۔ ایک گہری چیخ ابھری، شیر نے ہوا میں چھلانگ لگائی اور غصے بھری آوازیں نکالتا ہوا بھاگ گیا۔ اسے چوٹ تو حقیقتاً بڑی سخت آئی تھی اور جارج کو یقین تھا کہ وہ صبح اسے گہیں مرا ہوا پا لے گا۔ جونہی کچھ روشنی ہوئی خیمے سے دو گیم سکاؤٹس مکان میں آئے اور جارج اور جان کے ساتھ وہ خون کی بیکر پر چلتے گئے یہ انھیں ایک دریا کے کنارے گھنی جھاڑیوں میں لے گئی۔

اگر شیر ابھی زندہ تھا تو اس کا تعاقب کرتے رہنا ایک نہایت ہی خطرناک بات تھی وہ بڑے توں تول کر قدم بڑھا رہے تھے اور ہر چند منٹوں کے بعد توقف کرتے، اور لالچ

نکلنے کو کوئی بھی سی آواز سنائی دے۔ اچانک کراہنے کی آواز آئی۔ جارج نے دو دوڑتے شیروں کی ایک سرسری سی جھٹک دیکھی۔ یقیناً دیبا کے اس پڑوالا شیر اپنے دوست کو ملنے آیا تھا۔ انھوں نے خیال کیا کہ اب وہ آگے بڑھے تو زخمی شیر پر تو یقیناً حملہ کرنا ہوا۔ اب ٹخن کی لیکر بھی غائب ہو گئی تھی اور اس دم روشنی میں قدموں کے نشانات دیکھنا بھی بہت مشکل تھا۔ وہ رک گئے تھے اور زمین کا بغور جائزہ دے رہے تھے کہ ایک نیم رکاوٹ نے جارج کے کندھے پر ٹانگی رکھتے ہوئے پیچھے اشارہ کیا۔ پندرہ گز پر سے ایک چھوٹی سی جھاڑی میں اسے شیر کا سر نظر آیا، جو انھیں دیکھ رہا تھا۔ ایک بہت بڑا شیر جو اپنی ناک سے دم تک نوٹس پارنچ پر منحسب تھا۔ جارج کو یقین تھا کہ یہ وہی جانور ہے جو اس کے ہاتھوں زخمی ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے سر کے پیچھے گویوں کے دو نشان تھے اور ایک ساتھ ہی آنکھوں کے درمیان تھا۔ اس نے قیاس کیا کہ دوسرا شیر بچ کر ویا کے پار چلا گیا ہوگا۔ اس نے یہ بھی سوچا کہ اسے یاد ہے کہ اپنے فائر کے بعد اس نے پانی اچھلنے کی آواز سنی تھی۔

جب میں مقام جنگ پر پہنچی تو میں نے جارج کو اس کی کامیابی پر مبارکباد دی۔ اتنے گنجان جنگل میں ایک زخمی مردم خور شیر کا پچھا کرنا تو بہت خوفزدہ کراتھا۔ اگرچہ ان مردم خوروں کا شکار کرتے ہوئے ہمیں تین ہفتے گزر گئے تھے۔ ہم نے اس روئیدگی میں ہر طرح ان کی سنہری کمانوں کو ایک نظر دیکھنے کے لیے کوشش کی تھی لیکن آج پہلی بار میں نے حقیقتاً ان میں سے ایک کو دیکھا۔ اس کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اس کے پیچھے جن کے نشانات سے ہم بخوبی واقف تھے، اب بڑھ چلا ہوا ہے۔ وہ اپنے پوٹے جو بن پر تھا۔ عمو کوئی آٹھ برس ہوگی۔ بے شک ہمیں یہ اطمینان

تھا کہ آخر کار مردم خوروں میں سے ایک تو مرا، لیکن کچھ غیر منطقی طور پر ہم نے اس پر شکوہ جانور پر اپنی فتنے سے لطف نہ اٹھایا۔ اس کی کھال اتارنے کے بعد میں نے اس کے دل کی تصویر کھینچی۔ یہ ایک بچے کے سر قینا بڑا تھا۔ تب میں سمجھی کہ کیوں اکثر بچے ایسا کا دل اپنی پسلیوں کے ساتھ موڑا نہیں، اس طرح دھڑ دھڑ کرنا محسوس ہوتا ہے۔

اس رات جارج اور جان زیرے کے پاس بیٹھے رہے کہ شاید دوسرا مردم خور بھی آئے۔ انھوں نے اپنے درد و تکلیف کے لیے ایک دوا کی خدا کی کہ دوا کے آگے پار شیر کے دھارنے کی آواز سنائی دی۔

اب پانی اتنا گرم چکا تھا کہ اسے یونہی عبور نہیں کیا جاسکتا تھا اور گرگھڑوں کے باعث اتنا خطرناک تھا کہ اس میں نیر بھی نہیں جاسکتا تھا۔ جارج نے خیمے کی ایک چارپائی کے فرشی چادر سے ڈھکے دھات کے ڈھانچے سے ایک کشتی بنائی۔ یہ کامیابی تو بہت بڑی تھی لیکن بد قسمتی سے یہ صرف ایک شخص کی منتقلی ہی تھی۔ اس لیے وہ آبیلا ہی اسی میں گیا اور پھر رتی کی طرف پیدل گیا جہاں ان مردم خوروں میں سے ایک کے مارے جانے کی خبر نے بڑا جوش و خروش اور دلچسپی پیدا کر رکھی تھی۔ اب بورن اس بات کو ماننے لگے تھے کہ شیر لافانی چیزیں نہیں ہیں۔ اور وہ دوسرے شیر کو ڈھونڈنے میں مدد کے لیے بے تاب تھے۔ رتی کے راستے میں جارج کو ایک شیرنی کے تازہ تازہ قدموں کے نشانات پر سے گزرنے کا اتفاق ہوا۔ اس سے اسے کچھ تعجب ہوا کہ پچھلی رات اس نے جو آواز سنی تھی وہ اسی کی نہ ہو۔ اس لیے اس نے یہ پوچھنا شروع کیا کہ اس نے جس شیر کو ہلاک کیا ہے کیا یہ وہی ہے جو پہلے زخمی ہوا تھا۔ یہ بھی ناممکن نہیں تھا کہ اس کی بیماری بد وقت سے سنسنائی کوئی نے جانور کی کھوپڑی کو زور دینا

ہو اور اسی گولی کے ٹکڑوں سے اس کے سر کے پیچھے دو سوراخ بن گئے ہوں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دریا کے اس طرف جہاں ہم خیمہ زن تھے ایک زخمی شیر ابھی باقی تھا۔ جب جارج نے دریا کے ہماری طرف والے کنارے کو عبور کیا تو اس نے گھاٹ پر چڑھ کر بورنوں کا گروہ دیکھا۔ وہ نیزوں سے سخت تھے اور اس زخمی شیر کی تلاش میں مدد کے لیے تیار تھے۔ اُس نے انھیں شورہ دیا کہ وہ کل اپنے بہترین شکار کی کتوں کے ساتھ آئیں۔ صبح کو ہم حسب وعدہ ان سے ملے۔ وہ بہت ہی بیڑھب شکاری کتوں کے ساتھ تھے۔ تاہم انھیں یقین تھا کہ یہ کتے شیروں سے نہیں ڈرتے۔ ہم ایک بار پھر جھاڑیوں میں داخل ہوئے۔ کچھ دیر بعد جارج نے دیکھا کہ کتے اپنے مالکوں کے کہانے کے باوجود آگے بڑھنے کے لیے شوق کا مظاہرہ نہیں کر رہے تھے۔ تب ان کے بیڈروں نے اپنی ٹانگوں میں دم دبائی اور گھر کا رخ کر دیا۔ باقی دو سکر بھی اس کے پیچھے ہو لیے۔ ہم توقع کر رہے تھے کہ ابھی کسی حد اور شیر کی گرج سنائی دے گی لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ اس کے بجائے ہم نے بندروں کی بڑی جوش بھری آوازیں سُنیں۔ یہ یقیناً اس بات کی علامت تھی کہ انھوں نے کوئی خطرناک چیمہ دیکھی ہے۔ یہ شیر ہوگا یا چیتا۔ کچھ توقع کے بعد مستعد کانون اور آنکھوں کے ساتھ ہم اُدھر چلے۔ تب جارج ایک جھاڑی کے نیچے سے گزرنے کے لیے جھکا تو اسے کوئی روشن آنکھوں والی چیز نظر آئی۔ خاردار جھاڑیوں کے ایک حقیقی قلعے میں ایک شیر کھڑا تھا جو حملے کے لیے تیار نظر آتا تھا۔ جارج فائر کرنے والا تھا کہ کھیتوں کی تیز بھینساہٹ نے بتایا کہ جانور مرا ہوا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ مکان سے چلائی ہوئی گولی نے اس کی شہ رگ کو زبرد پھاتے ہوئے اس کا حلق چیر دیا تھا۔ یہ حقیقتاً ایک شاندار شیر تھا۔ ایک سوسے سے

دوسرے سرے تک نوٹ لیا تھا۔ یہ دوسرے کی طرح بڑا تو نہیں تھا البتہ اس سے ذرا خوبصورت تھا۔ میں نے اپنے دل میں اس کے لیے احترام محسوس کیا حالانکہ اُس نے بڑی دہشت پھیلائی تھی۔

دونوں شیر مکمل حالت میں تھے، عام شیروں کی طرح وہ درمیانی عمر میں تھے۔ یقیناً وہ مردم خوری کے مستحق ہونے میں کوئی نااہلیت نہیں رکھتے تھے۔

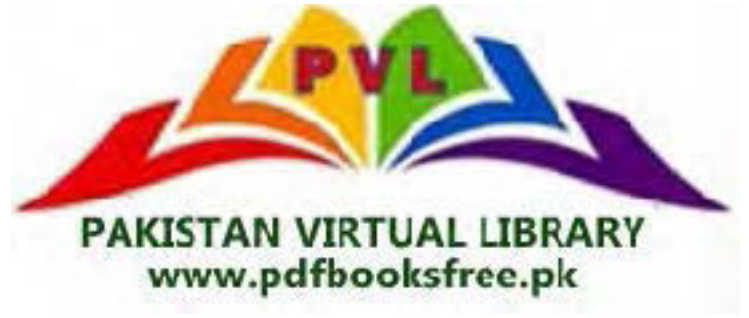
اکثر شیر کسی کمزوری کے باعث مردم خور ہو جاتے ہیں۔ وہ کسی تیر کی لوگ سے زخمی ہوئے ہوتے ہیں یا کسی شکار میں انھیں کوئی چوٹ آئی ہوئی ہوتی ہے، بعض کے ذات بڑی حالت میں ہوتے ہیں، یا ان کے بچوں کے ناخن زیادہ بڑھ جاتے ہیں اور یا وہ بہت بوڑھے ہو جاتے ہیں اور اس حالت میں اپنی عام خوراک سے کم چبائے جانے والی خوراک کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ استثنائی حالتیں بھی ہیں جہاں صرف ہی سوچا جاسکتا ہے کہ یہ فطرت کی تربیت ہے جس نے انھیں انسانی گوشت شکار کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ شاید یہ عادت ان قبائلیوں کی بے احتیاطی کے باعث پڑ جاتی ہے جو رات کو اپنے مویشیوں کے خاردار باڑے سے عموماً باہر سوتے ہیں۔ ایک مجبور کا شیر جو بچا رہا اس باڑے کو توڑ کر اندر ایک جانور کو مارنے کے تکلیف دہ کام کے متعلق سوچ رہا ہو اور اسے باہر ہی ناچھڑا ہوا مل جائے وہ یقیناً مجبور ہو جائے گا۔ کیا اس طرح یہ آرام دہ راستہ اختیار کرنے پر وہ سورد الزام بٹھرتا ہے؟ ایسے واقعات ہی عادت بن جاتے ہیں اور ایک اور مردم خور کی پیدائش کا موجب بنتے ہیں۔ (ظاہر ہے کہ اس کے نیچے فطرتاً اس طریق کار کو سیکھ لیں گے اور یہ سلسلہ سوردی جبلت کی بجائے اس سیکھنے سکھانے سے ہی جاری رہے گا۔

اب ہمارا کام ختم ہو چکا تھا۔ اور برونوں کو ان "مقتدسی انسانوں کی مددوں سے
کبھی قسم کا خطرہ نہیں تھا۔ ہم نے سوچا کہ کچھ بھی ہو اس خیال کے لیے تو وجہ ہیں کہ یہ دو
شیر بہت سے طاقت ور بچوں کے باپ ہوں گے۔ اور یہی امید کر سکتے کہ وہ بھی اپنے
والدین کے ذوق کی تربیت حاصل نہیں کر سکتے ہوں گے۔

جھیل رڈولف میں ایک سفری

ایسا اب اٹھارہ اہ کی ہوئی تھی اور میں نے پہلی دفعہ غور کیا اور وقتی طور پر اس
کا ثبوت بھی بلا کم اس کی قوت شامہ بڑی تیز ہو چکی تھی۔ اس کی دم کے عین نیچے دو
غدد دو تھے۔ جنہیں پیشاب گاہ کہتے ہیں۔ ان سے سخت بدبودار رطوبت نکلتی۔
جسے وہ اپنے فضلے کے ساتھ دھتوں کے سلسلے خارج کرتی تھی۔ اگرچہ وہ
اس کی اپنی بدبو ہی ہوتی تھی مگر وہ ہمیشہ نفرت سے ناک بھون پڑھاتی۔
آئینہ لٹھنے کے بعد ایک سہ پہر کو ہمیں ہرنوں کا ایک گلد ملا۔ ایسا ایک م
ان پر چڑھ دوڑی۔ یہ ہرن ایک ڈھلوان پر گھاس چر رہے تھے اور ان میں بہت
سے چھوٹے بچے بھی تھے۔ ایک ہرنی ایسا کا انتظار کرنے لگی۔ بچوں کی
طرف جانے سے پہلے ہی اس کی توجہ دوسرے ہٹائی اور جھاڑیوں میں اس کے ساتھ
آنکھ غوبی کیلئے لگی۔ اس طرح اس نے ایسا کو ادھر لٹکے رکھا اور اتنے میں گلد
اور بچے پاڑیوں کے پیچھے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے پھر وہ ہرنی بھی تیز رفتاری
سے بھاگی اور پھاری ایسا کو وہیں کھڑا چھوڑ گئی۔

جانوروں کی چابازی کا ایک اور واقعہ بھی قابل دید تھا۔ ہم ایسا کو اپنے گھر کے



۱۔ قیمتی سے بہت بھرا ہوا ہے کہ واقعات یہ بات تھی۔

ذخیر کرنا تو اسے صحت یابوس اور مشغول کرنے کے مترادف ہی تھا۔ اور پھر یہ اسے یقیناً آخر میں خطرناک بنانے پر ہی متوجہ ہوتی۔ یہیں یہ پابندیاں اسے تجربوں کے ذریعے سکھانا پڑیں گی۔ پھر ہم اس کی بوریٹ یا خطے کو دود کرنے کے لیے اسے بڑے جانوروں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت بھی دے دیں۔ اس طرح کرنے سے شاید وہ ان سے دلچسپی لینا چھوڑ دے گی۔ اب اسے پورے تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ مجھے ڈر تھا کوئی حادثہ نہ ہو جائے پھر اپنا نمک مجھے اس کی بانوس آواز "ہنہ ہنہ" سنائی دی اور پھر وہ اندر آگئی۔ وہ بہت پیاسی تھی۔ لیکن اپنے پانی کے برتن کی طرف جانے سے پہلے وہ میرا چہرہ پاٹنے لگی اور

————— پھر اس نے ————— میرے انگوٹھے چوسے۔ شاید وہ بتانا چاہتی تھی کہ وہ پھر میرے قریب ہو کر کتنی خوش تھی۔ اس سے ہاتھینوں کی شدید بو آرہی تھی۔ میں بخوبی سمجھ گئی کہ وہ ان کے بہت نزدیک رہی۔ اور وہ اسے لٹھکاتے بھی رہے ہیں۔ اس نے ساتھ ہی ایک دھماکے سے اپنے آپ کو نیچے زمین پر گرا دیا۔ اب مجھے یہ بھی بتا چل گیا کہ وہ بہت تنگی ہوئی تھی۔ مجھے اس پر بہت رحم آیا۔ میری دوست ایک ایسی دینا سے آئی تھی جو میرے جیسے شجر ممنوعہ سے مشابہہ تھی لیکن وہ اب بھی ہمیشہ کی طرح پیار کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ کیا اسے اس بات کا احساس تھا کہ وہ ان دو دنیاؤں کے درمیان ایک غیر معمولی واسطہ تھی؟

وہ جانوروں میں نذرانوں کو بلاشبہ سب سے زیادہ پسند کرتی تھی۔ وہ اکثر ان سے چھریں چھڑا کرتی۔ یہاں تک کہ دونوں ہی تھک جاتے۔ پھر وہ اس توقع پر بیٹھی رہتی کہ اب نہ رانے پھر آئیں گے اور ڈانے و افقی کچھ دیر بعد اس کے پاس پہنچ جاتے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم بہ قدم اس کی طرف منہ کیے۔ اپنی بڑی ادا اس آنکھوں سے دیکھتے۔ ان

پچھے ایک پہاڑی پر لے گئے۔ وہاں وہیں کوئی اٹھائیں، ہاتھینوں کا ایک گٹر بہت سے چھوٹے بچوں کے ساتھ چرنا ہوا دکھائی دیا۔ ایسا نے بھی انہیں دیکھ لیا اس سے پہلے کہ ہم چلتے "ہنہ" وہ پہاڑی سے نیچے اتر گئی اور چند لمحوں بعد وہ بڑی پاکدستی سے گلے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

ایک چھوٹے سے پتے والی بھٹی اس کے سب سے زیادہ قریب تھی۔ ایسا نے بڑی چالاکی سے اس پر حملہ کیا لیکن وہ ان بھی اس کے ارادہ سے پوری طرح باخبر تھی۔ ہم بڑے مضطرب ہو کر دیکھ رہے تھے اور متوقعہ نہ تھے کہ ابھی حکم ہو گا بیگم چیرانی کی بات ہے کہ وہ بھٹی ایسا اور پتے کے درمیان خاموشی سے حرکت کرتی ہوئی اپنے بچے کو بڑے ہاتھینوں کی طرف دھکیل کر لے گئی۔ اور ہماری شیرنی کو دود رہی رکھا۔ یہاں سے یابوس ہو کر ایسا نے کسی اور بہترین بھولی کی تلاش کی۔ اور بڑی احتیاط سے چھپ کر دوچرتے ہوئے ہاتھینوں کے ساتھ شامل ہوئی۔ لیکن اسے اب بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ پھر وہ ہاتھینوں کے کچھ اور چھوٹے چھوٹے گلوں کو تنگ کرنے کی کوشش میں چند ایک گز تک ان کے اندر جا گھسی۔ اب بھی کچھ نہ ہوا سورج ڈوب رہا تھا۔ ہم اسے پیچ کر گولہ رہے تھے گلاس نے بڑی ہٹ دھرمی سے ہماری آوازوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ وہ یقیناً اپنا بدلہ لینا چاہتی تھی اور اس وقت ہم صرف اس کی ذہانت پر ہی بھروسہ کر سکتے تھے۔

میں اپنے احاطے کے اندر بیٹھی مطالعہ کرتے ہوئے اس کا انتظار کرتی رہی۔ میرے خیالات کتاب پر گزرتے تھے۔ بار بار خوفناک توہمات میرے خیالات کو پرگندہ کرتے اور میں اور زیادہ پریشان ہو جاتی۔ ہم کب بھی کیا سکتے تھے؟ ہاتھینوں کے موسم میں ارباب کو پا

کی سلاٹر نما گردنیں مجستہ طور پر خم زدہ ہوتیں۔ پھر حسب معمول وہ اپنی مرغوب غذا کیلکیر کی پھلیاں چرتے ہوئے بڑے ٹھیسناں سے چلے جاتے۔ لیکن بعض اوقات ایسا انہیں اپنے شیروں کے سے انداز سے کھینچ پاتی۔ ان کی نشاندہی کرنے کے بعد وہ سیدھی ہوا کے رخ پر ہوتی۔ اپنے پیٹ کو زمین کے نزدیک کر کے نگڑا کر چلتی۔ اس کا ہر عضو تھوڑا سا جب وہ ایک گالے کو گھیر لیتی۔ تو اسے ہماری طرف ہانکتی۔ وہ یقیناً ترقع رکھتی تھی کہ ہم گھات میں ہیں۔ اور ان شکاروں کو ہلاک کریں گے جنہیں وہ اتنی ہوشیاری سے ہمارے لیے جمع کرتی ہے۔

دوسرے جانور بھی اسے متوجہ کرتے۔ مثلاً ایک بار اُس نے ہوا میں سونگھا اور ایک گھنی جھاڑی میں گھس گئی۔ فوراً بعد ہی ہمیں پرچرہ نے اور غرغر کی آواز سیدھی اپنی طرف آتی سنائی دی۔ ہم تیزی سے گود کر راستے سے ایک طرف ہو گئے۔ کیونکہ ایک سو گرگ کرگڑا۔ اس کے ساتھ ہی ایسا بڑی مشتعل ہو کر بھاگ رہی تھی۔ اور وہ دونوں ہی بجلی کی سی رفت سے ساتھ غائب ہو گئے۔ اور بڑی دیر تک جھاڑیوں کی شاخیں ٹوٹنے کی آوازیں آتی رہیں ہمیں ایسا کی خیریت کے متعلق بڑی تشویش تھی۔ کیونکہ سور کے دانت بڑے خوفناک اور نوکیلے ہوتے ہیں اور غنہی دیر میں وہ ٹوٹے اس عرصے میں وہ اسے ہلاک کرنے کے لیے استعمال کر سکتا تھا۔ اس تعاقب کی دوڑ جیتنے والے نے ہمارے گھٹنوں کے ساتھ اپنا سر رگڑا اور رینگنے سے بھولی کے بارے میں بتانے لگی۔

ہمارا اگلا سفری جھیل رڈولف کی طرف ہوا۔ یہ کھارے پانی کی جھیل ہے۔ کوئی ایک سو اتسی میل لمبی ہے اور تھوڑی سی سرحد سے جاملتی ہے۔ ہمیں سات ایک سفے تھوہر رہنا تھا۔ یہاں زیادہ وقت کے لیے بار بار گد گدوں اور غرغروں کے ساتھ پیدل چلنا تھا۔ ایسا

کے لیے پیدل سفری کا یہ پہلا تجربہ ہوا تھا۔ جس میں گدے بھی ہمراہ تھے۔ ہمیں یہ امید تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو قبول کر لیں گے۔ ہمارا ایک آفاقی ہی بن گیا تھا۔ جارج، میں ایک نزدیکی علاقے لایم وارڈن جو لین، ہر برٹ جو پھر ہمارا امان تھا۔ اور ساتھ ہی گیم سکاؤٹس تھے۔ ڈرائیور اور ذاتی خدام تھے۔ ایسا کے لیے زیادہ راہ چھو بیڑی اور بیٹھیں گدے اور نچرتے۔ بار بار جانور تین ہفتے پہلے ہی روانہ کیے جا چکے تھے۔ وہ ہمیں بھیل کے ساحل پر لے جاتے تھے۔ اس عرصے میں ہم نے تین سو میل کا فاصلہ سوڑوں کے ذریعے طے کرنا تھا۔

یہ سامانی رسد بہت زیادہ تھا۔ دو لینڈر رو رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی ڈیڑھ ٹن کاڑک تھا جس میں ایسا اور میں بیٹھے تھے۔ اور دو تین ٹن کی لاریاں تھیں۔ یہ لاریاں ہمیں اور ساتھ ہی دوسرے آدمیوں، کافی خوراک، باہر گزرنے والے ہفتوں کا پیٹرول اور اتسی گیلین پانی اٹھانے کے قابل تھیں۔ ہمارے پہلے ایک سو اتسی میل صحرائے کیسوت کے ریتے گرم اور گدو غبار سے بھرے میدانوں پر مشتمل تھے۔ پھر ہم مار سابت پہاڑیوں کے آتش نشان ڈھلوانوں پر چڑھے۔ ایک تنہا آتش نشان آس پاس کے صحرائے ۵۰۰ فٹ بلند کھڑا تھا۔ یہ کثافت، خشکی اور کائی سے ڈھکے ہوئے جنگل میں اور اکثر دھند میں اٹے ہوئے نیچے کے گرم علاقوں سے ایک خوش کن موازنہ پیش کرتا تھا۔ یہ شکاریوں کی جنت تھی۔ یہاں افریقہ کے عمدہ ترین دانتوں والے ہاتھی ٹھہرتے ہیں۔ اس کے علاوہ گینڈے، بھینسیں، بڑے گدے، شیر اور چھوٹے شکار بھی کثرت سے ہیں۔ یہاں انتظامیہ کی آخری چوکی تھی۔

اس کے بعد ہمارا سارا راستہ حقیقی طور پر غیر آباد علاقے سے گزرتا تھا اور بیرونی دنیا

کبھی گھسی بسی چٹانوں کے درمیانی علاقے میں گاڑیوں کو دھکے لگانے پڑتے اور ہمارے آگے پتھر اڑھکتے۔ آخر کار ہم صحراؤں شہبی میں پہنچے۔ یہ ایک پرانی خشک جھیل کی جگہ ہے جو آبی میل بسی ہے۔ اس کی سطح بڑی صاف ستھری اور ہموار ہے۔ یہاں ایک چمکڑا پوری رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔ 'سراب' اس علاقے کی نمایاں چیز ہے۔ پانی کے بڑے ذخیرے اپنی سطح پر کچھوروں کا عکس ایسے نظر آتے ہیں۔ لیکن جب کوئی ان کے نزدیک پہنچتا ہے تو بڑی تیزی سے غائب ہو جاتے ہیں۔ یہاں بھی ہرن، بلیوں کی جسامت کا روپ دھار پیتے ہیں اور پانی پر چلتے نظر آتے ہیں۔ یہ پیاس اور رکھتی گرمی کی زمین ہے۔ شہبی کی عربی جانب شمالی ہو کر خٹسان ہے جہاں پولیس کی چوکی ہے اور وہاں رہنما قبیلے کے ہزاروں اونٹ، بھیڑیں، بکریاں پانی پینے آتے ہیں۔ ایک اور قابل ذکر منظر صبح کے وقت ہوتا ہے۔ جب ہزاروں صحرائی گراؤں میں قحطی سے چشموں پر اڑتے ہوئے پانی پینے آتے ہیں۔ جہاں شمالی ہو کر، میں کوئی کام نہیں تھا اس لیے ہم نے اپنے آب بردار برتنوں کو بھر کر جلدی سے اپنا سفر پھر جاری کر دیا۔

آخر کار ہم دوستوں میں ملے کھانے اور صحتیں بڑاشت کرنے کے بعد مجھے حال بانگے دہائے دیون گیلین کے خٹسان میں پہنچے۔ اس خٹسان میں تازہ پانی کے چشموں کی کثرت تھی اور کھجوروں کے جھنڈ تھے۔ یہ جگہ جھیل رڈولف کے نزدیک تھی۔ یہاں ہمیں اپنے گدھے انتظار کرتے ملے۔ ہم فوراً ایسا کو دو میل دُور جھیل پر پہنچے گئے۔ وہ سفر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے تیزی سے جھیل کے پانی میں کود پڑی اور سیدھی مگر ٹھپوں میں جا گھسی جو اس جھیل رڈولف میں بحیرت جوتے ہیں۔ اتفاق سے وہ خطرناک نہیں تھے پھر بھی ہم نے ان سے بچنے کی کوشش کی۔ ہمارے سفری کے دہان، ان کا تیرا، ان کی خوفناک شکلیں اور ساحل پر ان کے نشانات

سے ہمارا تعلق بالکل کٹ چکا تھا۔ کسی چیز نے بھی اس ریت کے ٹیلوں اور لدا کے فکدار کناروں کی بوریٹ کو ختم نہ کیا۔ صرف ایک ہی حادثہ ہوا۔ جس نے میری کار کے دو ٹکڑے کر دیے۔ پھلپا سپر جیڈا ہو گیا اور ہمیں اچانک رگنا پڑ گیا۔ اس نقصان کی تلافی میں کئی گھنٹے صرف ہوئے اور بیماری ایسا کہ یہ سارا وقت کار میں گزارنا پڑا کیونکہ ایک اسی جگہ سے تیز دھوپ سے امان مل سکتی تھی، جس سے اسے سخت نفرت تھی۔ تاہم اُس نے ہمارے ساتھ بڑا تعاون کیا، اگرچہ وہ اجنبی افریقیوں کو پسند نہیں کرتی تھی۔ پھر بھی اُس نے نہایت گرم فدازی سے ہمارے شور مچاتے آدمیوں کے گروہ کے ساتھ نباہ کر ہی لیا۔ یہ لوگ ہماری مدد کے لیے کار کے بالکل قریب گھسٹ آئے تھے۔ جب ہمیں پھر کوڑا راستہ ملا تو ہم تھوڑی سی سرحد پر 'عری' کی پہاڑیوں کے درمیان سے ایک خطرناک راستے پر ہو گئے۔ یہ پہاڑیاں غیر آباد ہیں۔ اس بات سے اونچی ہیں۔ لیکن ان پر بہت کم رطوبت ملتی ہے۔ — وادیوں میں جاں سوز ہوا چلتی ہے۔ اس لیے یہاں درخت وغیرہ نہیں اُگتے۔ ایسا اس تیز آندھی سے پریشان ہو گئی اور اسے رات ٹرک میں ہی گزارنا پڑی۔ یہاں چڑے کے پردوں کے باعث وہ ٹھنک جھونکوں سے محفوظ ہو جاتی تھی۔

جامع ان پہاڑیوں کا مساندہ اس لیے کرنے آیا تھا کہ یہاں شکار کے امکانات کا جائزہ لے اور دیکھے کہ 'گیب' کے قبائلی ناجائز طور پر شکار تو نہیں کرتے۔ کچھ روز اس علاقے میں گشت کرنے کے بعد ہم مغرب کی طرف نکلے۔ یہاں حوصلہ شکن، غیر آباد لادازہ علاقے سے گزارنا پڑا جہاں نیز چٹانیں کار کو بے رحمی سے ہلا دی تھیں۔ ایسا کہ بڑی وقت کا سامنا کرنا پڑا تھا کیونکہ ہمیں خشک ویاڈوں کے گہرے ریلے پاٹ میں اور

4A

کہ از کم ہمارے وہاں نہانے کی خوشی کو تو کچھ مشکوک سا کر رہے تھے۔

دیوین گیلیس میں ہم نے اپنا بنیادی کمپیٹ لگایا اور اگلے تین روزہ مینس کتے اور
 گدھوں پر سامان لادنے میں لگے۔ ہر گنگ قریباً پچاس پاؤنڈ بوجھل تھا۔ اور ہر گدھے پر
 دو دو گھسکتے۔ باآخرب سب کچھ تیار ہو گیا۔ خوراک اور تینوں کاسٹرو سامان اٹھارہ
 گدھوں نے اٹھارہ کھاتھا۔ چار پانی میے جاہے تھے۔ ایک سواری کی گھوڑی تھی۔ جو ہر
 اس شخص کے میے تھی جو انگڑیا کر در ہو جائے۔ اور پانچ گدھے ویسے فالتو تھے۔ میں
 گھڑا ہی تھی کہ تپا نہیں ایسا ان گدھوں کے ساتھ کس طرح پیش آئے گی۔ وہ بڑی دلچسپی
 سے ہیں دوبارہ سامان باندھتے ہوئے — دیکھ رہی تھی۔ جب ہم نے سامان لادنا
 شروع کیا۔ تو سے پابزخیر کرنا پڑا۔ کیونکہ اس قدر پیاسے گوشت کے ڈھنچھوں ڈھنچھوں کرنے
 کی آوازیں اور اس ناخوشہ بوجھ کو پھینکنے کے میے وہ اسے ریت میں ٹھوکریں لگا کر رٹھکا
 رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی شور مچا۔ تے افریقی اس بے ترتیبی کو ٹھیک کرنے کے میے
 ادھر ادھر مہاگ رہے تھے۔ یہ سارا منظر اسے شدت سے برا بھونٹ کر رہا تھا۔ اصل قافلہ
 تو جس سویرے روانہ ہو گیا لیکن ہم ایسا کو ساتھ لیے دن کے آخری حصے میں چلے، اس
 وقت کچھ ٹھنڈک ہو گئی تھی۔ ہمارا رخ ساحل کے ساتھ ساتھ شمال کی جانب تھا۔ ایسا بہت
 جوش میں تھی اور وہ گتے کے پلوں کی طرح ہم میں سے کبھی ایک کی طرف تاتی اور کبھی دوسرے
 کی طرف بھاگ جاتی۔ پھر وہ فلیمنگوؤں (FLAMINGOES) کے گھٹوں میں جا گھسی
 اور وہاں سے ہماری گولی سے ہلاک شدہ ایک مرغابی لے کر لوٹی۔ پھر آخر میں وہ جھیل میں
 تیرنے کو اتر گئی۔ یہاں اسے مگر مچھلیوں سے بچانے کے میے ہم میں سے ایک شخص ایک رائل
 لیے اس کے ساتھ ساتھ رہتا۔ پھر اونٹوں کے ایک ریوڑ کے قریب سے گزرتے ہوئے ہیں

ایسا کوپا بے زنجیر کرنا پڑا۔ اس پر وہ غضب ناک ہو گئی۔ اللہ ان نئے دوستوں کو ملنے کی کوششوں میں اس نے پیرے بازوؤں کو کھینچ ہی ڈالا۔ میری ہرگز یہ خواہش نہیں تھی کہ میں اونٹوں کے آپاں لگے کو دہشت زدہ پاؤں اور اس میں جھگڑ چھتی دیکھوں۔ اور اونٹ ایک دوسرے کے ادھر گر رہے ہوں وہ شور مچا رہے ہوں، مُنہ سے جھاگ نکل رہی ہو اور ناگھیس اُبھر رہی ہوں۔ اور ایسا بیچ میں کھڑی ہو۔ خوش قسمتی سے یہ آخری جاندار تھے جو یہیں ساحل کے قریب تھے۔

رات پٹری تو ہمیں جھیل کے کنارے جیموں کی آگ دکھائی دی۔ میں نے پھر ایسا کو
پاب زنجیر کر دیا کہ کہیں ————— وہ گدھوں کا تعاقب شروع کرے۔ ہم
نے وہاں پہنچنے پر خیمہ پہلے ہی نصب کیا اور شام کا کھانا بھی لگا چکا تھا۔ جب کبھی
ہمیں رات کو دیر ہو جاتی، ہم یہ فیصلہ کرتے کہ شیر پارٹی ————— یعنی جارح، میں، انور و
گیم سکاؤٹ بطور رہبر کے ————— اور ایسا، ہر صبح کو منہ اندھیرے ہی چلی پڑی جبکہ
انہی غصے اکھاڑے جا رہے ہوں اور جانوروں کی زمینیں کس کر سامان لاوا جا رہا ہو۔
اس طرح ہم اس ٹھنڈے وقت سے بھی مستفید ہو سکیں گے۔ اور لدے ہوئے جانور
بھی ایک محفوظ فاصلے پر رہیں گے۔ ہمیں ایسا کو گرفتار کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔
پھر ساڑھے نو کے قریب ہم کوئی سایہ دار جگہ ڈھونڈ کر دن کی تپش کے دوران کچھ
آسام کر لیں گے اور گدھے بھی کچھ گھاس وغیرہ چروائیں گے۔ جو نہی کوئی جگہ بل جاتی
ہم ایسا کو بیڑیاں پہنا دیتے۔ سپرکو ہم اپنے معمول کو الٹ دیتے۔ گدھوں والی پارٹی
شیر پارٹی سے دو گھنٹے پہلے چل دیتی اور اندھیرا پھیلنے سے پہلے پہلے غصے لصب کر
لیتی۔ ہم نے یہ معمول سارے سفر کے دوران جاری رکھا۔ اور یہ خوب رہا۔ کیونکہ اس

سے ایسا اور گدھے الگ الگ رہتے۔ صرف دو پہر کو وہ یکجا ہوتے اور اس وقت وہ پاب زنجیر ہوتی۔ اور اسے نیند آتی۔ یہ پروگرام چلتا رہا۔ دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کی اہمیت تسلیم کرنا سیکھ لی۔ انھوں نے یہ اصول بھی قبول کر لیا کہ سفری سے متعلق ہر تکلیف کو برداشت کر لینا چاہیے۔

ہم دیکھتے تھے کہ نو بجے صبح تک تو ایسا ٹھیک ٹھاک رہتی — پھر وہ گرمی غوس کرنے لگتی اور جہاں کوئی چٹان یا جھاڑی سایہ ڈالتی نظر آتی رک رک جاتی۔ سہ پہر کو بھی وہ اپنچ نہکے۔ سے پہلے چلنے سے چمکاتی۔ اس کے بعد اس کے پاؤں ایک بار سخت ہو جاتے تو وہ ساری رات ہی چل سکتی تھی۔ اوسٹا وہ سات یا آٹھ گھنٹے روزانہ چل لیتی اور اس کی سمت قابل رشک رہتی۔ وہ جھیل میں کود پڑتی اور حتی الامکان تیرتی رہتی۔ اس وقت مگر مچھروں سے صرف چھ یا آٹھ فٹ کے فاصلے پر ہوتی۔ وہ کبھی میری بلند آواز یا اشارے کرنے سے نہ لڑتی۔ اپنی حسب مشاہی واپس آتی۔ بالعموم ہم شام کو آٹھ یا نو کے درمیان کیمپ میں پہنچتے۔ اکثر گدھوں کی جماعت ہماری رہنمائی کے لیے اپنی بڑی روشنیاں جلا دیتی۔

سفر کے دوسرے روز ہم آخری انسانی آبادی کو بھی پہنچے چمڑا گئے۔ یہ آبادی ایک قدیم ماہی گیر قبیلے 'ایل مولی' کا گاؤں تھا۔ یہ قبیلہ قریباً اتنی نفوس پر مشتمل تھا۔ جس کا گزراؤات محض مچھلیوں پر تھا۔ کبھی کبھی ذائقہ بدلنے کو مگر مچھ اور سپو مچھلی کے گوشت استعمال کرتے۔ اس بڑی طرح غیر متوازن غذا اور نامناسب خوراک کے باعث ان میں سے اکثر کی شکلیں بگڑ گئی تھیں۔ اور بہت سون میں سوکھے کی جیامی کی علامات نظر آتی تھیں۔ شاید اس خواب خوراک کی وجہ سے! — جھیل کے

پانی میں حسام شور سے اور کافی کی کثرت سے ان کے موڑھے اور دانت بھی دکھتے رہتے۔ وہ بہت سخاوت پسند اور دوست نواز لوگ تھے اور ایک اجنبی کو ہمیشہ تازہ مچھلی کے تحفے کے ساتھ خوش آمدید کہتے۔ وہ زیادہ تر جال کے ذریعے مچھلیاں پکڑتے تھے۔ یہ جال وہ صحرائی کھجور کے ریشے سے تیار کرتے۔ یہاں یہی ایک ریشہ تھا جو اس الکی زدہ پانی میں گلتا نہیں تھا۔ اور بڑی دیو نمائل مچھلی — جو دو سو پاؤں یا کچھ زیادہ وزن کی ہوتی ہے — اور مگر مچھ اور سپو مچھلی بیڑوں سے پکڑے جاتے۔ یہ بیڑے کچھ کے تین شہتیروں کو یونہی باندھ کر بنائے جاتے یہ ناقابل تسخیر بیڑے کم گہرے پانی میں کھڑے کر دیے جاتے۔ انھیں زیادہ دور اس لیے نہیں لے جایا جاتا کہ بعض اوقات اتنی تیز آندھیاں چلتی ہیں کہ جھیل میں تلاطم برپا ہو جاتا ہے۔ اور ان کی رفتار تو بعض دفعہ نوے میل فی گھنٹہ سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ حقیقتاً یہ آندھی اس علاقے میں سفر کرنے والے کی زندگی کو تو معطل کر دیتی ہے خیمے لگانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ کھانا کھانے لگو تو وہ پیٹ سے باہر نکل نکل پڑتا ہے یا کنکریں پڑ پڑ سے کھانے کے قابل ہی نہیں رہتا۔ سونا بھی ناممکن ہو جاتا ہے کیونکہ تیز جھونکے آنکھوں، ناک اور کان کو ریت سے بھر دیتے ہیں۔ اور چارپائیاں اٹل دیتے ہیں۔ تاہم ان سب مصائب سے قطع نظر ساکن لمحات میں جھیل کا اپنا ایک حقیقی حسن ہوتا ہے۔ اس کی دل کشی الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی اور ایک شخص بے اختیار اس کی طرف بار بار لوٹنا چاہتا ہے۔

پہلے دس روز تو ہمارے ساحل کے ساتھ ساتھ ہی گزرے۔ ہمارے آس پاس کا علاقہ بڑا بھیانک تھا — لاوا اور پھر لاوا — صرف لاف کی معتد

میں کچھ کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ بعض اوقات یہ راکھ کی مانند عمدہ ریت کی شکل میں ہوتا اور بعض دفعہ تیز نوکدار صعدت میں ہوتا کہ اس ناہموار زمین پر گھسٹنے اور پھسلنے سے ہمارے پاؤں دکھنے لگتے۔ کہیں کہیں بڑی گری ریت تھی۔ جہاں چلتے ہوئے ایک قدم بھی بدقت تمام اٹھتا تھا۔ یا پھر ہمیں اپنا راستہ کھڑے کنکروں اور سنگریزوں پر بنانا پڑتا۔ اور ہر وقت گرم اور تیز ہوا چلتی رہتی جو ہماری طاقت چوس لیتی۔ ہمارے سر پکڑانے لگتے۔ یہاں سبزہ بھی بہت کم تھا۔ صرف کچھ خاردار اور پتلے پتلے پودے تھے جو پاؤں میں چبھتے اور چاقو جیسی نوکوں والی گھاس تھی جو ہماری کھال کاٹ ڈالتی۔

ایسا کہ بچوں کو اچھی حالت میں رکھنے کے لیے مجھے اکثر ان پر گریس لگانا پڑتی۔ وہ اس عمل کا مطلب بھی سمجھتی تھی اور اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی۔ دوپہر کے آرام کے لیے میں اپنے کیمپ کے بستر پر بیٹ جاتی تاکہ سخت پتھروں سے بچ کر تھکن دور کر سکوں۔ ایسا نے بھی یہ نکتہ سمجھ لیا۔ میرے خیال کو اپنایا اور وہ بھی تیرے ساتھ ہی شامل ہو گئی۔ پھر یہ ہوا کہ وہ میرے لیے بھی کوئی کونہ چھوڑ دیتی تو میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی۔ بعض اوقات بد قسمتی سے مجھے نیچے زمین پر بیٹھنا پڑ جاتا اور وہ آرام سے بستر پر لمبی تان کر سوتی۔ لیکن اصولی طور پر ہم دونوں ہی بل بل کر بستر پر لیٹ رہتے۔ مجھے یہی تشریف رہتی کہ کہیں دونوں کے اکٹھے بوجھ سے یہ چارپائی ٹوٹ ہی نہ جائے۔ ہمارے لمبے چکروں میں ٹورو ہمیشہ ایسا کہ لیے پینے کا پانی اور برتن اٹھ کر چلتا۔ وہ شام کا کھانا نوکے قریب کھاتی اور پھر میری چارپائی کے نزدیک ہی پابستہ

گہری نیند میں ڈوب جاتی۔

ایک شام ہم راستہ بھول گئے اور پھر خیمے کی بڑی روشنیوں کی رہنمائی میں کہیں رات گئے کیمپ میں پہنچے۔ ایسا بہت تھکی ماری نظر آرہی تھی اس لیے میں نے اسے سستانے کے لیے کھلا ہی چھوڑ دیا۔ اگرچہ اس کی آنکھوں میں نیند کا خار محسوس ہو رہا تھا، مگر وہ اچانک خاردار باز کی طرف جس میں گدھے رات بسر کرتے تھے، پوری تیزی سے پلکی۔ اور اس باز کو توڑ کر بڑے انتظامانہ انداز سے اندر گھس گئی۔ ڈھینچوں، ڈھینچوں، خوف اور ہراس کی آوازیں گونج اٹھیں۔ اور اس سے پیشتر کہ ہم مداخلت کرتے تمام گدھے اندھیرے میں بھاگ چکے تھے۔ حسن اتفاق سے ہم نے ایسا کو جلد ہی پکڑ لیا۔ پھر میں نے اس کی خوب ٹھکانی کی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ خود بھی محسوس کر رہی تھی کہ وہ اس کی سزا وار ہے۔ اور اپنی استعداد کے مطابق وہ اپنی شرمندگی کا اظہار بھی کر رہی تھی۔ اب مجھے بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ میں نے اس کی اس فطری جبلت کا اندازہ نہیں لگایا کہ عین اس لمحے جب ایک درندے کی شکار کی جس بیدار ہو، اس وقت گدھوں کے ایک گلے کی لذیذ بو اس کی ہوس کو کس طرح بھڑکا سکتی ہے۔

یہ اتفاق ہے کہ صرف ایک گدھے کو کچھ زخم آئے تھے اور وہ اتنے خطرناک نہیں تھے۔ میں نے ان کی مرہم پٹی کی تو وہ جلد ہی مندمل ہو گئے۔ لیکن اس واقعہ سے مجھے یہ سبق ضرور مل گیا کہ میں کبھی اس کو یوں کھلا نہ چھوڑوں۔

کے طویل جنگل سے گزرنا لازمی تھا۔ بہت سے مقامات پر پہاڑیاں سیدھی جھیل میں اتر جاتی تھیں۔

اس لیے گدھوں کو اپنے بے ہنگم بوجھ کے ساتھ اندرونی علاقے کا پتہ لگا کر آنا پڑا۔ جبکہ شیر پارٹی چٹانوں کے ساتھ ساتھ ہاتھ پاؤں مارتی ساحل کی طرف چلتی رہی۔ ایک مرحلے پر تو ایک نازک موڑ پر آکر ہم بارہی گئے۔ کیونکہ یہاں ایسا کو یہ جگہ عبور کرنے کے لیے یا تو ایک پندرہ فٹ اونچی چوٹی سے چھلانگ لگانا پڑتی تھی جو پھسلنے مٹی سے بھری ہوئی تھی۔ کہیں ہاتھ ڈالنے کا امکان بھی نہیں تھا۔ اور پھر اس کے بعد نیچے ایک کم گہرے پانی میں اترنا تھا۔ یا پھر وہ ایک متواتر ڈھلوان چٹان سے پھسل کر نیچے کٹ آلود پانی میں اترتی جو اس کے پاؤں اکھاڑ دیتا۔ پانی تو اس کے قد جتنا گرا ہی تھا لیکن جھاگ کی وجہ سے یہ بڑا خطرناک دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سخت تذبذب میں تھی کہ کیا کرے۔ اُس نے چٹان کے ہر سرے پر آزمائش کی اور پھر اپنی چھٹے سے پائیدار پر سپر مار نے لگی۔ آخر کار وہ بڑی دلیری سے سرکاری موجوں میں کود گئی اور ہماری حوصلہ افزائی کے باعث وہ جلد ہی خشک زمین پر جا پہنچی۔ یہ منظر بھی قابل دید تھا، ایسا اپنی اس کامیابی پر بہت فخر اور خوشی محسوس کر رہی تھی۔ اسے یہ بھی مسرت تھی کہ اُس نے ہمیں خوش کر دیا ہے۔

ہمیں راہ میں زیادہ تر جھیل کا کھار پانی پینے اور کھانے میں استعمال کرنا پڑا۔ یہ اگرچہ ضرر رساں نہیں تھا اور پھلنے کے لیے نرم اور بہت عمدہ تھا اور صابن کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی۔ مگر اس کے ناگوار ذائقہ کے باعث کھانا بالکل بد مزہ ہو جاتا تھا۔ ان حالات میں موتی کی پہاڑیوں کے دامن میں میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ مل جانے

یہاں ٹھیلیاں بکثرت تھیں اور اس طرح جارج اور جولین آسانی سے کیمپ میں جھیل رڈ ولف کی ایک خاص ٹھیلی جسے 'ویونا ٹاپیا' کہتے تھے، میا کرتے رہتے تھے۔ انھیں یا تو وہ گندھی دھاگے سے پکڑتے یا رائل سے گولی کا نشانہ بناتے تھے۔ کیمپ کا ڈس ایک بد صورت سی بلی ٹی ٹی ٹی ٹی کو پسند کرتے تھے کیونکہ یہ کم گہرے پانی میں ہی بل جاتی تھیں اور وہ چھڑیوں یا پتھروں سے ہی مار لیتے تھے۔ ایسا اس تفریح میں شامل ہونے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتی۔ کبھی کبھی وہ یہ اگر ٹھیلی لے کر ٹوٹی اور پھر فوراً اسے پھینک کر بڑی نفرت سے اپنا ناک سیٹر لیتی۔ ایک روز ہم نے نورو کو جو ہمیشہ ایک ڈشنگ گن، اپنے ساتھ رکھتا تھا، دیکھا کہ وہ اسے نالی کی طرف سے اٹھا اٹھائے ہوئے ہے اور ایک گربہ ٹھیلی پر مار رہا ہے۔ یہ کام وہ اتنی طاقت سے کر رہا تھا کہ کئی جگہ سے تو بندوق کے جوڑ ڈھیلے ہو گئے اور عین نالی کے قریب سے چور چور ہو گئی۔ نورو اپنی اگر ٹھیلی کے حصول پر اس قدر خوش تھا کہ اسے اپنے ہاتھوں ہونے والے اس نقصان کا کوئی خیال ہی نہیں تھا۔ جب جارج نے اس طرف اسے توجہ دلائی تو اُس نے بڑے تحمل سے کہا "اوہ منگو (خدا) آپ کو ایک اور بندوق دے دے گا۔ لیکن ایسا نہ پنا بد لے ہی لیا۔ وہ نورو کے سینڈل جھینس وہ ساحل پر چھوڑ آیا تھا کہ بجھاگ پڑی۔ اور بہت دُور نکل گئی۔ یہ منظر بہت دلچسپ تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آخر میں وہ سینڈل اپنے مالک کو بہت بُری حالت میں ملے۔

ہمیں شمال کی طرف سو میل کے فاصلے پر 'عالیہ بے' پہنچنے سے پہلے لوگوں کو ڈھونڈ

سے ایک عجیب مسرت ہوئی۔

ان پہاڑیوں کے غریب و امن کا جو راستہ ہم نے اختیار کیا، جہاں تک ہمارا خیال ہے اس پر کسی یورپی باشندے کو سفر کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ چند ایک ماضی میں اس خطے میں آئے بھی وہ زیادہ تر مشرق کی طرف ہی رہے تھے۔

ہم 'لوپون گیلیں' سے نوروز باہر رہے۔ ہم نے اپنے خیمے پہاڑیوں کے شمالی سرے پر نصب کر رکھے تھے۔ حسب معمول ہم نے گیم سکاؤٹس کی ایک جماعت یہ عمارت لگانے کے لیے بھیج دی تھی کہ اس علاقے میں کوئی خلاف قانون شکار کرنے والے تو نہیں ہیں۔ وہ سہ پہر کے شروع میں یہ اطلاع لے کر واپس ہوئے کہ انھوں نے کئی افراد کی ایک جماعت کو چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں گھومتے دیکھا ہے۔ جھیل پر ایک گاؤں قبیلہ ہی ایسا ہے جس کے قبضے میں مناسب ڈگوں کشتیاں ہیں۔ یہ بڑی سرکش قوم تھی۔ رائفلیں ان کے پاس خوب تھیں اس لیے یہ یقیناً کیا کہ اس سے ہمارے علاقے میں داخل ہو کر حملے، لوٹ مار اور قتل تک کرتے تھے۔ سکاؤٹس کو نظر آنے والا گروہ کوئی حملہ آور پارٹی ہوگی یا ناجائز شکار اور ماہی گیری کرنے کی کوئی مہم ہوگی۔ بہر حال وہاں انھیں آنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ ایسا اور میں خیمے میں ہی رہے۔ اور رائفلوں سے مسلح چار سکاؤٹس بھی ہماری حفاظت پر مامور رہے۔ باقی لوگ محلے کے لیے روانہ ہو گئے۔

جب وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے، جہاں سے خلیج صاف نظر آتی تھی۔ انھیں بارہ آدمیوں سے بھری تین کشتیاں دکھائی دیں جن کا رخ ہمارے کیمپ کی طرف تھا اور وہ ساحل کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ خیر انھوں نے ہماری پارٹی کو ٹاڑ دیا اور

اتنے عرصے میں کہ ہمارے اور دوسرے لوگ پانی کے کنارے پہنچے، کشتیاں متبریاں دوسرے دوسرے پہنچیں اور ایک چھوٹے سے جزیرے کی طرف دیوانہ وار بھاگ رہی تھیں۔ بظاہر تو ان کے پاس فائرنگ کے ہتھیار نظر نہیں آتے تھے۔ ممکن ہے انھوں نے رائفلیں کشتیوں میں چھپا رکھی ہوں۔ دور بین میں سے جارج نے ایک جزیرے پر کم از کم چالیس آدمیوں کی جماعت دیکھی اور اس کے ساحل پر بہت سی کشتیاں لنگر انداز تھیں۔ اس نے غور سے دیکھا کہ جب یہ کشتیاں کنالے گئیں تو جوش میں بھرا ہوا ایک گروہ ان کے گرد اکٹھا ہو گیا۔ اب کشتی کے بغیر ہماری پارٹی کچھ نہیں کر سکتی تھی، اس لیے وہ اپنے کیمپ کو لوٹ آئی۔ ہم نے جلدی سے سامان باندھا اور نیچے اس خلیج کی طرف کھکے تاکہ ہم حتی الامکان اس جزیرے کے قریب ہو جائیں۔ اس رات کچھ فالتو چوکیدار مقرر کیے گئے۔ اور ہر ایک شخص اپنے ساتھ بھری ہوئی بندوق لے کر سویا۔ جب پوچھتی تو وہ جزیرہ ہمیں بالکل خالی نظر آیا۔ صاف ظاہر تھا کہ 'گالبا' ہماری نظروں میں رہنا نہیں چاہتے تھے۔ انھوں نے اس رات کو ایک تیز طوفانی آندھی کے باوجود راتوں رات نکل چلنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے چلے جانے کے متعلق پختہ یقین کے لیے جارج نے ساحل کے پاس کچھ گشتی بھیجے۔ سورج چڑھنے کے کچھ دیر بعد ہی وہیں جزیرے پر گدھ اور سارس اترنے دکھائی دیے۔ اس سے ہمیں اندازہ ہوا کہ گالبا کسی ناجائز شکار اور ماہی گیری کی مہم پر آئے تھے اور انھوں نے بلاشبہ کافی تعداد میں 'ہیو مچلی' ہلاک کی ہوگی۔ اب اس کے بچے کچے کو اڑانے کے لیے بگلے اور گدھ آگئے تھے۔

پر تھا جو اس خشک موسم میں بہت کم پانی رہ جاتے تھے۔ اور دور دور ہوتے تھے۔ جارج نے ہر حال حساب لگایا کہ یہیں کبھی بھی جھیل سے ایک دن کے فاصلے سے زیادہ دور نہیں ہونا چاہیے، تاکہ اگر پانی کی ضرورت پڑے تو خاطر خواہ انتظام کیا جاسکے۔ یہیں جھیل کی خشک ہوا بہت یاد آئی۔ بعض ایسے لمحے بھی آئے کہ گرمی کے باعث میں رو ہانسی ہو کر رہ گئی۔ یہاں زمین اس علاقے سے بھی زیادہ غیر آباد تھی جہاں سے ہم آتے ہوئے گزے تھے۔ یہاں بس لاٹے کے سوا کچھ نہیں تھا اور اسی لیے شکار بہت کم تھا اور آبادی تو تھی ہی نہیں۔ خوش قسمتی سے ہم نے 'لوہون گیلیں' میں کچھ بیڑیں خرید لی تھیں۔ اگرچہ ایسا کا نعمت حنا خالی ہوتا جا رہا تھا۔ مگر بیڑیں ایسا کی خوراک کا مسئلہ حل کرنے کو کافی تھیں۔ لیکن اس دوران میں ہم سب کے وزن بہت کم ہو گئے۔ ہمارا داپسی کا سفر بڑی تیزی سے سٹا کیونکہ گدھوں کے پاس بوجھ کم تھا اور پھر ہمارا اکثر راستہ بغیر پانی کے تھا، اس لیے ہم لمبے لمبے سفر کرتے تھے۔

جب اٹھارہ روز کے بعد ہم لوہون گیلیں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ جن سکاؤٹوں کو ہم نے اپنے بنیادی خیمے کی نگرانی کے لیے چھوڑا تھا، وہ بے کار نہیں رہے تھے۔ انہوں نے چار نرکانی مجرم شکائی پیش کیے جو شکار کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ ان میں سب سے بڑے نے جارج کو بڑی محبت سے سلام کیا اور اسے یاد دلایا کہ کوئی دس سال پہلے بھی اس نے اُسے ہی مجرم کرتے پکڑا تھا اور پھر اس بات کی جھیل میں بھیجا تھا۔ وہ بتا رہا تھا کہ اُسے اس قید میں بڑا لطف آیا تھا۔ لیکن اب وہ اسے دہرائانا نہیں چاہتا تھا۔ اس کی عمر کے پیشِ نظر جارج کو اس پر رحم آگیا اور

صبح گیارہ بجے کے قریب کیمپ کے شمال کی طرف سرکنڈوں کے ایک گھنٹان جھنڈ سے اچانک دو کشتیاں نکلیں اور کھلے پانی کی سمت ہوئیں۔ انہیں سراہہ کرنے کے لیے جارج نے ان کے درمیان کچھ گولیاں ماریں۔ اس پر وہ جلدی سے پھر سرکنڈوں میں جا گئے۔ پھر اُس نے کچھ سکاؤٹوں کو بھیجا کہ وہ ان گاہیوں سے ملیں اور انہیں ساحل پر آنے کو کہیں۔ لیکن سکاؤٹوں کے اتنا دشوار فاصلہ طے کرنے کے باوجود ان غیر قانونی شکاریوں نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ اور پیچھے دلدل کی طرف لوٹ گئے۔ سارا دن ہم دیکھتے رہے کہ ان کے سر سرکنڈوں سے باہر ہمیں دیکھنے کے لیے بلند ہوتے رہے۔ ہمارا اندازہ تھا کہ سرکنڈوں میں چار کشتیاں ہیں۔ شاید یہ اصل جماعت سے کچھ گئی ہیں۔ چونکہ ان کے قریب پہنچنا تو ناممکن تھا اس لیے جارج نے ان کا حوصلہ سرد کرنے کے لیے یہ طریقہ بہتر سمجھا کہ انہیں گھر جانے پر مجبور کیا جائے۔ جونہی اندھیرا پھیلا۔ اُس نے سیدھی گولیاں چلائیں اور وقفوں کے ساتھ دلدل پر روشنیاں بھی پڑوائیں۔

اب ہمارا سامانِ رسد کم ہونے لگا تھا اور ہماری واپسی کا وقت آچکا تھا۔ جب ہم لوٹنے لگے تو محسوس ہوا کہ سفر کا پہلا حصہ دوسرے کی نسبت بڑا آرام دہ تھا کیونکہ اس وقت یہیں جھیل سے پانی بھرنا مل جاتا تھا۔ اب پھر اپنے ہی قدروں کے نشانات کو اجاگر کرنے کی بجائے ہم نے اندرونی علاقے کا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہمارا 'نرکانی' رہبر اس راستے کے متعلق کچھ گوگو کی حالت میں تھا اور سب سے بُری بات تو یہ تھی کہ یہیں کچھ یقین نہیں تھا کہ پانی بھی حسبِ ضرورت مل سکے گا کہ نہیں؟ کیونکہ اس علاقے کا انحصار پانی کے جوڑوں

اٹھائیس میل ہے اور درمیان میں چار میل چوڑا دہانہ ہے۔ یہ دہانہ عین درمیان میں چڑتا ہے اور پہاڑی کوشمالی اور جنوبی دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ یہاں ایک روایت ہے کہ اس آتش فشاں کے سرد ہونے کے بعد ایک زلزلے نے کلال میں گہری دراڑیں پیدا کر دی تھیں اور اس کے دو سبب شگاف کو توڑ کر دہانہ بنا دیا تھا۔ اس کی سوار دیواریں اس طرح کھڑی ہیں جیسے سنگترے کو کاٹنے سے اس کی پچانچیں سی بن جاتی ہیں۔ یہ گہری دراڑیں دہانہ کے سرے سے تین تین ہزار فٹ نیچی ہیں۔ نیچے تہ میں ایک گھاٹی ہے جو چوٹی سے نظر نہیں آتی۔ اس گھاٹی کا نام 'لاٹی سگٹا' ہے اور یہ پہاڑی کے عین قلب کی طرف جاتی ہے۔ محض اس کی دیواریں ہی سیکڑوں فٹ اونچی ہیں اور اتنی تنگ ہیں کہ اوپر سے آسمان صرف کسی درز میں سے نظر آتا ہے۔ ہم نے اس گھاٹی میں گھومنے کی کوشش کی اور ایک قابل رسائی درز سے داخل ہوئے، جو کلال کے مشرقی دامن میں پڑتی ہے۔ لیکن ہمیں کچھ ہی گھنٹوں بعد پسپا ہونا پڑا کیونکہ بڑی بڑی چٹانیں اور پانی کے گہرے چشمے راستے میں رکاوٹیں ڈال رہے تھے۔

اس پہاڑی سے گزرنے کے لیے ضروری تھا کہ پہلے آدھے حصے کی چڑھائی کر کے اس کی تہ میں اترتے اور پھر دوسرے حصے پر چڑھتے۔

اس سفری کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ پہاڑی پر شکلا اسی طرح موجود تھا یا وہ ناجائز شکار کے باعث کم ہو رہا ہے۔ موجودہ حالت کا موازنہ اس وقت سے کرنا تھا جب بارہ برس پہلے جارج نے اسی علاقے کا دورہ کیا تھا۔ ہم بڑے اگروے کے متعلق خاص طور پر تفتیش کرنا چاہتے تھے۔

کلال کو نیچے سے دیکھیں تو کچھ زیادہ عظمت نظر نہیں آتی۔ یونہی پھیلی ہوئی

بالکل غیر عکمانہ طور پر اسے باقی سفری کے دوران ایک گدھے کے ساتھ رہنے کی سزا دی۔

یونیون گیلیبن سے ہمارے آدمی شمالی ہور سے افریقیوں کے لیے خوراک خریدنے کے لیے گئے۔ یہاں سواہیوں کی تین دکانیں تھیں۔ یہاں پولیس کی چوکی پر جارج کو افریقین انسپکٹر پنچارج سے پتا چلا کہ آٹھ مسلح ناجائز شکاریوں کا ایک قافلہ یونیون گیلیبن اور شمالی ہور کے درمیان دیکھا گیا ہے۔ یہ ناجائز شکاری عام طور پر سرحد پار کے پورن قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اکثر ٹٹوؤں پر سوار ہوتے ہیں۔ یہ جانور چار پانچ روز تک پانی کے بغیر گزارا کر سکنے کے لیے سدھائے ہوتے ہیں۔ اکثر رائفلوں سے مسلح۔ ان پر سوار ہو کر یہ زرافوں کا شکار کرتے ہیں۔ ہماری سرحد میں رہنے والے ان کے ہم وطن ان کی پوری حفاظت کرتے ہیں۔ اور گشتی دستوں کی آمد و رفت سے باخبر رکھتے ہیں۔ بہر حال اس وقت ایک اونٹ سوار گشتی دستے نے کئی روز ان کا تعاقب کیا اور آخر کار انھیں جا لیا۔ ان کا ایک ساتھی زخمی ہوا اور سانس ٹٹو بھی قابو آئے۔

ہم یونیون گیلیبن میں تین روز ٹھہرے۔ یہ دن زینیں، سامان وغیرہ دوبارہ ٹھیک ٹھاک کرنے اور ہمارے سفری کے اگلے حصے کلال کی پہاڑی پر چڑھائی کی تیاری میں گزار دیے۔ یہ پہاڑی جو جھیل سے بیس میل مشرق کی طرف ہے، اپنے آس پاس سے ۵۰۰ فٹ اونچی ہے۔ یہ پہاڑی سون سون کی ہواؤں میں سے ساری نمی اپنے اوپر کے حصوں میں جذب کر لیتی ہے اسی لیے اس کی چوٹی پر اچھے خاصے درخت اگ آئے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا آتش فشاں پہاڑ ہے، لمبائی میں

اُس نے کبھی حملے کی کوشش تک نہ کی۔ صرف وہ اس گرد اور شور سے بچنے کی خواہش کرتی تھی۔

کلال کی چڑھائی کا راستہ بڑا ڈھلوانی تھا اور جوں جوں ہم بالائی حصوں میں پہنچ رہے تھے آب و ہوا خوشگوار ہوتی جا رہی تھی۔ ہم کوہان نما چٹانوں سے گزرتے گہرے گھنٹڑے کو عبور کیا اور عمودی چٹانوں کے ساتھ نبرد آزما کی۔

یہاں جھاڑیاں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ پھر یہ شاہ بلوط کے خوبصورت پٹروں میں تبدیل ہوتی گئیں۔

اگلی صبح ہم کلال کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ اونچی، نیچی جگہوں پر چلنے سے ہمیں نجات مل گئی۔ گھنے درختوں کے درمیان ایک چھوٹی سی خوبصورت جگہ پر ہم نے اپنا کیمپ لگایا۔ یہاں ساتھ ہی گدلے پانی کا چشمہ تھا جسے سمورپوں کے مویشیوں نے گھیر رکھا تھا۔ وہ اگلے کیمپ میں ایک پورے پلے پلائے شیر کو دیکھ کر سخت حیران ہوئے۔

چوٹی کے قریب اس گنجان جنگل میں اکثر صبحوں کو بڑی گہری دھند چھائی رہتی۔ اس لیے ہم اپنے آپ کو گرم رکھنے کے لیے قیدار کے بڑے بڑے تنوں سے لاڈ بھڑکاتے۔ رات کو سردی اس قدر ہوتی تھی کہ میں ایسا کو اپنے چھوٹے خیمے میں رکھتی۔ اس سے میرے لچن سے ایک گھونسلہ بنا کر اسے اپنے گرم ترین کمبل میں لپیٹ دیتی۔ رات کا اکثر حصہ عموماً اس کمبل کو بار بار ایسا پر ڈالنے میں گزارا کیونکہ یہ اس کے جسم سے ڈھلک جاتا اور وہ سردی کے مارے کا پیٹنے لگتی۔ مجھے ایسا کرتے دیکھ کر وہ اکثر میرا بازو چاٹتی۔ اُس نے کبھی خیمے کو چاٹنے اور باہر نکلنے کی کوشش نہیں

لمبی سی پہاڑی ہے اور اس کی چوٹی کے دساتے کہیں نوکدار سروں والے چوڑے چوڑے پہاڑی ٹکڑے ہیں۔ جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا یہ پہاڑی ڈھلوانیں اس قدر تنگ تھیں کہ یہاں سامان بردار جانوروں کے گزرنے کے امکانات بہت کم ہیں۔

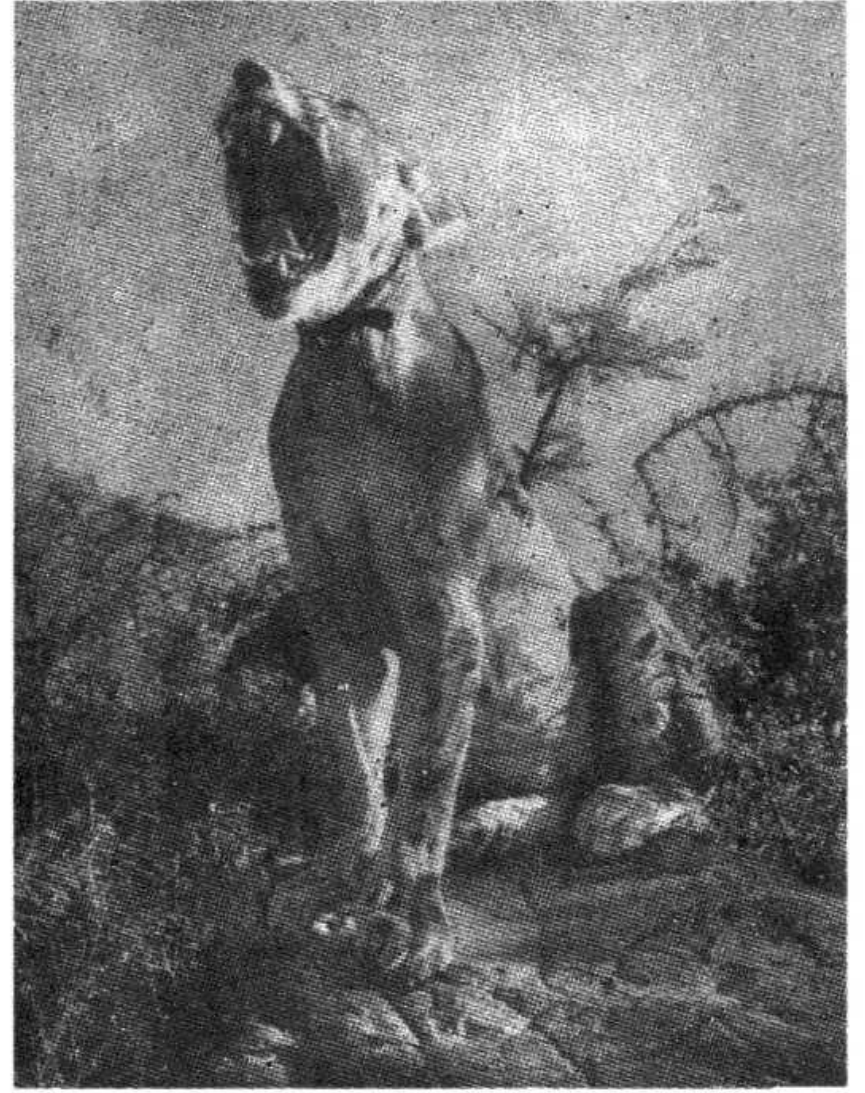
کشیف لاوا سے بھرپور ڈھلوانوں پر سفر کا پہلا دن لڑے چنڈے جانوروں کے لیے بہت کٹھن رہا۔ پھر بعد میں چاقو جیسے کناروں والی ڈھلوانیں بھی جگہ جگہ تھیں اور ان سے مجبوراً گزرنا تھا۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ گدھوں پر سے سامان اتار کر انسانوں کو تھما دیا جائے۔

دوسری رات تک ہم پہاڑی کی چڑھائی کا دو تہائی حصہ طے کر چکے تھے اور ہم ایک چٹان کی وادی میں خیمہ زن ہوئے۔ اس کے ارد گرد لاوے کی دیواریں سی کھڑی تھیں۔ قریب ہی ایک ننھا سا چشمہ تھا۔ جہاں ایک وقت میں ایک جانور یا فقط ایک انسان ہی پانی پی سکتا تھا۔ اس طرح جب آخری گدھے نے بڑی دیر کی روکی ہوئی پیاس بجھائی تو بہت دیر ہو چکی تھی۔ یہ چشمہ کلال کے پانی کے چند ایک تالابوں میں سے تھا اس لیے قدرتی طور پر سمور و قبیلے کے لیے، ایک زندگی بخش معلم تھا۔ وہ اپنے مویشیوں کو گرمیوں میں کلال پر لے آتے تھے۔

ایسا کہ میرے یہ ایک دشوار امر تھا کہ وہ ان اونٹوں کے بڑے بڑے گلوں، مویشیوں، بکروں اور بھیرپوں کو اس چشمے اور اسی قسم کے دوسرے چشموں پر دیکھنا برداشت کرے۔ لیکن وہ ذہین اور خوش مزاج تھی۔ اس لیے حالات کو بجانب کران جانوروں کی اشتہا انگیز کو برداشت کر رہی تھی حالانکہ یہ جانور اس سے چند منٹ کے فاصلے سے ہی گزرتے تھے۔ ایسے موقعوں پر ہم اسے بیڑیاں پہنا دیتے تھے۔ مگر



ایسا ہوا کھانے کی خاطر درخت پر چڑھی بیٹھی ہے۔
یہ اس کا محبوب مشغلہ تھا۔



یہ بیزاری کا عالم ہے کہ نیند آرہی ہے؟

کی تھی۔ بلکہ وہ تو اپنے سیر کے اوقات کے دوران میں بھی اسی آشیانے میں گھسی رہتی۔ جہاں وہ گرم اور عافیت سے رہتی۔ باہر تو ہر جگہ گھائل کرتی ہوا اور نمی سے بھرپور کر کا تسلط ہوتا تھا۔ اور جو نہی سورج دھند کو غائب کر دیتا، اس کی جان میں جان آتی اور باہر نکل کر پہاڑ کی فرخ بخش ہوا کا لطف اٹھاتی۔ اسے اس جگہ سے حقیقی انس ہو چلا تھا۔ کیونکہ زمیں نرم اور خشک تھی۔ درختوں کی چھاؤں گھنی تھی۔ اور اس کے ٹوٹنے کے لیے بھینسوں کا گوبر بکثرت تھا۔

سایے اور آب و ہوا کے باعث اس علاقے میں ن کی گرمی میں چہنا پھرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ وہ آسانی سے پہاڑوں میں ہلے ساتھ گھوم سکتی تھی۔ ہوا میں بہت اونچی پرواز کرتے عقابوں کو بڑے غور سے دیکھتی۔ اسے کوؤں پر اثر غصہ آتا کیونکہ وہ اسے چھڑنے کو بہت سیچا اڑنے لگتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے ایک بھینسے کو سونے میں اٹھا دیا اور پھر اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ اس کی قوت شامہ، سامہ اور باعمرہ بہت عمدہ تھیں، وہ کبھی اس گھنی جھاڑیوں میں راہ نہیں بھولی تھی۔ ایک سر پر کو ہم ایک آگے جاتی ہوئی جماعت کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے جو جنگل میں بہت آگے جا چکی تھی۔ ایسا ہر جھاڑی سے چھپ چھپ کر ہم پر حملہ آور ہوتی تھی۔ اچانک ہمیں ایک خوفزدہ گدھے کی آواز سنائی دی۔ جو عین اس سمت سے آرہی تھی۔ جدھر ابھی ابھی ایسا گھسی تھی۔ ایک لمحے بعد ان جھاڑیوں میں سے ایک گدھا ظاہر ہوا۔ ایسا اس کے ساتھ چپٹی ہوئی تھی اور اسے بڑی طرح نوچ رہی تھی۔ اتفاق سے درخت بہت گھنے تھے۔ اس لیے وہ زیادہ تیز نہ جاسکے۔ ہم نے اس نبرد آزما جوڑے کو جا پکڑا۔ پھر ایسا کی ٹھکانی بھی کی کیونکہ ہمارے خیال میں وہ اس کی مستحق تھی۔ اس قسم کی حرکت

اس نے پہلے کبھی نہیں کی تھی میں سخت گھبرا گئی تھی کیونکہ میں تو اس بات پر فخر کرتی تھی کہ وہ کسی جانور کا فضول تعاقب کرنے کی بجائے میری آواز کو بجا جانتی تھی۔ مگر پھر میں اپنے آپ کو ہی قصور وار گردان سکی کہ میں نے ایسا کو اپنے آگے آگے کیوں نہیں رکھا۔ اور گدھے بان بھی خطا کا رہتے کہ انھوں نے ایک جانور کو دوسروں سے بچھڑنے کیوں دیا۔ یہ بھی ایک نا خوشگوار اتفاق تھا کہ اسی روز خاص طور پر ان سامان بردار گدھوں نے ایسا کے تنگ کرنے کا مظاہرہ بھی کیا تھا۔ وہ پابہ زنجیر تھی اور یہ اس کے بالکل ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ اسی لیے بعد میں جنگل میں گھومتے ہوئے جب اس نے ایک غریب گدھے کو ایکلے پھرنا دیکھا تو یہ اس کے لیے ایک کھلی دعوت ثابت ہوئی۔ پھر یہ بھی کہ یہ گدھا بہت بوڑھا تھا۔ اور سفری کے دوران خاصی پریشانی کا موجب بنا رہا تھا۔ یہ ساری چیزیں توجہ نظر رکھتے ہوئے میں ایسا پر الزام دھرنے کی بجائے عفو کی طرف مائل ہو گئی۔ اس نے بھی معافی کے لیے بڑی دلکش حرکات کیں اور ہمیں منانے کے لیے اپنے سارے داؤد آنا ڈالے۔

ایک روز ہم آتش فشاں دہانے کے کنارے کھڑے تھے۔ یہاں سے پسار دو حصوں میں بٹ جاتا تھا۔ ہم شمالی حصے کی طرف دیکھ رہے تھے جو پازیل کے فاصلے سے زیادہ نہ تھا۔ اگرچہ ہمیں علم تھا کہ وہاں پہنچتے پہنچتے ہمارے پورے دو دن صرف ہوں گے۔ ایسا بڑی لاپرواہی سے اس دو ہزار فٹ اونچی چٹان کے عین کنارے پر یوں معلق ہو گئی کہ یہ منظر دیکھ کر میرے تو ماتھے پاؤں پھول گئے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بلند یوں کا خوف بالکل نہیں رکھتے۔ اگلے روز ہم نے اترائی کی اور یہ سفری ہمیں عظیم الہ سکائما کی گھاٹی پر لے گیا۔ وہاں ہم خیمہ زن ہو گئے۔

جانتے موشیوں کی گھات لگانا بہت آسان تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ ایک دفعہ اس علاقے میں جو بے نور آجانا اس کی قسمت ہی پھوٹ جاتی کیونکہ یہاں نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ سوائے اس ایک راہ کے جہاں یہ پوشیدہ شکاری شکار ہوتے۔

ال سگٹا سے شمالی چوٹی کی طرف کے سفر میں کوئی ڈیڑھ روز لگا۔ یہاں سمہورد اور ان کے موشی جنوبی حصے کی نسبت کثرت سے آباد تھے۔ اس لیے یہاں ایسا کی آزادی پر پابندی لگانا پڑی۔

یہاں ہمیں بہت کم شکار ملا۔ جیسے اس پہلے حصے میں تو بکثرت تھے لیکن یہاں ہمیں پتا چلا کہ پچھلے چھ سال سے کسی جیسے نے اس شمالی سرے کا رخ نہیں کیا۔ یہاں بڑے کدو بھی نظر نہیں آتے تھے اگرچہ ہم نے بعض کے قدموں کے نشانات دیکھے۔ جارج نے سوچا کہ شکار کی عدم موجودگی سمہوردوں کے موشیوں کی ہتات کے باعث ہے۔ کیونکہ یہ سارے بزرے کو ٹرپ کیسے جا رہے ہیں اور پہاڑی خیر ہو رہی ہے۔

تیز فیکلے لاوے کے باعث 'ویون گیلیں' کی طرف اترائی اتنی جابجا نگاہ جدوجہد تھی کہ دو نیچے سے جھیل رڈولف کا شاندار منظر جس میں سنگتری زرد رنگ کے آسمان اور گہری نیلی پہاڑیوں کے مقابل میں، سرسبز سطح میں ڈوبتے سورج کا دلکش عکس نظر آ رہا تھا۔ یہ (پرکیت عالم) بھی ہماری ہر غلط بڑھتی پا شکلی کو غور کر سکا۔

ایسا مڑ مڑ کر پہاڑ اور ٹھنڈے درختوں کی طرف دیکھتی رہتی اور ان کی طرف

دن بھر ہزاروں اونٹ، بکے اور بھیڑی گزرتے رہتے۔ جنھیں ریٹڈل قبیلے کے خور و اور بلند فاست گڈریے ہانک کر پانی پلانے کے لیے گھاٹی سے چار میل اوپر لے جاتے تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے عورتیں ہوتیں۔ ان کے ہاتھوں میں اونٹوں کی سار ہوتی۔ اگلے اونٹ کی دم سے بندھی ہوئی رستی پچھلے اونٹ کی ناک میں بندھی ہوتی۔ ان اونٹوں پر پانی کے برتن لے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک میں چھ گیلن پانی کی گنجائش ہوتی تھی۔ اور تین دھاگوں کے بنے ہوتے تھے۔ ہم درازوں پر چلتے تھے بلکہ پہاڑ کے بیچ میں سے گزرتے تھے۔ گھاٹی کا فرش پانی کی ایک خشک گزرگاہ تھی۔ چار پانچ میل تو یہ مسلسل ہر طرف سے بلند ہوتی مینار نما دیواروں کے درمیان اوپر کو چلا جاتا ہے۔ جب اور اوپر جائیں تو یہ دیواریں کوئی پندرہ ہزار فٹ بلند ہو جاتی ہیں۔ اور صرف نوکدار چٹانوں کا روپ دھار لیتی ہے۔ بعض مقامات پر تو گھاٹی اس قدر تنگ ہے کہ دو لدے ہوئے جانور کھل کر بیک وقت نہیں گزر سکتے۔ اور اوپر پہاڑ کی چوٹیاں آسمان کے سامنے آ کر اسے آنکھوں سے اوجھل کرتی ہیں ہم موشیوں کی پانی کی جگہ سے بھی بہت آگے نکل گئے۔ جہاں پانی کی یہ گھاٹی ایک اچھی خاصی تندی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس میں چٹانوں سے گھرے ہوئے صاف پانی کے کئی چشمے ملتے ہیں۔ آخر میں ہمیں تیس فٹ کی ایک سیدھی ڈھلوان کے باعث رکتا پڑا۔ ہمارا ایک کدو پیاسا تھی ہر برٹ کو شش کر کے اس پر چڑھ بھی گیا تو اسے آگے بھی ایک اور اونچی ڈھلوان نظر آئی۔

ال سگٹا، قانون شکن شکاریوں کی غیوب جگہ تھی کیونکہ یہاں پانی پینے کے لیے

بھاگنا بھی شروع کر دیتی، یہ دیکھ کر ہم نے اسے پاہ زنجیر کر دیا۔ رات کے قریب ہم اندھیرے میں اپنا راستہ بھول گئے۔ ایسا ہر چند گز پر نیچے لیٹ جاتی، شاید یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کے پاس کافی جگہ ہے۔ اگرچہ وہ پوری بلوغت کو پہنچ چکی تھی، لیکن اب بھی وہ پریشانی کے عالم میں میرا انگوٹھا چوسنے لگ جاتی تھی۔ اس رات اُس نے کئی بار انگوٹھا چوسا۔ آخر کار کچھ نشان دہندہ گویوں نے جو ہماری اگلی جماعت نے چلائی تھیں، ہماری جیسے کی طرف رہنمائی کی۔ جب ہم اپنے رات کے خوفناک سفر کے بعد منزل پر پہنچے تو ایسا نے کھانے پینے سے انکار کر دیا۔ وہ صرف میری قربت چاہتی تھی۔ میں بھی تھکاوٹ کے باعث کچھ نہ کھا سکی اور اس طرح میں نے بخوبی اس ہمت کا اندازہ لگایا جو ایسا نے سفر جاری رکھنے میں اختیار کی تھی۔ — یقیناً اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ ہم کیوں نوکدار لاوے کے ساتھ ساتھ رات کو فضول چلتے ہیں۔ اور یہ صرف اس کی ہمارے ساتھ محبت تھی، جس کے سبب وہ یہ زحمت اٹھا رہی تھی۔ اس سفر میں اسے کوئی تین سو میل طے کرنے پڑے تھے اور اس نے جو مصائب برداشت کیے تھے، ان کے باوجود ہمارے اور اس کے درمیان محبت کا رشتہ اور مضبوط ہی ہوا تھا۔ — جب تک وہ ہمارے ساتھ رہتی رہیں محبت کرتے اور اپنے آپ کو محفوظ پاتی تو وہ خوش رہتی۔ ہم جب اس بات کا احساس کرتے کہ اتنے مغرور، ذہین حیوان کی ذمہ داری ہمارے سپرد تھی۔ کہ جس کی محبت کی خواہش اور جبلت جماعت پسندی پوری طرح تشکیل پا چکی ہے۔ اس کی ان خواہشات کی تکمیل کے لیے کوئی دوسرا ذی روح موجود نہیں

ہے۔ یہ سوچ کر ہم اس کے ساتھ اور ترویل سے محبت کرنے لگتے۔ یہ بھی سچ ہے کہ بعض اوقات وہ ہمارے لیے بُری طرح ایک مصیبت بن جاتی۔ مثلاً ہم اسے کسی اور کی نگرانی میں نہیں دے سکتے تھے۔ کافی حد تک ہم اس کے قیدی ہی ہو گئے تھے۔ لیکن ان چھوٹی چھوٹی مشرانوں کے بدلے اس نے ہمیں بہت کچھ دیا۔ ہمارے اور اُس کے سلوک کے درمیان ایک ہی فرق تھا۔ یہ اُس کی اُن قدرتی خاموشیوں کے باعث تھا۔ جن کا رجحان ذرا نشوونما پانے اور ایک وحشی شیر کی عام زندگی کا جو دبنے کی طرف تھا۔ یہ بات بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی کہ وہ کس طرح اپنی اندرونی قوتوں پر قابو پاتی تھی۔ تاکہ وہ زندگی کا وہ طریقہ اختیار کر سکے جس میں ہماری خوشی مضمر ہے۔ اس کی خوشی مزاجی یقیناً ایک حد تک اس کے کردار کی وجہ سے تھی۔ مگر اس میں اس حقیقت کا بھی کافی حصہ تھا کہ ہمارا طریقہ حیات اختیار کرنے کے لیے اس کو کبھی کسی عبوری یا عرومی سے دوچار نہیں ہونا پڑا تھا۔ کیونکہ ہم صرف پیار سے ہی کوشش کرتے تھے کہ ہماری دو مختلف دنیاؤں کے درمیان کے اختلافات پر عبور پانے کے لیے ہم اس کی کچھ مدد کر سکیں۔

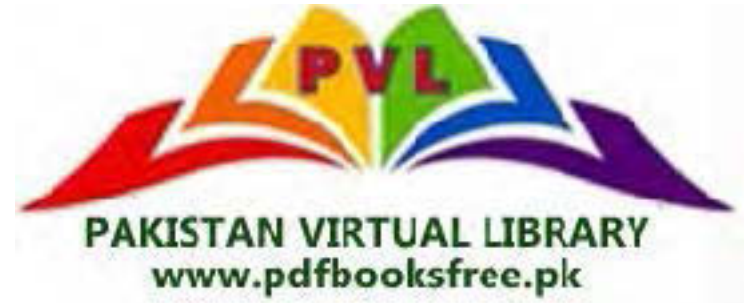
اپنی عام زندگی میں ایک شیر خوراک کی تلاش میں زیادہ دُور تک نہیں بھٹکتا اور ایسا نے تقریباً اس سے کہیں زیادہ دُنا دیکھ لی تھی جتنی کہ آزاد رہتے ہوئے اسے دیکھنے کا موقع مل سکتا تھا۔ پھر بھی

وہ اپنی فطرت سے آشنا تھی، جب بھی ہم سفری سے لوٹتے تو وہ پھر اپنی عادتوں اور عام معمول کی طرف لوٹ جاتی۔

ایسا اور جنگلی شیر

ایسا کی ادائیں بڑی دلکش تھیں۔ خواہ ہم تھوڑے سے وقت کے لیے جبا ہوتے، وہ ہمیشہ پورے تکلفات سے ہمارا استقبال کرتی۔ ایک ایک کے پاس چل کر جاتی، ہمارے بدن سے اپنا سر گڑھتی اور آہستہ آہستہ کچھ آواز بھی نکالتی بالعموم میں سب سے پہلے آتی ہوں، پھر جارج اور اس کے بعد نور۔ اور جو بھی زیادہ نزدیک ہو، اسی انداز سے اس کا استقبال ہوتا ہے۔ وہ فوراً جبان جاتی ہے کہ اس سے کون زیادہ محبت کرتا ہے۔ پھر اس کا ردِ عمل بھی بڑا محنت بھرا ہوتا ہے۔ وہ کم حوصلہ مہمانوں کو تو عجب طور پر برداشت کر لیتی ہے، لیکن جو اس کی زد میں آجائیں، ان کے لیے تو مصیبت آ جاتی ہے۔ وہ انہیں کبھی تکلیف تو نہیں پہنچاتی، مگر انہیں دہشت زدہ کرنے میں بڑی فرحت محسوس کرتی ہے۔

وہ بچپن سے ہی اپنے وزن کو استعمال کرنا جانتی تھی۔ اب یہ حادثہ ذرا زیادہ موثر ہو گئی۔ جب بھی وہ ہمیں روکنا چاہتی، وہ ہمارے پاؤں پر پورے وزن سے کودتی اور ہماری پنڈلیوں کو اپنے جسم سے دھکیلتے ہوئے نیچے پٹختی



گئی۔ وہاں ایک چھوٹی سی جھاڑی کے پیچھے سے جھانک جھانک کر اس نے اچھی طرح پہچان لیا تو آئی اور اس کے ایک ٹاپچہ رسید کیا۔ جیسے کہ رہی ہو آخر اس طرح ڈرانے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

نور و اور ایسا دونوں بڑی ہمتاں سر کرتے ہیں۔ ایک روز نور نے بتایا کہ جب ہم ایک جھاڑی کے نیچے سنا رہے تھے۔ تو نیچے سے ایک چیتا آہنچا۔ ایسا نے اسے بڑی تیزی سے دیکھا، اور جذبات کی شدت کے باوجود اپنے آپ پر قابو کیے رکھا۔ صرف اس کی دم تھر تھرا رہی تھی۔ یہاں تک کہ چیتا جیسے اس کے اوپر آ رہا۔ پھر اچانک چیتے کی نظر خبردار دم پر جا پڑی۔ وہ بجلی کی طرح مڑا اور نور کو قریب آگوتا ہوا بھاگ گیا۔

ایسا اب تیش مینوں کی ہر چکی تھی۔ اس کی آواز گہری گرج میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ ایک ماہ بعد پھر اس کے دن آئے نظر آتے تھے۔ وہ بہت سی جھاڑیوں پر اپنے وانت ٹکاتی۔ یقیناً وہ کسی ساتھی کی خواہشمند تھی۔ عام طور پر ہم جہاں بھی جاتے، وہ ہمارے ساتھ آتی لیکن اب دونوں سے تو شاید اس نے اس وادی کو عبور کرنے کا مستحکم ارادہ ہی کر لیا تھا۔ اس سہ پہر کو وہ ہمیں ایک خاص طرف لیے جا رہی تھی ہمیں جلد ہی ایک شیر کے تازہ تازہ قدموں کے نشانات مل گئے۔ جب اندھیرا بڑھنے لگا تو بھی وہ واپس آنے کو تیار نہ ہوئی۔ ہم چونکہ ایک میدان کے نزدیک تھے اس لیے اپنے لینڈ روڈر کو لالے کے لیے لوٹ آئے۔ جارج ایسا کی طرف روانہ ہو گیا اور میں گھر پر ہی رہی تاکہ وہ کلند واپس آجائے۔ جس جگہ ہم بسے چھوڑ آئے تھے وہاں پہنچنے پر جارج

جھیل رڈولف سے واپسی کے فوراً بعد ہم جب اسے شام کی میر پر لے جانے لگے تو اس نے (دن بدن) بڑھتی بے چینی کا مظاہرہ کیا۔ کبھی کبھی وہ ہمارے ساتھ لوٹنے کو تیار نہ ہوتی اور وہیں جھاڑیوں میں رات بسر کرتی۔ عام طور پر ہم اسے لینڈ روڈر کے ذریعے واپس لے آنے میں کامیاب ہوجاتے اور اصل اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جب اس کی آمدورفت کے لیے ایک کار بطور خاص موجود ہے تو گھر پیدل چل کر جانا تو محض اپنی طاقت ضائع کرنا ہے۔ وہ کوڈر بڑکی چھت پر چڑھ بیٹھتی اور آرام سے لیٹ جاتی اور ہم جب روانہ ہوتے تو اس اُونچے موقع سے وہ شکار کی تاک میں رہتی۔ اس کے خیال میں تو یہ بڑا طبعی بخش انتظام تھا لیکن بد قسمتی سے کوڈر بنانے والوں نے اس چھت کو کسی شیرنی کے لیے صوفے کے طور پر نہیں بنایا تھا۔ نتیجتاً اس کے بوجھ تلے چھت نے دنا شروع کر دیا اور ہمیں ایسا بتدریج اپنے سروں پر چھکتی معلوم ہوتی۔ اس لیے جارج کو بعض اور چیزیں بھی سہارے کے طور پر رکھ کر کینوس کو مضبوط کرنا پڑا۔

جب وہ ہمارے ساتھ نہ ہوتی تو نور و اس کا انچارج ہوتا۔ ایک روز ہم نے نور کی ایسا کے ساتھ تصویر اتارنا چاہی۔ اسے کہا کہ وہ اپنی عام کھلی قمیص اور پاجامے کی بجائے کوئی تنگ سا لباس پہنے۔ چند منٹوں میں وہ ایک دل کش سفید واسکٹ پہن کر آیا۔ یہ اس کے بالکل فٹ تھی۔ اس میں مٹی جیتے کی گوٹ لگی تھی۔ اور سامنے فوجی بٹن بھی جوڑے تھے۔ اس نے یہ واسکٹ اپنی شاہی کے لیے خریدی تھی۔ ہم نے سوچا کہ اس لباس میں وہ ایک پیشہ ور شیر کا لحاظ معلوم ہوتا تھا۔ ایسا نے اسے ایک نظر دیکھا اور فوراً جھاڑیوں میں بھاگ

کچھ دیر بلند آواز سے پکارتا رہا مگر کوئی جواب نہ آیا۔ بس پہاڑیوں میں اس کی اپنی صدا ہی گونجتی رہی۔ وہ کار کو ایک میل اور آگے لے گیا اور کچھ کچھ وقفے سے آواز بھی دیتا رہا۔ پھر اس توقع پر واپس ہو گیا کہ ایسا گھر پہنچ بھی نہ چکی ہو۔ میں نے اُسے بتایا کہ میں تو پورے دو گھنٹوں سے انتظار کر رہی ہوں۔ مگر اس کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے۔ وہ پھر چلا گیا اور اس کے جانے کے کچھ دیر بعد مجھے غار کی آواز سنائی دی۔ اس کے واپس آنے تک میں بڑی پریشان رہی اور پھر اس کی روداد سن کر اور بھی متفکر ہو گئی۔

وہ کار لے جا کر کوئی آدھ گھنٹے تک پکارتا رہا مگر ایسا نہ شکل نہ دکھائی پھر اس نے کار کو جھاڑیوں کے درمیان ایک کھلی جگہ میں ٹھہرایا۔ وہ جیروں تھا کہ اب کس طرف دیکھے۔ اچانک کار کے کوئی دو سو گز پیچھے سے بڑے شیروں کے دھاڑنے کی آواز اُبھری۔ پھر اسی لمحے ایک شیرنی نکلی اور سانڈ ہی ایک اور شیرنی اس کا دیوانہ وار تعاقب کر رہی تھی۔ جب وہ بھاگتی ہوئی گزر گئیں تو جارج نے رائفل سنبھالی اور پیچھے جانور پر ایک گولی خالی کر دی۔ اس کا اندازہ درست ہی تھا کہ پیچھے والی حاسد شیرنی تھی جو ایسا کو ختم کر دینے پر تکی ہوئی تھی۔ پھر کار میں کو کر اُس نے بھی تعاقب شروع کر دیا۔ گھنی جھاڑیوں کے درمیان ایک تنگ سی گیٹ ٹڈی پر اُس نے کار کو دوڑائے رکھا اور ادھر ادھر روشنی کی شعاعیں ڈالتا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک شیر اور دو شیرنیوں کے پاس پہنچ گیا۔ جو چپکھاتے ہوئے اور زور زور سے دھاڑتے ہوئے اس کے راستے سے ہٹ گئے۔

اب وہ مجھے لینے کے لیے آیا تھا۔ ہم گاڑی پھر اس منظر کی طرف لے چلے۔ یہاں ہم بڑی بایوسی سے ایسا کو بار بار بلاتے رہے لیکن جواب میں کوئی مانوس آواز نہ سنائی دی۔ ماں ساتھ ہی چند سو گز کے فاصلے پر شیروں نے اکٹھے دھاڑنا شروع کر دیا جیسے وہ ہماری بے بسی پر قہقہے لگا رہے ہوں۔ ہم گاڑی کو آہستہ سے چلے چلے جاتی کہ ہمیں آنکھوں کے تین جوڑوں کی چمک دکھائی دی۔ ہم وہاں کچھ بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔ بڑی بدولی سے گھر کو لوٹ پڑے۔ کیا یہ حاسد شیرنی ایسا کو مار ڈالے گی!

فی الحال تو ممکن ہے کہ شیر اس کا دوست بن گیا ہو۔ لیکن یہ سوال تو اپنی جگہ تھا کہ کیا اس کی شیرنی ایک رفیق کو برداشت کر لے گی؟ خیر، یہ ہماری بڑی خوش قسمتی تھی کہ ہم ابھی ایک میل بھی نہ گئے تھے کہ ہمیں ایسا ایک جھاڑی تھوٹی نظر آئی۔ اُس نے ہماری طرف توجہ ہی نہ دی۔ ہم نے اسے اپنے ساتھ چلنے پر زور دیا لیکن وہ اسی جگہ کھڑی رہی۔ وہ جھاڑیوں میں غور سے اس سمت دیکھ رہی تھی جہاں سے ابھی شیروں کی آواز سنائی دی۔ فوراً ہی اُنھوں نے حمیر چننا شروع کر دیا تھا اور وہ وہاں پہنچ گئے۔ ہم سے تین میل پیچھے ایک خشک دریا کی گزرگاہ تھی اور یہاں جنگل کے بادشاہ پوری ہیست سے دھلکتے ہوئے ٹوک گئے۔

آدھی رات کے بعد حالات کچھ معمول پر آ گئے تھے۔ پانڈنی میں ایسا جہاز اور شیروں کے درمیان میں بیٹھی تھی۔ دونوں پارٹیاں اسے اپنی اپنی طرف بگاڑ ہی تھیں۔ خیر نہیں یہ متبادل کسے جیتنا تھا۔ دفعۃً ایسا شیروں کی طرف

گھر پر ہی مل سکتا تھا۔

اسے چٹائیں بہت پسند تھیں۔ وہ اس پاس کا جائزہ لینے کے لیے کبھی پہاڑی کی چوٹی یا کسی اور محفوظ جگہ کا انتخاب کرتی۔ ایک مرتبہ تو بالکل قریب سے ایک پیتے کی خرخر سننے کے باوجود وہیں اسے ایک ایسی ہی چٹان پر چھوڑا پڑا۔ اگلی صبح وہ بہت سے رستے ہوئے زخموں کے ساتھ لوٹی۔ ہم جیوان تھے کہ کیا یہ سب اس پیتے کا کیا دھرا ہے؟

ایک شام وہ ایک لکڑی کے بند ققوں کی آواز سن کر ادھر چلی پڑی۔ جلد ہی یہ آواز تیز ہو کر وحشیانہ ققوں کا روپ دھار گئی۔ ایسا بھی گرج گرج کر ان کا جواب دیتی رہی۔ چار بج بولگا کہ دیکھے یہ کیا ہو رہا ہے اور اس نے بروقت پنج کران دو لکڑی جھگوں میں سے ایک کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ یہ لکڑی بگے ایسا پرچڑھنے آرہے تھے۔ اس کے بعد ایسا اپنے شکار کو جھاڑی میں لے گئی۔ وہ اسے بالکل اسی طرح اپنی اگلی ٹانگوں کے درمیان کھینچ رہی تھی جس طرح وہ بچپن میں فرشی چادر کو گھسیٹا کرتی تھی۔ لیکن اب دو سال کی ہونے کے باوجود اس کے دانت لکڑی بگے کی کھال میں نہ گھس سکے۔ یاد وہ نہیں جانتی تھی کہ شکار سے کیا برتاؤ کیا جاتا ہے؟

اس عمر میں بھی ثررا نے اس کے محبوب رہے۔ وہ اپنے بھجنوں کا داؤ استعمال کرتے ہوئے ان سے چھڑ چھاڑ کرتی۔ لیکن وہ اس کے قریب پہنچے سے پہلے ہی خبردار ہو جاتے کیونکہ ایسا اپنی دم پر قابو نہیں پاسکتی تھی اس کا جسم بالکل منبھ ہو جاتا حتیٰ کہ کان بھی پھڑکنا بند کر دیتے۔ لیکن اس کی دم کا نمایاں

پٹٹی اور میں چینی ایسا، ادھر مت جاؤ، وہ تمہیں مار ڈالیں گے۔ وہ پھر بیٹھ گئی، وہ کبھی ہماری طرف دیکھتی کبھی اپنے ہم جنسوں کی طرف۔ وہ کچھ فینسلہ کر سکی کہ کیا کرے۔ ایک گھنٹے تک یہی حالت رہی۔ تب جارج نے شیروں پر دو فار کیے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ خاموشی سے واپس ہو گئے۔ اور ایسا نے اب بھی کوئی ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہم آہستہ آہستہ گاڑی واپس لانے لگے۔ ہمیں امید تھی کہ وہ ہمارے پیچھے آئے گی۔ اور اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ بہت جھپکپکاتے ہوئے کار کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی، بار بار مڑ کر دیکھتی تھی۔ حتیٰ کہ آخر میں وہ چھت پر کودی اور ہم اسے بحفاظت واپس لے آئے۔ ہم گھر پہنچے تو وہ بڑی پیاسی اور تھکی لاری تھی اور وہ سانس لیے بغیر پانی پیتی رہی۔

جانے ان پانچ گھنٹوں میں جو اس نے شیروں کے ساتھ گزارے تھے، کیا کچھ ہوا ہوگا، کیا وحشی جانوروں نے اس کے جسم سے آتی انسانی خوشبو کے باوجود اسے قبول کر لیا ہوگا؟ کیا ایک نے ان مخصوص دنوں کے باوجود ایک مادہ کو نظر انداز کیا ہوگا؟ وہ اپنے بھجنوں کے ساتھ جانے کئے بجائے ہمارے ساتھ کیوں لوٹ آئی تھی؟ کیا یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اس خوفناک شیرنی سے ڈر گئی تھی؟ ایسے بہت سے سوال تھے جو ہم اپنے آپ سے کرتے رہے۔

یہ حقیقت تھی کہ اس واقعہ کے بعد بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔

لیکن اس مہم کے بعد جنگلی شیروں کی آوازیں تیز تر ہوتی رہیں۔ اکثر رات کو وہ ہمارے ساتھ نہ لٹتی اور ہم نے کئی شاہیں اس کی راہ نہ کھنکھنے گزار دیں۔ گرم دنوں میں اس کے لیے ہمارے پاس ایک پانی کی کشش تھی کیونکہ یہ اسے صرف

جلد کی بجائی اوجھل ہو گئے اور ہم صرف پہاڑی کے دامن سے آوازیں دے سکے۔ جواب میں ایک عجیب غراہٹ سنائی دی۔ جو ایسا کی آواز نہیں تھی۔ وہ صاف کسی شیر کی دھار معلوم ہوتی تھی۔ جلد ہی ہم نے اسے نیچے پہاڑیوں پر نوکدار سروں سے ہمت آزمائے پایا۔ وہ اپنی جانی بچانی آواز میں بکراہی تھی۔ ہمارے پاس پہنچتے ہی وہ تھک مار کر زمین پر لیٹ گئی۔ وہ ہانپ رہی تھی اور جذبات سے پڑھتی۔ ہم اپنے ساتھ پانی لائے تھے مگر وہ اس میں سے کچھ زیادہ نہ پی سکی۔ اب ہمیں اس کی اگلی ٹانگوں، شانوں اور گردن پر پنوں کے نشان نظر آئے، جی سے خون بہہ رہا تھا اور اس کی پیشانی پر بھی گہرے زخم تھے۔ جو پنوں کے نشان نہیں تھے بلکہ دانتوں کے گھاؤ معلوم ہوتے تھے۔

عام طور پر اگرچہ اس سے کوئی خاص فو نہیں آتی تھی لیکن اب اس سے بڑی تیز فو آرہی تھی۔ اور یہ اس کی موسمی فو سے بھی تیز تھی۔ جو نہی اس کی طبیعت ذرا حال ہوئی، اس نے اپنے معمول کے مطابق ہمیں سلام کیا۔ اور ہم میں سے ہر ایک سے بڑے عجیب سے انداز میں غرغری۔ شاید وہ کنا پاستی تھی، سنو، میں نے

اسے اتفاق کہ لیجیے کہ جب دو سال بعد میں لندن جاتے ہوئے روم کے چڑیا گھر گئی تو میں نے شیروں کے ایک جوڑے کو دیکھا۔ اپنے مخصوص عمل کے بعد ان کی آخری حرکت یہ تھی کہ نہ نے شیرنی کے ماتھے پر دانتوں سے کاٹا۔ فوراً بعد ہی میں نے انہی خاص حالات میں یہی حرکت لندن کے چڑیا گھر میں بھی دیکھی۔

کاٹہ چنیدنا ساکت نہ ہوتا۔ جب ایک دفعہ ڈرانے اسے پہچان پاتے تو مستابہ شروع ہوتا کہ دیکھیں دونوں میں کون بہادر ہے۔ وہ ایک ایک کر کے قوس کی شکل میں آگے بڑھتے آتے اور ناک سے دھیمی لیکن لمبی لمبی آواز نکالتے یہاں تک کہ ایسا بے قابو ہو جاتی اور ایک ہی جھپٹے سے سارے گلے کو جھگا دیتی۔ دو مرتبہ اس نے ایک قوی ہیکل بوڑھے ڈرانے کا متوازن تعاقب کیا۔ ایک میل جانے پر ڈرانے نے خلیج کی طرف رخ کیا شاید وہ تعاقب سے اکتا گیا تھا۔ ایسا نے قریب جا کر اسے گھیر لیا۔ اور اس کی سامنے کی طاقت دور اور وزنی ٹانگوں سے ذرا دور رہتے ہوئے اسے ایک زناٹے دار ملا پتھر رسید کیا جس سے اس کی کھوپڑی تو ضرور چور چور ہو گئی ہوگی۔

ہر ڈھائی مہینے بعد اس کے دن آجانے۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس حالت کی سب سے نمایاں پہچان یہ ہوتی ہے کہ جانور زور سے غرغری کرنے لگتا ہے۔ اگرچہ یہاں اس پر دو مرتبہ یہی حالت طاری ہوئی تھی۔ مگر ہم نے اس قسم کی کوئی بات نہ دیکھی۔ لیکن ہر مرتبہ اس سے ایک مخصوص سی فو آنے لگتی اور وہ جھاڑیوں پر اپنی رطوبت کھیرتی پھرتی۔

شیروں کی اس فو کے فوراً بعد ہی فوراً نے ایک روز ذکر کیا کہ جب صبح کو وہ اس کے پیچھے جانے لگا، ایسا بار بار اس کی طرف دیکھ کر دھاڑنے لگی۔ ظاہر ہے وہ چاہتی تھی کہ وہ ادھر ہی رہے اور وہ بڑی اولو اعز می سے پہاڑیوں میں چلی گئی بڑھتی ہوئی گرمی کے باوجود وہ تیزی سے چلتی گئی یہاں تک کہ چٹانوں میں وہ اپنا راستہ بھول گئی۔ سر پہر کہ ہم اس کے قدموں کے نشان دیکھتے چل پڑے۔ لیکن وہ

نے کیا سیکھا ہے۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ ہم اس کے مداح ہیں، اُس نے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا اور دو گھنٹوں تک بڑے مزے سے سوتی رہی۔ وہ یقیناً کسی شیر کے ساتھ بیٹھی تھی اور ہم اسے آواز دے کر خواہ مخواہ خلل انداز ہوتے تھے۔

دو روز بعد وہ پورے چوبیس گھنٹے باہر رہی، جب ہم نے اس کے قدموں کے نشانات سے اس کا تعاقب کیا تو اسے ایک شیرنی کے ساتھ پایا، دونوں کئی مرتبہ آپس میں رپچکی تھیں۔

اس وقت سے تو ایسا راتیں اکثر باہر ہی گزارتی رہی۔ ہم اسے گھر لوٹنے پر اُکسانے کے لیے اس کی خاص جگہوں پر گلاڑی لے جاتے اور اسے آواز دے کر بلا لیتے۔ کبھی کبھی تو آجاتی لیکن اکثر وہ بیشتر نہیں آتی تھی۔ بعض اوقات تو روٹی پانی کے بغیر ہی دو تین روز باہر گزار آتی۔ پھر بھی پانی اس کے لیے کچھ نہ کچھ کشش رکھتا ہی تھا۔ لیکن مخترب بارشیں ہونے والی تھیں اور ہمیں یہ احساس تھا کہ بارش ہونے سے وہ بالکل ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ یہ واقعی ایک ایسا مسئلہ تھا جسے ہم نے حل کرنا تھا۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہو گیا تھا کہ ہماری طویل غیر ملکی چھٹی بھی مئی میں ملنا تھی۔ ایسا اب ستائیس ماہ کی ہو چکی تھی، مسترباً وہ اب مکمل شیرنی بن چکی تھی۔ ہم یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آئیسیو لو میں اسے کھلا رکھنا ناممکن تھا۔ ہمارا اصل خیال یہی تھا کہ اسے روڈ ٹم کے چڑیا گھر میں اس کی بہنوں کے پاس بھیج دیں۔ ہم نے ہنگامی صورت حال کے لیے ضروری انتظامات بھی کر رکھے تھے۔ لیکن اب اس نے اپنے مستقبل کی ذمہ داری خود سنبھال لی تھی۔ او

اُس کی بعد کی عادتیں ہماری فیصلہ کن تجاویز بدلنے پر منتج ہوئیں۔ کیونکہ خوش قسمتی سے ہم نے نہایت کامیابی سے اسے اس کے فطرتی ماحول میں ہی پالا تھا، وہ جنگل میں کوئی اجنبیت محسوس نہیں کرتی تھی۔ اور اسے وحشی جانور بھی قبول کر لیتے تھے۔ ہمیں احساس تھا کہ وہ اس اصول سے مستثنیٰ ہی رہے گی کہ ایک پالتو جانور کو اس کے ہم جنس پار ڈالتے ہیں کیونکہ اس سے انسانی بُرائی ہے اور وہ جنگلی زندگی سے قطعاً نا آشنا ہوتا ہے۔ ایسا کہ پھر جنگلی زندگی کے لیے چھوڑ دینا واقعی ایک قابلِ آزمائش تجربہ ہو گا۔

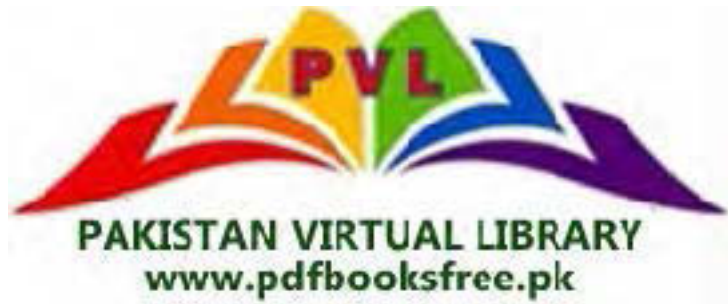
ہمارا ارادہ تھا کہ ہم دو تین ہفتے اور اس کے ساتھ گزاریں۔ اگر کام ٹھیک ٹھاک رہا۔ ہم اپنی طویل چھٹی لے کر کیسینیا کے باہر گزاریں گے تاکہ کچھ آب و ہوا کی تبدیلی بھی ہو سکے۔

اب ہمیں یہ سوچنا تھا کہ ایسا کون کس جگہ چھوڑیں؟ بد قسمتی سے آئیسیو لو میں اس قدر آبادی تھی کہ وہاں اسے اس طرح چھوڑنا بڑا مشکل تھا۔ مگر ہم ایک ایسے علاقے سے بھی آگاہ تھے۔ جہاں انسانی آبادی نہیں تھی اور مویشی بھی خال خال تھے مگر وہاں شکار اور بالخصوص شیروں کی اکثریت تھی۔

ہم نے ایسا کو وہاں لے جانے کی اجازت حاصل کی اور ضروری انتظامات کیے۔ بارشوں کا اب ہر وقت امکان تھا۔ اس لیے ان سے پہلے پہلے اگر ہم اسے کہیں چھوڑنا چاہتے تھے تو ہمیں بالکل وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے تھا۔

اس علاقے تک پہنچنے کے لیے ہمیں تین سو چالیس میل کا سفر کرنا تھا۔ کئی شاہراہوں اور ایک وادی نما پہاڑی تنگات سے گزرتے ہوئے راستہ میں

اسی وقت ایسا ایک چٹان پر بیٹھ گئی اور اپنے ہم جنسوں کے خاص انداز میں بڑی محویت سے وادی کو دیکھنے لگی۔ اب اسے کوئی چیز نہیں اٹھا سکتی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ اب گھر پیدل جانے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اسے لے جانے کو گاڑی لائی جائے۔ جلدی سفر کا آغاز کرنے کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ جارج گھر گیا اور کارے کردار میں اس جگہ آیا جہاں ہم ایسا کو چھوڑ گئے تھے۔ لیکن وہاں ایسا نہیں تھی۔ وہ یقیناً اپنی شام کی سڑگشت کو جا چکی تھی۔ اُس نے آواز دی، لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ رات کو کوئی گیارہ بجے وہ ظاہر ہوئی۔ لینڈر ودر کی چھت پر کودی اور گھر جانے کو رضامند ہوئی۔



بڑا گنجان آباد علاقہ بھی تھا، جہاں لیر وپی باشندوں کے کھیت تھے۔ ہم ڈرتے تھے کہ جگہ جگہ افریقی لوگ یہیں منجھستانہ طور پر دیکھنے کے لیے جو گردہوں میں جمع ہو جاتے ہیں، ان سے ایسا گھبرانہ جائے۔ پھر دن کی تپش سے بھی بچنا تھا۔ اس لیے ہم نے رات کو سفر کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہم نے آغاز سفر شام کے سات بجے طے کیا لیکن ایسا کچھ اور ہی خیالات میں گمن تھی۔ روانہ ہونے سے پہلے ہم اُسے حسب معمول اپنے مکان کی قریبی وادی کے ساتھ والی اور اس کی پیاری چٹانوں میں سیر کئے جاتے۔ وہیں میں نے اس کے گھر میں اس کی آخری تصویر کھینچی۔ وہ کیرے سے ہمیشہ جھکتی تھی، اور اپنی تصویر تارے یا کیچ بنانے سے ہمیشہ نفرت کرتی تھی۔ جونہی وہ ان مصروف اور کچھار ڈول کا نشانہ اپنی طرف دیکھتی، وہ ہمیشہ اپنا منہ موڑ لیتی یا اسے پتوں سے چھپا لیتی یا چپکے سے چل ہی پڑتی۔ آئیسی لو میں اس آخری روز تو اسے ہمارے ایک، کیرے کو کافی دیر برداشت کرنا پڑا۔ اور وہ بُری طرح اکتا گئی۔ آخر میں اُس نے اپنا انتقام لے ہی لیا۔ جب کوئی لمحہ بھر کو میں نے کیرے کو غیر محفوظ چھوڑا، وہ کودی اور اسے جھپٹ کر اٹھایا اور چٹانوں کی طرف بھاگ گئی۔ ہم نے سوچا کہ یہ ہمارے قیمتی ایک، کا خاتمہ ہے۔ ہم نے اسے بچانے کے لیے کوئی ایک گھنٹہ ہر حربہ آزما یا۔ جونہی ہم اپنے مقصد کے لیے کوئی نیا داؤ اختیار کرتے، وہ اور بھلا کر اسے اپنے دانتوں میں دبالتی یا اسے اپنے پتوں کے درمیان مضبوطی سے پکڑ کر چلبانے لگتی۔ آخر ہم نے اسے واپس لے ہی لیا۔ یہ مجموعہ ہی تھا کہ اسے زیا وہ مرنے نہیں پہنچا تھا۔ اب گھر لوٹنے اور طویل سفر پر روانہ ہونے کا وقت ہو چلا تھا۔ لیکن عین

ہمیں یہ سبق حاصل ہو گیا کہ شیروں کے معاملے میں دواؤں میں کچھ احتیاط برتنی چاہیے کیونکہ دوسرے جانوروں کے مقابلے میں یہ کہیں زیادہ حساس ہوتے ہیں اور انفرادی طور پر بھی ان کا رد عمل کچھ مختلف ہوتا ہے۔ ہمیں پہلے اس بات کا تجربہ اس وقت ہوا تھا جب ہم نے شیر کے ٹینوں پچل پر کرم کش سفوف چھڑکا تھا۔ ایک کو تو یہ راس آگیا تھا، دوسرا بیمار پڑ گیا تھا ایسا کو تو تشنج کا عارضہ ہو گیا تھا۔

سہ پہر کے آخری حصے میں ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچے تھے۔ ہمیں وہاں اپنے ایک دوست ملے جو اس ضلع کے نیم وارڈن تھے۔ ہم ایک ہزار فٹ اونچی ڈھال کے دامن میں ایک شاندار گوشے میں خیمہ زن ہوئے۔ اس ڈھال کے سامنے ایک گھلے جھاڑیوں بھرے علاقے کا وسیع میدان تھا۔ اس کے درمیان سیاہی مائل سبزے کی پٹی دریا کی گزرگاہ کی نشان دہی کرتی تھی۔ ہم چونکہ پانچ ہزار فٹ طول بلد پر تھے اس لیے ہوا تازہ اور فرحت بخش تھی۔ ہمارے خیمے کے عین سامنے گھاس کے تختے تھے جو نیچے میدان کی طرف چلے جاتے تھے۔ جہاں تھامسن کے ہرن، ٹوپی، جنگلی بیل، برشل کے زیرے، جنگلی ہرن، کوگوتی، اور کچھ بھینسیں چر رہی تھیں۔ شکاریوں کے لیے تو یہ جگہ جنت تھی۔ ابھی خیمے نصب ہو رہے تھے کہ ہم ایسا کو سیر کو لے چلے۔ وہ ان جانوروں پر چڑھ دوڑی، اسے کچھ علم نہ تھا کہ کس طرف جانا ہے۔ کیونکہ ہر سمت ہی جانور دوڑ رہے تھے۔ ایسا تو جیسے اس بور سفر کی اتنا ہٹ زائل کرنے کے لیے ان نئے بھولوں میں جاگسی تھی۔ وہ بھی سخت حیران تھے کہ ان میں یہ کیسا عجیب شیر لگتا ہے جو بڑی بے وقوفی سے اور بغیر کسی مقصد کے ادھر ادھر بھاگ رہا ہے۔ خیر ایسا جلد ہی سیر ہو گئی اور خیمے

پہلی آزادی

کوئی آدھی رات کے بعد ہم آخر کار ایسا کو اس کی سفری گاڑی میں بٹھا کر روانہ ہوئے۔ اس سفر کو ذرا آرام دہ بنانے کے لیے میں نے ایسا کو خواب آور گوبیاں کھلائیں۔ ہمیں ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ یہ دوا بالکل بے ضرر ہے اور اس کا اثر قریباً آٹھ گھنٹے تک رہے گا۔ ایسا کی منقہ و بھر حوصلہ شکنائی کے لیے میں نے اس کے ساتھ کھلی لاری میں سفر کیا۔ رات کو ہمارا گزرا یہ علاقہ سے ہوا جو سطح سمندر سے آٹھ ہزار فٹ اونچا تھا اور وہاں ہمہ کر دینے والی سردی پڑ رہی تھی۔ دوا کے اثر سے ایسا کچھ نیم بیہوش سی تھی۔ لیکن اس حالت میں بھی ہر چند سنٹ بعد وہ اپنے تجربے کی سلاخوں سے باہر پہنچے نکال کر دیکھتی کہ میں ابھی وہیں موجود ہوں کہ نہیں۔ اپنی منزل تک پہنچنے میں ہمیں اٹھارہ گھنٹے لگے۔ دوا کا اثر ہمارے وہاں پہنچنے کے ایکٹ گھنٹے بعد جا کر ہی زائل ہوا۔ ان اٹھارہ گھنٹوں کے دوران میں ایسا کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا اس کی نہض بھی سست ہو گئی تھی۔ ایک دفعہ تو میں ڈر ہی گئی کہ کہیں وہ مرنے تو نہیں لگی۔ خوش قسمتی سے اس کی صحت بحال ہو گئی۔ لیکن اس تجربے سے

کار میں محفوظ ہونے کو نہایت نیزی سے بھاگی۔ شیرنی نے اپنی ہمت چال جاری رکھی اور ہم نے جلد ہی سراغ لگایا کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر اوپنی اوپنی گھاس میں چھپتے اس کی راہ تک رہے تھے۔

ہم آگے بڑھ گئے اور ایک ہڈیاں چباتے لکڑ بگٹے کو چوکا دیا۔ ایسا اس گھبرائے ہوئے جانور پر کوئی اور اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ بچارا اس وقت میں صرف اپنی ہڈیاں اٹھا کر بھاگ ہی سکا۔ اپنی اکامی کے باوجود لکڑ بھگا بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اس دوران میں وہ اپنی ہڈیوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس کے بعد تو ہم مختلف ہرنوں کے گلوں میں سے ہی گزرتے رہے۔ وہ ایک

لینڈ روڈ اور اس پر بیٹھے شیر کو دیکھ کر حیرت زدہ سے ہو جاتے تھے۔ وہ ہمیں اپنے پاس سے چند گز کے فاصلے پر سے بھی گزرنے دے رہے تھے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ ہم کار کے اندر ہی رہتے تھے اور کوئی حرف زبان سے نہیں نکالتے تھے۔ ایسا اس سارے وقت میں بڑے غور سے نظارہ کرتی رہی لیکن وہ کار چھوڑنے کی کوشش اس وقت تک نہیں کرتی تھی جب تک وہ کسی جانور کو بے خبر نہ پالیتی، جو اس کی طرف پیچھے کیے چر رہا ہوتا یا لڑائی میں مصروف ہوتا۔ ایسی حالت میں وہ خاموشی سے نیچے اترتی اور قریباً زمین سے اپنا پیٹ رگڑتے ہوئے آگے کو رکتی ہوئی اور چھوٹی سے چھوٹی آڑ کا فائدہ اٹھاتی ہوئی اپنے شکار کی طرف بڑھتی۔ مگر جو بھی جانور کسی شک کا اظہار کرتا وہ بالکل ساکن ہو جاتی یا اگر موقع کو بصورت دیگر بہتر پاتی تو وہ بالکل بے تعلقی کا اظہار کرتی۔ اپنے پنجے چاٹتی، جھانپتی اور کبھی کبھی اپنی کمر سے بل بوٹنے لگتی اور یہاں تک کہ جانور مطمئن ہو جاتا۔ تب وہ

کی طرف چل پڑی اور اپنا شام کا کھانا نوش کیا۔

ہمارا پروگرام کچھ یوں تھا کہ ہم پہلے ہفتے ایسا کو لینڈ روڈ کی چھت پر بٹھا کر اس نئے علاقے سے خوب روشناس کرائیں گے۔ اور اسے اس علاقے اور یہاں کے جانوروں سے مانوس ہونے دیں گے۔ اس علاقے میں اکثر جانور اس قسم کے بھی تھے جو شمالی سرحد کی طرف نہیں ہوتے، اس لیے ایسا نے انھیں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اگلے ہفتے کے دوران ہمارا ارادہ تھا کہ اسے رات کو چھوڑا جائے۔ جہاں وہ جھاڑیوں میں سرگرم رہے۔ صبح کو جب وہ سو رہی ہو تو اسے ملیں اور کھانے کو دیں۔ اس کے بعد ہم اس کی خوراک کم کر دیں گے تاکہ اپنا شکار خود آکر کے لیے اس کی حوصلہ افزائی ہو یا کوہی جنگلی شیر کے ساتھ مل جائے۔

وہاں پہنچنے کے بعد اگلی صبح ہم نے اپنا پروگرام شروع کر دیا۔ پہلے تو ہم نے اس کی گردن سے پٹا اتاراجو اس کے آزاد ہونے کی علامت تھی۔ ایسا کو در لینڈ روڈ کی چھت پر جا بیٹھی اور ہم چل پڑے۔ چند سو گز کے بعد ہم نے اپنے ساتھ ساتھ ایک شیرنی کو پہاڑی سے نیچے جاتے دیکھا۔ وہ کئی ہرنوں کے نہایت قریب سے گزری مگر انھوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ کیونکہ انھیں احساس تھا کہ اس کی مستقل مدد چال کے باعث یہ بات بلاشبہ خیال تھی کہ اس لمحے وہ شکار کے موڈ میں نہیں ہے۔ ہم گاڑی کو شیرنی کے قریب سے لے جانے لگے۔ ایسا نے بڑے جوش کا مظاہرہ کیا۔ اپنی جگہ سے کودی اور دھیمے دھیمے غراتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے اپنی اس نئی سہیلی کے تقاب میں چلنے لگی۔ لیکن جو بھی شیرنی کی اور اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، ایسا کی ہمت جواب دے گئی اور وہ

پھر بھینسے اس گنجان جنگل میں گھسٹتے ہوئے دم دبا کر مختلف سمتوں میں بھاگ گئے !

گینڈے بھی ایسا کے لیے سامانِ کشش رکھتے تھے۔ ایک روز ہم ایک گینڈے کے پاس پہنچے وہ ایک جھاڑی میں سر دیے کھڑے کھڑے ہی بڑی گہری بیند سوراہا تھا۔ ایسا نے بڑی مشتاقی سے اس پر حملہ کیا اور اس سے ناک رگڑنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔ اس وقت اس پچارے حیوان کی اچانک آنکھ کھل گئی۔ اُس نے ایک گھبراہٹا ہوا آخر آٹا بھرا۔ بڑے پریشانی کے عالم میں دیکھنے لگا۔ پھر وہ ایک دم گھوم کر ساتھ ہی ایک دلدل میں جا گھسا۔ وہاں اُس نے پانی اُچھال اُچھال کر ایسا کو پھینٹوں میں نہلا دیا۔ اُس نے بھی اس پر پانی کے چھینٹے ڈالے۔ پانی کی اونچی اونچی لہروں کے درمیان وہ دونوں ہماری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اور کافی دیر بعد ایسا جب لوٹی تو وہ بھیگی ہوئی مٹی مگر اس کی گردن فخر سے تنی ہوئی تھی۔

وہ درختوں پر چڑھنے کی بھی بہت شوقین تھی۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ ہم اونچی گھاس میں یونہی بے سود اسے ڈھونڈتے پھرتے اور وہ ملتی کسی درخت کی چوٹی سے نکلتی ہوئی۔ اسے اترنے وقت اکثر وقت پیش آتی۔ ایک مرتبہ —

شاخوں سے اترتے ہوئے اس کے بوجھ کے باعث اس کا توازن خطرناک طور پر گمراہ گیا۔ ہم نے اس کی دم کو پتوں کے درمیان رزتے ہوئے پایا۔ وہ اپنی ٹانگوں سے جدوجہد کر رہی تھی۔ آخر کار وہ کوئی بیس فٹ کی بندری سے نیچے گھاس پر گر پڑی۔ ایک ناشائی کی موجودگی میں اپنا وقت رکھو جانے پر وہ بہت پریشان تھی۔ کیونکہ جس طرح اسے اپنی مرضی کے مطابق ہمیں ہنسا ہنسا کر

پھر ایک دم اس پر حملہ کر دیتی۔ لیکن کتنی ہی چالاک ہونے کے باوجود وہ ہلاک کرنے کی نوبت تک نہیں پہنچی تھی۔

تھامسن کے ننھے ننھے ہرنوں کو دیکھ کر ایسا بڑی طرح مشتعل ہوتی۔ اس وقت اس کے پیشِ نظر جنگل کا یہ زبانی قانون ہوتا کہ ایک بڑا جانور چھوٹے جانور پر خوراک کے سوا کسی مقصد کے لیے حملہ نہیں کر سکتا۔ وہ اس میدان کی صحیح معنوں میں چنچل و شبیز نہیں تھیں، ان میں ذوقِ جستجو بہت تھا اور وہ ہمیشہ اپنی دم ہی ہلاتے رہتے تھے۔ وہ اسے لٹکارتے، چھیڑ چھاڑ کرتے اور اسے تعاقب پر اکسلتے لیکن ایسا ان سے کچھ اتنا ہی اُگنائی معلوم ہوتی وہ انھیں نظر انداز کر دیتی اور بڑے وقار سے اُنھیں اپنی اپنی جگہ پہنچا دیتی۔

بھینسوں اور گینڈوں کا معاملہ ہی جُدا تھا۔ ان کا تعاقب ضرور ہوتا تھا۔ ایک روز ہم نے کار سے ایک بھینسے کو میدان میں ڈالتے دیکھا۔ شاید وہ لیسنڈر وور میں ایک شیر کو دیکھ کر تعجب کر رہا تھا۔ ایسا نے نیازی سے زمین پر پھلانگ ماری اور ایک جھاڑی کی اوٹ لیتے ہوئے اسے ننگ کرنے لگی۔ بھینسے کے دل میں بھی یہی خیال تھا۔ اُس نے بھی اسی جھاڑی کی اوٹ کو استعمال کرتے ہوئے غافل سمت سے آغاز کیا۔ ہم رگ گئے اور اُنھیں دیکھنے لگے۔ حتیٰ کہ وہ دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ اور پھر بھینسا ہی میدان چھوڑ کر بھاگا اور ایسا بڑی بہادری سے اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

ایک اور موقع پر اُس نے لیسنڈر وور سے بیٹھے بیٹھے دو بھینسوں کو جنگل میں غورِ خوب پایا۔ وہ جا پہنچی۔ چنچیں، تصادم اور ایک وحشیانہ شور مچا ہو گیا۔

کی یہ ادا نہ بھائی اور وہ جتنی تیزی سے ہو سکا کار کی حفاظت گاہ میں لوٹ آئی۔
آقا نے اپنا کھانا جاری رکھا اور ہم خاصی دیر تک اسے دیکھتے رہے، ہمیں امید
تھی کہ ایسا پھر جرات کرے گی لیکن اب کوئی چیز اسے یہ محفوظ مقام چھوڑنے پر
نہ اکسا سکی۔

اگلی صبح ہماری قسمت کچھ چکی۔ ہم نے ایک "ٹوپی" کو ایک چھوٹی سی پہاڑی پر
ایک سپاہی کی طرح کھڑے اور مسلسل ایک سمت دیکھتے ہوئے پایا۔ ہم نے اس
کی نگاہ کا تعاقب کیا تو ایک جواں سال شیر لمبی گھاس میں دھوپ میں آرام کرتا نظر
آیا۔ وہ بڑا شاندار جوان نہ تھا۔ اس کی گردن کے خوبصورت بال سنہرے رنگ کے
تھے۔ بوں لگتا تھا کہ ایسا کا تو دل کھینچ گیا ہے۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ اس کے لیے
بالکل مناسب خاوند ہے۔ ہم تیس گز اندر تک اس کی طرف گاڑی کو لے گئے۔
شیر خاصا جیران نظر آتا تھا جب اُس نے اپنی ہم عمر دوہن کو ایک کار کی چھت پر بیٹھے
دیکھا۔ لیکن وہ بڑے دوستانہ انداز سے پیش آیا۔ ایسا پر بلا شہ شرم بھاگ گئی۔ وہ
دھیمی دھیمی غواقی رہی۔ لیکن چھت سے تنے نہ آئی۔ ہم گاڑی کو کچھ دوسے گئے
اور اسے نیچے اترنے کو کہا۔ پھر اپنا ناک ہم نے اسے چھوڑ دیا اور کار کو شیر کی
دوسری طرف لے چلے۔ اس کا مطلب تھا کہ ایسا کو ہمارے پاس پہنچنے کے
لیے شیر کے پاس سے لازماً گزرا پڑے۔ خاصی تکلیف دہ پچکاہٹ کے بعد
اس نے شیر کی طرف چلنے کا حوصلہ کیا۔ جب وہ اس سے قریب اُس قدم دس
تھی، وہ اوندھے منہ لیٹ گئی اور اپنی دم زمین پر مارنے لگی۔ شیر اٹھا اور اُس کی
طرف آنے لگا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ نہایت دوستانہ ارادہ کے ساتھ آ رہا تھا مگر

لطف آیا کرتا تھا اسی طرح وہ اس وقت ہمارے قہقروں پر بہت بُرا مذاق تھی، جو اس
کا مذاق اڑانے کے لیے لگائے جا رہے ہوں۔ اب وہ بڑی سرعت سے ہم سے دُور
چلی گئی، اور ہم نے بھی اسے اتنی فرصت دی کہ اس کی خود اعتمادی لوٹ آئے جب
کچھ دیر بعد ہم اس کی تلاش میں نکلے تو اسے چھ ٹکڑ بھگوں کے ساتھ پایا۔ یہ بدخوجوان
اس کے گرد دائرے میں بیٹھے تھے۔ میں تو یہ دیکھ کر گھبرا گیا گئی۔ لیکن اب اپنے
درخت کے کھیا نہ پن کو دُور کرنے کے لیے اُس نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ
وہ ان ٹکڑ بھگوں سے جو اسے بوز کر رہے ہیں، بہت برتر ہے۔ اُس نے ایک بجائی
بھری اور انگوٹائی بیٹے ہوئے، ان جانوروں کا کچھ خیال نہ کرتے ہوئے ہماری طرف
چل پڑی۔ ٹکڑ بھگے اپنے کندھوں پر گردنوں کو خم کرے اور دھڑکھٹے ہوئے بھاگ پڑے،
شاید وہ ایسا کے انوکھے ساتھیوں کو دیکھ کر سٹ پٹا گئے تھے۔

ایک صبح ہم نے آسمان پر چکر لگاتے بگڑھوں کا تعاقب کیا۔ اور جلد ہی ہمیں ایک
زیبے کی لاش پر ایک شیر نظر پڑا۔ وہ گوشت چیرنے میں مگھتا، اس لیے ہماری
طرف متوجہ نہ ہوا۔ ایسا بڑی ہوشیاری سے کار سے اُتری، دھیمی آواز میں اسے
بلایا۔ پھر کوئی جواب نہ پانے کے باوجود اس کی طرف احتیاط سے بڑھتی رہی۔ آخر شیر
نے ایسا کو دیکھ لیا اور سیدھا اس کی طرف گھومنے لگا۔ جیسے کہ رہا ہو "کیا تم شیر
کے اظہار نہیں جانتیں؟ تم ایک مادہ! اپنے آقا کی مصروفیت میں کس طرح
غفل ہونے کی جرأت کر رہی ہو جب کہ وہ اپنا کھانا کھا رہا ہے؟ تمہیں میرے لیے
جانور ہلاک کرنے کی تو اجازت ہے۔ مگر اس کے بعد تمہیں انتظار کرنا چاہیے کہ میں
اپنا بڑا جھٹلے لوں اور پھر نیچے کچھ تم ہاتھ صاف کرو۔" یقیناً ایسا کو اس

عین آخری لمحے ایسا سم گئی اور وہ سیدھی کار کی طرف دوڑی۔

ہم اسے لے کر چل پڑے اور یقین جانے کہ ہم دو شیروں اور ایک شیرنی کے درمیان سے گزرتے ہو ایک شکار کے گرد جمع تھے۔

یقیناً یہ ہماری خوش قسمتی تھی — وہ ضرور کسی نہ کسی کو ہلاک کر دیتے کیونکہ وہ گوشت پر اس طرح گئے ہوئے تھے کہ انھوں نے ایسا کے بانیں کرنے کے باوجود اودھر ذرہ بھر توجہ نہ دی۔ آخر انھوں نے اپنے بے ہنگم اور اودھر اودھر دھڑکتے معدوں کے ساتھ اس شکار کو چھوڑ دیا۔ ایسا نے فوراً ہی ان کے پیچھے کچے کا بازو لیا۔ یہ ایک اہلی شکار کے ساتھ اس کا پہلا اتفاق تھا۔ ہمارے مقصد میں کوئی چیز بھی اس گوشت سے زیادہ مساوی نہ ہو سکتی تھی۔ یہ گوشت — جسے شیروں نے مہیا کیا تھا اور ان کی تازہ تازہ خوشبو سے معطر تھا۔ جب ایسا اپنا مناسب حصہ لے چکی تو ہم اس شکار کو اس خوبصورت اور نوجوان شیر کی طرف لے گئے جو ہمیں بہت ہی پیارا لگا تھا۔ ہمیں امید تھی کہ اگر ایسا نے اسے گوشت پہنچایا تو وہ اس کے متعلق دوستانہ نظریہ قائم کرے گا۔ تب ہم نے ایسا کو گوشت کے پاس چھوڑا اور خود کار لے کر چل پڑے۔ کچھ گھنٹوں کے بعد ہم یہ دیکھنے کو لوٹے کہ کیا کچھ ہوا ہے لیکن ہمیں ایسا جیسے کو واپسی کے راستے کے درمیان میں ملی۔ خیر پھر بھی چونکہ اس شیر نے ایسا سے کچھ دلچسپی کا اظہار کیا تھا، ہم پھر اسے سہ پہر کو اس کے پاس لے گئے۔ وہ ہمیں پھر اسی جگہ ملا۔ ایسا نے اپنے صوفے سے ہی اس کے ساتھ اس طرح گفتگو کی جیسے وہ بہت پرانے دوست ہوں۔ لیکن وہ کار چھوڑنے کا قطعاً ارادہ نہ رکھتی تھی۔

اسے اپنی سیٹ چھوڑنے پر اکسانے کے لیے ہم کار جھاڑیوں کے پیچھے لے گئے۔ میں باہر نکلی اور فوراً ہی مجھے ایک لگڑ بھگے نے آیا جو اپنی ٹھنڈی آرام گاہ سے نکلا تھا۔ جہاں بعد میں ہم نے ایک زیرے کا بچہ تازہ تازہ ہلاک شدہ پایا۔ یقیناً اسے وہ خوبصورت شیر سی لایا تھا۔ یہ ایسا کا کھانے کا وقت تھا اس لیے وہ تباہی سے بے پروا کار سے لاش کی طرف کود گئی۔ ہم نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور کار کو جتنا تیز چلا سکے، چلا کر ایک طرف ہوئے اور اسے رات کی مہم کے لیے وہاں چھوڑ گئے۔ اگلے دن صبح سویرے، اپنے تجربے کا نتیجہ جاننے کی بے تابی کے ساتھ ہم اسے ملنے کو روانہ ہوئے جہیں امید تھی کہ ہم ایک خوش حال جوڑا دیکھیں گے۔ ہمیں جو کچھ نظر آیا۔ وہ بچاری ایسا تھی جو عین اسی جگہ، جہاں ہم نے اسے چھوڑا تھا، ہمارا انتظار کر رہی تھی۔ نہ وہاں شیر تھا اور نہ ہی شکار۔ وہ ہمیں دیکھ کر خوشی سے پھوٹی نہ سائی اور وہاں کتنے پرکچھ ادا اسی غصے کر رہی تھی۔ وہ بڑے محزونانہ طور پر میرا انگوٹھا چوس رہی تھی اور مجھے یقین دلارہی تھی کہ ہمارے تعلقات بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں — مجھے بہت افسوس ہوا کہ میں نے اس کے احساسات کو زور پہنچائی کیونکہ میں اسے کھل کر یہ نہ سمجھا سکی تھی کہ یہ سب کچھ اس کی بہتری کے لیے ہی کیا جا رہا ہے۔ جب وہ مطمئن ہو گئی اور ہمارے ساتھ اپنے آپ کو محفوظ خیال کرتے ہوئے آرام سے سو رہی۔ ہمیں بڑے کرب کے ساتھ اس سے پھر بھی دوستی توڑنے کا فیصلہ ہی کرنا پڑا۔ اور ہم پھر کھسک آئے۔

اب تک ہم اسے ہمیشہ گوشت خود ہی کاٹ کر دیتے تھے تاکہ وہ زندہ جانو

چھوڑ دیا کہ بھوک اسے شکار پر مجبور کرے گی۔ لیکن جب ہم لوٹتے تو وہ اسی جگہ ہمارے انتظار میں بھوک ہی کھڑی ہوتی۔ یہ بڑی دل شکن بات تھی کہ وہ ہمارے پروگرام کو چلنے نہیں دے رہی تھی۔ ظاہر ہے وہ ہمارے ساتھ ہی رہنا چاہتی تھی اور ہماری محبت سے متعلق بھی وہ پورے یقین سے تھی۔ اس کا اظہار صاف صاف وہ یوں کر رہی تھی کہ کبھی وہ میرا انگوٹھا چوستی اور کبھی ہمارے سامنے پیچھے اٹھا کر کھڑی ہو جاتی۔ ہم بھی ادھر چاہتے تھے کہ اس کی بہتری کے لیے جدوجہد ہماری رکھنی چاہیے۔

لیکن اب یہ غموس ہونے لگا کہ اسے آزاد کرنے کے لیے ہمیں اپنی توقع سے زیادہ دیر لگ رہی ہے۔ اس لیے ہم نے حکومت سے درخواست کی کہ وہ ہمیں اپنی طویل تعطیلات اسی تجربے کی آزمائش میں صرف کرنے کی اجازت دے اس نے بڑی نوازش کی اور ہمیں اجازت مرحمت کر دی۔ اس اجازت کے ملنے پر ہمیں بڑا اطمینان ہوا کیونکہ ہمیں علم تھا کہ اب ہمارے پاس ضرورت کے مطابق وقت میسر ہو گا۔

ہم نے ان دنوں کی تعداد بھی بڑھادی، جس میں ہم ایسا کہ اپنی مدد آپ کے لیے چھوڑتے تھے اور اپنے خیموں کے ارد گرد کانٹوں کی باڑ لگا دی جو اتنی مضبوط تھی کہ ایک شیر اندر نہ آ سکے۔ یہ خاص اہتمام ہم نے اس لیے کیا تھا کہ جب ایسا بھوک ہو تو اسے اپنے پاس نہ آنے دیں گے۔

ایک صبح جب ایسا ہمارے ہمراہ تھی۔ ہمیں ایک شیر نظر پڑا جو نہایت مطمئن اور اچھے موڈ میں تھا۔ وہ کار سے نیچے اتر پڑی۔ اور ہم نے بڑی ہوشیاری

کو بھی اپنی خداک میں شامل نہ کر سکے۔ اب ہمیں یہ طریقہ بدلنے کی ضرورت تھی۔ اس لیے اس کے دوپہر کے آرام کے دوران ہمیں اس کی خاطر ایک ہرن مارنے کو ساتھ میل جانا پڑا۔ ہم اس قدر دؤریوں گئے کہ ہلکے خیمے کے پاس کسی شخص کو بھی شکار کی اجازت نہیں تھی۔ ہم اس کے پاس سالم ہرن ہی لے آئے تھے تاکہ وہ حیران ہو کہ اسے کس طرح چیرے۔ کہ اس کی ماں تو تھی نہیں جس نے اسے بچپن میں یہ طریقہ سکھایا ہوتا۔ ہم نے جلد ہی دیکھا کہ اسے فطری طور پر ہی اس کام کا صحیح طریقہ آتا ہے۔ اُس نے پھلی ٹانگوں کے درمیان کے حصے سے شروع کیا جہاں کھال سب سے نرم ہوتی ہے۔ تب اُس نے آنتیں چیریں۔ ان لذیذ چیزوں سے بھٹ اندوز ہونے کے بعد اُس نے منہ کے مواد کو دفن کر دیا اور خون کے نشانات کو چھپا دیا۔ جس طرح کہ عام شیر کرتے ہیں۔ تب اس نے اپنی داڑھوں سے ہرن کی ٹہریوں سے گوشت لوچا اور اپنی کھردری زبان سے اسے چمٹ کر گئی۔

بس ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ وہ سب کچھ کر سکتی ہے۔ اب وقت تھا کہ ہم اسے اپنے کھانے کے لیے خود شکار کا موقع دیتے۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جھاڑیوں کے جھنڈ چنے گئے، جو جانوروں کی مثالی پناہ گاہیں تھیں۔ جب شیروں کو کھانے کی ضرورت غموس ہو تو سب کو ہی کسی اوٹ میں انتظار کرنا پڑتا ہے اور جب کوئی ہرن نیچے کی طرف آئے تو وہ بھاگتے ہیں اور یوں اپنا شام کا کھانا حاصل کرتے ہیں۔

اب ہم نے ایسا کو دو تین روز کے وقت کے لیے اس امید کے ساتھ ایک لا

خلوص کو بھیس مہنچائی تھی۔ اپنے آپ پر اس کا بھروسہ ختم کرنے کے لیے سو جن کے تھے لیکن وہ اب بھی وفادار تھی۔ ہم نے کچھ گوشت جو ہم اس کے لیے لائے تھے، اس کے سامنے گرایا۔ اچانک ہمارے کانوں میں دھاڑنے کی صاف آواز سنائی دی اور جلد ہی ہم نے دو شیروں کو تیزی سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے پایا۔ وہ یقیناً شکار کے لیے نکلے تھے اور غالباً انھیں گوشت کی خوشبو پہنچ گئی تھی۔ وہ بہت تیزی سے پہنچے۔ ایسا اس وقت بہت ہار گئی اور وہ جتنا تیز بھاگ سکی بھاگی اور اپنا قیمتی کھانا وہیں چھوڑ دیا۔ فوراً ہی ایک چھوٹا سا گیدڑ نظر آیا۔ جو اب تک گھاس میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے اپنا وقت گنوائے بغیر اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اور ایسا کے کھانے پر تیزی سے دانت مارنے لگا۔ اسے علم تھا کہ اس کی قسمت زیادہ دیر تک یاوری نہیں کرے گی۔ یہ (خدر شد) درست ہی ثابت ہوا کیونکہ ان شیروں میں سے ایک نہایت تیزی سے اور بڑی دھمکی آمیز غراہٹوں کے ساتھ اس پر بڑھ آیا۔ لیکن گوشت گوشت تھا اور چھوٹا گیدڑ اتنی آسانی سے ڈر کر نہیں بھاگ سکتا تھا۔ وہ اپنی ملکیت پر ڈاڑھا اور اُس نے اپنی بساط کے مطابق اس میں سے گوشت نوچا جی کہ شیر عین اس کے سر پر آ رہا۔ اس وقت بھی اُس نے ایک ناقابل معین پھرتی سے اپنا کھانا پھانے کی کوشش کی۔ ایسا اس منظر کو کچھ فاصلے سے دیکھ رہی تھی اور اُس نے کسی روز بعد انے والے پہلے کھانے کو اس طرح ہاتھ سے جاتے دیکھا۔ ان حالات میں مشکل تھا کہ وہ دو شیر اپنی خوراک کے علاوہ کسی چیز میں دلچسپی لیتے اس لیے انھوں نے ایسا کی طرف توجہ نہ کی۔ اس کی دل شکنی کی تلافی کے لیے ہم اسے وہاں سے لے آئے

سے جوڑے کو تنہا چھوڑ دیا۔ اسی شام کو ہم خاردار باڑوں سے محفوظ خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے اچانک ایسا کی غراہٹ سنی اور اس سے پیشتر کہ ہم اسے روکتے، وہ کانٹوں میں سے رینگ کر گزرا آئی اور ہمارے ساتھ آ بیٹھی۔ اس کے جسم پر پتھوں کے نشان تھے، جن سے خون بہہ رہا تھا اور اُس نے ایک شیر کی بھائے بہا کے ساتھ کو ترجیح دی تھی اور کوئی آٹھ میل یا پیاوہ چل کر آئی تھی۔ اگلی بار ہم اسے خیمے سے بہت دُور لے گئے۔

گاڑی چلاتے ہوئے ہماری نظر دو قوی سیکل ہرنوں پر جا پڑی، جن میں ہر ایک کوئی پندرہ سو پاؤں کا ہو گا۔ وہ ایک دُوسرے سے نبرد آزما تھے۔ ایسا نے بے تابی سے کار سے چھلانگ لگائی اور ان پر حملہ کر دیا۔ پہلے تو وہ اپنی لڑائی میں اس قدر معروف تھے کہ انھوں نے اسے دیکھا تک نہیں۔ لیکن جب وہ اس کی آمد سے باخبر ہوئے تو وہ ایک ہرن کی وحیانہ دوتی سے بال بال بچی۔ وہ لڑائی چھوڑ بھاگے۔ ایسا نے کچھ فاصلے تک ان کا تعاقب کیا اور پھر آخر میں بڑے غر سے لوٹ آئی۔

فوراً بعد ہی ہمیں کھلے میں دو نوجوان شیر گھاس پر بیٹھے ملے۔ ایسا کے لیے یہیں وہ شمالی دوست معلوم ہوئے۔ وہاں اسے انار نے کا موقع نہیں تھا۔ اس لیے یہیں یہ سنہری موقع گنوا پاؤں۔ ہم چلتے رہے حتیٰ کہ ہمیں تھا مس کے دو ہرن لڑتے نظر آئے۔ اس منظر کو دیکھ کر ایسا کو دھڑی اور ہم تیزی سے کار کے چلے آئے۔ اسے وہیں چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ اسی جھلی زندگی سے متعلق اور کچھ سیکھ سکے۔

قریباً ایک ہفتہ گزر چکا تھا کہ ہم وہاں واپس آئے۔ ہم نے اسے اپنا منظر پایا اور وہ پھر جھوک ہی تھی۔ اس کا پراناہ محبت بریز تھا۔ ہم نے اسے اکثر فریب دیا تھا۔ اس

تھا۔ اب تو بارشیں بھی شروع ہو چکی تھیں اور ہر سہ پہر کو موسلا دھار بارش ہوجاتی تھی۔ اس علاقے میں حالات آئیسو لو کی نسبت بہت مختلف تھے۔ ایک بات تو یہ کہ یہ جگہ بہت ٹھنڈی تھی۔ دوسرے یہ کہ آئیسو لو کی زمین ریتی تھی اور وہ کچھ گھنٹوں بعد ہی خشک ہوجاتی تھی یہاں کی زمین سیاہ گھاس والی تھی جو بارش کے بعد ایک دلدل کا روپ دھار لیتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ یہاں کمرغنی بلند گھاس ہے، جو اس کے سونگھنے میں کئی ہفتوں تک رکاوٹ بنی رہتی ہے۔ گھر پر تو ایسا بارشوں سے لطف اندوز ہوتی تھی اور اس سے اس کی طبیعت ششاش بنشاش ہوتی تھی لیکن یہاں اس کی حالت بڑی قابلِ رحم تھی۔ ایک رات کو متواتر موسلا دھار بارش ہوئی۔ دن چڑھنے سے پہلے مقدارِ قریباً پانچ انچ تک پہنچ چکی تھی اور سارے علاقے میں پانی ہی پانی تھا۔ صبح کو ہم کیمپ میں کوئی گھنٹوں تک دھنستے ہوئے باہر نکلے اور ایسا ہمیں پہلے ہی آتی ہوئی خیمے کے راستے کے درمیان میں ملی۔ وہ اتنی ناخوش اور اتنی مایوسی سے ہمارے ساتھ ہسنے کی خواہشمند تھی کہ ہم اسے گھر لے آئے۔ اس شام کو ہم نے اچانک اپنے خیمے کے عقب میں سرپٹ دوڑنے کی آواز سنی اور اس کے بعد ایک گہری خاموشی تھی۔ باہر کیا ڈرامہ ہو رہا تھا؟ اس کے بعد گٹر بھگوں کے دیوانہ وار قہقہے، گیدڑوں کی بلند چیخوں کے ساتھ ملے جلے سنائی دیے۔ لیکن یہ سب جلد ہی کچھ شیروں کے کڑھار کی وجہ سے چپ ہو گئے۔ جو تعداد میں کم از کم تین تھے۔ ہم نے جانا کہ انھوں نے خیمے کے پاس ہی کوئی شکار کیا ہے۔ یہ ایسا کہ لیے سنہری موقع تھا۔ لیکن جب ہم بڑی توجہ سے چیخوں کا شاندار کورس سن رہے تھے جو گہری حلقی آوازوں کے ساتھ بکھرتے ہوئے مسلسل شور کو چیر کر آ رہا تھا۔ تو وہ ہمارے ساتھ اپنا سر گر کر گر کر ظاہر کر رہی تھی۔

جب ہم خیمے میں تھے تو ہمارے کچھ مہمان آئے۔ ایک صبح کے آخری حصے میں ہمارے کیمپ میں ایک مینڈر وور آئی جس میں روکن کیتھولک مشنری تھی اور کینیڈا کی ایک معروف شخصیت اور اس کا چھوٹا بیٹا تھا۔ وہ شکار کی تلاش میں آئے تھے۔ باراج نے انھیں اندر بلا دیا اور بتانے ہی والا تھا کہ ہمارے پاس خیمے میں ایک پالتو شیرنی ہے کہ اسی وقت ایسا کار کی آواز سن کر تجسّس اور محبت کے جذبے سے لبریز اندر چلی گئی۔ حسبِ معمول اپنی بھلی عادتوں کے ساتھ اُس نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ وہ اتنے چوبک سے گئے کہ بیان سے باہر ہے۔ بالخصوص مقدس باپ تو بہت ہی حیران تھا۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ انھوں نے اچھا اثر ہی لیا تھا۔ پھر ایسا اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد میز سے پیٹ کر سو گئی۔

پھر سوئٹزر لینڈ کا ایک جوٹا یہ سچی کر کہ ہمارے پاس شیر کا ایک بچہ ہے، اس کو دیکھنے کے لیے ہمارے پاس آیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ ایک ایسے چھوٹے سے بچے کا تصور رکھتے تھے جسے گود میں اٹھایا جاسکے لیکن ایک تین سو پاؤنڈ کی ایسا کینیڈا رور کی چھت پر بیٹھے دیکھ کر وہ ٹھٹک ہی گئے۔ اور ہم کچھ دیر بعد ہی انھیں کار سے نکلنے اور اپنے ساتھ دوپہر کے کھانے کے لیے مجبور کر سکے۔ ایسا خود بھی بڑی تواضع سے پیش آئی، اس نے ان نو واروں کو خوش آمدید کہا اور ایک دفعہ میز کو اپنی دم سے صاف بھی کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس سے زیادہ نہ ڈرے۔ اور انھوں نے خود ہی اس کے ساتھ کئی زاولوں سے فوٹو کھینچے۔

ہمیں اپنے خیمے میں چار ہفتے گزر چکے تھے۔ اگرچہ ایسا پچھلے پندرہ دنوں میں زیادہ دیر جنگل میں ہی رہی تھی لیکن ابھی تک اُس نے اپنے لیے خود شکار کرنا نہ سیکھا

کہ وہ یہاں ہمارے ساتھ اس حسرت و بار بار کے اندر کتنی راحت محسوس کر رہی ہے۔

چند روز بعد بارشوں کا زور ٹوٹا اور ہم نے ایسا کوچنگلی شیرنی بنانے کی کوششوں کو از سر نو شروع کر دیا۔ لیکن وہ اپنے تنہا چھوڑے جانے کے متعلق اتنی تشکی ہو گئی تھی کہ اسے میدان میں لے جاتے ہوئے بھی بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

خبر وہ آخر میں ہمارے ساتھ ہوئی۔ ہم نے دو شیرنیوں کو دیکھا جو تیزی سے کار کی طرف آرہی تھیں۔ ایسا ان سے ڈر گئی۔ وہ پہلے کبھی اتنی بد دل دکھائی نہیں دی تھی۔

یہ ظاہر تھا کہ اس جگہ وہ شیروں سے گھبرا چکی تھی۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا اسے خواہ مخواہ ان شیروں کو دوست بنانے کے لیے مجبور نہ کریں۔ بلکہ انتظار کریں کہ پھر اس کے دل آجائیں اس وقت وہ شاید باہمی کشش کے باعث خود ہی اپنا ساتھی چن لے گی۔ اس اثنا میں ہم اپنی کوشش اسے اپنا شکار خود مانے کے لیے تربیت دینے پر مرکوز کریں تاکہ وہ ہم سے بے نیاز ہو سکے۔ جب اسے شکار کرنا آگیا، وہ ایک شیر کے لیے موزوں ساتھی بن سکے گی اور اسی وقت وہ کسی کے سامنے ملنے کا فیصلہ بھی کر سکے گی۔ میدان ابھی تک زیر آب تھے اور جانور ان چھوٹے چھوٹے اُد پنے مقامات پر جمع ہو گئے تھے جو کچھ خشک تھے۔ ایسا کو ایکٹ چھوٹی سی پہاڑی بہت پسند تھی جس کے ارد گرد چٹانیں تھیں۔ اسی لیے ہم نے اس جگہ کو اس کے تجربے کے لیے ہیڈ کوارٹر بنالیا۔ یہ بد قسمتی سے ہمارے جیسے صرف

آٹھ میل دور تھی۔ بہتر تو یہی تھا کہ ہم اس سے زیادہ فاصلے کی طرف جاتے لیکن موجودہ موسمی حالات کے تحت ایسا کرنا ناممکن تھا۔

ہم نے اس پہاڑی پر ایسا کو ایک ہفتے کے لیے چھوڑا مگر لوٹنے پر ہم نے اسے اس قدر ناخوش پایا کہ مجھے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ میری تمام فوجیں ارادی مجھے اس تربیت کے جاری رکھنے کے لیے سنگدل کرے۔ ہم اس کے ساتھ قیلوے کے دوران میں بیٹھے رہے حتیٰ کہ اسے میری گود میں سر رکھ کر کھائے نیند آ گئی۔ اچانک بالکل ہمارے پیچھے ایک جھاڑی میں زور سے دھماکہ ہوا اور ایک گینڈا نکلا۔ ہم دونوں بجلی کی طرح کوفے اور جب میں ایک درخت کے پیچھے دوڑ گئی تو ایسا بڑی بہادری سے اس دخل و اندازی کرنے والے کو بھگانے کو دوڑ پڑی۔ انصاف کے اصولوں کے بالکل خلاف ہم اس کی عدم موجودگی میں پھر اسے چھوڑ آئے۔

سہ پہر کے آخری حصے میں مٹی کے باعث فضا کچھ بوجھل سی ہو گئی۔ خاکی آسمان پر لٹکتے ہوئے بادلوں کے گہرے سرخ پردوں کے مقابلے میں ڈوبتے سورج کے عکس کا نظارہ دل فریب تھا۔ آسمان کو اُفتی قوس قزح نے چیر رکھا تھا۔ یہ چمکتے رنگوں کی عکس میں نیکی جلد ہی بارش سے بھرے گرجتے ہوئے سیاہ بادلوں میں تبدیل ہو گئی۔ یہ بادل آخر میں ایک سیاہ پردے کی طرح ہمارے سروں پر مسلط ہو گئے ایک نقطہ سا ہر طرف عاری تھا اور انتظار تھا کہ کب یہ خمیر چھوٹے۔

پھر کچھ موٹے موٹے قطرے ہر اول دستے کی طرح زمین پر پڑے اور اس کے بعد تو جیسے کسی دیو کے دونوں ہاتھوں نے آسمان کو بچاڑ ڈالا ہو، ایک شدید بارش اتنی خوفناک طاقت کے ساتھ نازل ہوئی کہ جلد ہی ہمارا خیمہ ایک تیزی سے بہتی ندی کا

مرکز بن گیا۔ پہروں تک یہ سیلاب جاری رہا۔ بار بار میں تصور میں ایسا کو اس پر بستہ رات میں پیاسی، تباہ حال اور کپکپاتی دیکھتی رہی۔ بجلی کی چمک اور بادلوں کی کڑک میرے اس خوف میں اور اضافہ کرتی رہی۔ اگلی صبح ہم آٹھ میل چل کر اس چٹان کی طرف گئے جہاں ہم اسے چھوڑ گئے تھے۔ حسب معمول وہ ہماری راہ تک رہی تھی۔ ہمیں دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی۔ اور ہم سب سے بار بار اپنا سر اور جسم رگڑ رگڑ کر ہمارا استقبال کیا اور وہ ساتھ ساتھ غمناک آواز بھی نکال رہی تھی۔ — آج تو وہ بلاشبہ بہت ہی قابلِ حرم حالت میں تھی۔ اور وہ حقیقتاً چمک رہی تھی۔ ہم نے طے کیا کہ اگرچہ یہ بات اس کی تربیت میں رکاوٹ ہوگی لیکن ہم اسے اس موسم میں باہر نہیں چھوڑ سکتے۔ مقامی شیروں کی نسبت جو اس آب و ہوا کے عادی ہیں، وہ ایک نیم صحرائی علاقے سے آئی تھی، اس لیے جلد ہی ان حالات سے مطابقت پیدا نہیں کر سکتی تھی۔ اب وہ ہمارے ساتھ واپس چلتے ہوئے بہت خوش تھی اور اپنے آئیو لو کے خاص انداز میں دلدل میں چھپٹے اڑتے ہوئے جا رہی تھی اور ظاہر کر رہی تھی کہ وہ کس قدر خوش ہے۔

اگلے روز وہ بیمار ہو گئی۔ وہ جب چلتی تو بہت تکلیف محسوس کرتی۔ اس کے غم و سوچ گئے تھے اور اسے بخار بھی تھا۔ ہم نے باہر کے خیمے کے ساتھ ہی اس کے لیے گھاس کا ایک بستر لگا دیا۔ وہ اس پر نیم خواب، اور غم ناک حالت میں پڑی تھی۔ اس کی سانس تیز تیز چل رہی تھی۔ میں نے ایم۔ اینڈ۔ بی سے اس کا علاج کیا۔ میرا خیال تھا کہ صرف یہی دوا اس وقت اس کا درماں ہو سکتی تھی۔ وہ مجھے ہر وقت اپنے پاس دیکھنا چاہتی تھی اور میں بھی بالکل اس کے پاس رہتی۔

بار بار میں تھی، جہاں اس کا خون ٹسٹ کیا جاسکتا۔ پس ہم نے خون کے مختلف نمونوں کے ساتھ ایک شخص کو سوسپل کے فاصلے پر بھیجا۔ جواب یہ آیا کہ ایسا کو ایک۔ وارم اور ٹپ۔ وارم، کامرض تھا۔ پہلے بھی وہ ان دونوں بیماریوں میں مبتلا ہو چکی تھی اور ہمیں علم تھا کہ ان کا علاج کس طرح کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں بیماریوں سے شوبے ہوئے غم و غم اور بحران کی وجہ نہ مل سکی۔ ہمیں یقین تھا کہ وہ طبیعتی کیڑے کے زہر کا شکار ہو گئی ہے۔ اگر یہ صحیح ثابت ہوتا تو اس سے یہ انکشاف ہو گا کہ ایک جانور جو اپنی فضا میں بیماریوں سے محفوظ رہے جب کسی دوسری فضا میں منتقل ہوتا ہے تو وہ یہ محفوظ رہنے کی خاصیت دوسرے علاقے کے اثرات کے مقابلے میں لے کر نہیں جاتا اور یہ بات مشرقی افریقہ کے جانوروں کی پریشان کن تقسیم پر بھی روشنی ڈالے گی۔

ایسا اس قدر علیل تھی کہ کچھ عرصہ تو ہمیں یہ خیال ہو گیا تھا کہ وہ تندرست نہیں ہوگی۔ تاہم، کوئی ہفتے بعد بخار کچھ غیر مسلسل ہو گیا۔ تین چار روز حرارت بڑھی رہتی اور پھر عام حالت پر چلی جاتی۔ بڑی تیزی سے اس کی سنہری رنگت اند پڑتی جا رہی تھی۔ اس کی کھال بھی کپاس کی طرح بھدھی سی ہو گئی تھی۔ اس کی پیٹ پر کبھی سفید بال اُگ آئے تھے۔ اس کا چہرہ راکھ کی طرح بھورا ہو گیا۔ اسے خیمے سے باہر پھیلی ہوئی ڈھوپ تک گھسٹنے میں بڑی وقت پیش آتی۔ صرف اس کی جھوک کا عالم ہی کچھ اُمید بخش تھا۔ ہم اسے اُس کی خواہش کے مطابق دودھ اور گوشت دیتے اگرچہ دونوں ہی بڑے فاصلے سے لانے پڑتے تھے۔ ہم موسم کی خرابی کے باعث آمد و رفت کی مشکلات کے باوجود نیروبی کی حیوانات کی بیمار ٹری سے خط و کتابت میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن چونکہ ہمارے دو یا کردہ نمونوں میں طبیعتی کیڑے کا کوئی نشان نہ تھا اس لیے ہمیں اکثر و بیشتر قیاس آرائی

بارشیں شروع ہو چکی تھیں۔ اب چار چار پہیوں والی کار کبھی کسی قریب ترین جگہ پر

وہ اٹھ بیٹھا تو اسے دروازے میں ایک شکل نظر آئی۔ جارج نے سوچا کہ ایسا تو اتنی جلدی چکر لگا کر نہیں آسکتی تھی۔ (اس لیے) اُس نے ٹارچ جلائی اور ایکٹ جنگلی شیرنی کو اس چمک میں آنکھیں چند حیات دیکھا۔ وہ زور سے چایا تو وہ چلی گئی۔ بلاشبہ اُس کو ایسا کی بُرا آگئی تھی اور اُس نے نیچے سے شیر کی آواز سے اور پر تعین ہو کر نیچے میں آکر پنا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

ایسا کو بیمار پڑے پانچ ہفتے کا عرصہ گزر چلا تھا اور اس کی حالت میں ہلکی سی تبدیلی ہوئی تھی۔ یہ تو صاف ظاہر تھا کہ اس علاقے کی آب و ہوا اس کی طبیعت کے موافق نہیں تھی اور ہو سکتا ہے کہ وہ مقامی طفیلی کیڑوں اور زہریلی مکھیوں سے بھی محفوظ نہیں تھی کیونکہ یہ علاقوں کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ظاہری شکل و صورت میں بھی مقامی شیروں سے مختلف تھی۔ اس کا رنگ گہرا تھا۔ ناک لمبی اور کان بڑے بڑے تھے اور مجموعی طور پر ان سے چھوٹی تھی۔ وہ ہر لحاظ سے نیم صحرائی خطے سے تعلق رکھتی تھی، سطح مرتفع سے نہیں۔ آہستہ بات یہ کہ اس علاقے میں جہاں شکار ممنوع تھا۔ اول تو جارج کو کہیں بیس میل اس علاقے سے باہر جا کر اس کے لیے شکار کر کے گوشت لانا پڑتا تھا۔ پھر یہ کہ ایسا کا شکار اپنے ساتھ لے کر نہیں چل سکتا تھا۔ تاکہ وہ اپنے شکار پر خود آنے کا موقع حاصل کرتی۔ اووا ایک زندہ جانور کو کھینچنے کے

۱۔ فیکس میسکا۔ پیلی گرن اور پیلی چڑے والے۔
۲۔ فیکس بیوسا لائنز۔ مجموعی طور پر چھوٹے اور بڑے کان والے۔
۳۔ فم لمبی اور دھتے نمایاں ہوتے ہیں۔ ایسا سولائسنز سے ہی تعلق تھی۔

سے ہی علاج کرنا پڑتا تھا۔

ہم اسے ایک دارم اور ایک اور زہر بھرے کیڑے رکٹ شیا کے علاج کی دوا دیجے کیونکہ یہی چیزیں اس کی بیماری کی ممکن وجہ بنائی گئی تھیں۔ لیکن اس کے غدد میں اس کی جلد کے نیچے سوئی ڈال کر چونکہ سواڈن کا نام مشکل تھا جس سے ہم اس کی بیماری کی علامت جان سکتے۔ اس کے لیے ہم بھی کوشش کر سکتے تھے کہ حتی الامکان اس کی حسب مشا اس سے پیار محبت کا سلوک کر کے اسے مطمئن رکھیں۔ وہ ہمارے پیار اور محبت کا جواب بڑی شرافت سے دیتی اور اکثر جب میں اپنا سر اس کے کندھوں پر رکھتی تو وہ مجھے اپنے پنجوں سے بھینچتی۔

بیماری کے دوران ایسا ہمارے بہت ہی قریب رہی، اس لیے وہ ہم پر بہت زیادہ انحصار کرنے لگی اور پہلے سے کہیں زیادہ ڈر پک ہو گئی۔ دن میں زیادہ تر وہ خاردار باڑ کے دروازے کے قریب بڑی نمایاں حالت میں لیٹی رہتی جہاں سے وہ خیمے کے اندر بھی سب کچھ دیکھ سکتی تھی اور باہر میدان بھی پوری طرح اس کے سامنے ہوتا تھا۔ کھانے کے وقت وہ اپنی جگہ سے ہلنے کی بجائے اس بات کو فوقیت دیتی کہ ہمارا کھانا لانے والے لڑکے اس کے اوپر سے ہی گزر جائیں۔ وہ لڑکے اس چیلنج کو فیتھے لگاتے ہوئے قبول کرتے۔ ادھر وہ شور بے سے بھری پلیٹوں کا توازن بھی برقرار رکھتے تھے۔ ادھر ایسا گزرتے وقت ان کی نشت پر بڑے پیار سے پتھر جمادیتی۔

وہ خیمے میں جارج کے ساتھ سوتی تھی لیکن اپنی مرضی کے مطابق ادھر ادھر جانے کے لیے آزاد بھی تھی۔ ایک روز کافی رات گئے ایسا کی دھیمی دھیمی پکار سن کر جارج کی آنکھ کھل گئی۔ اُس نے سنا کہ وہ خیمے کی پشت سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

تھی کہ آپ تشویش نہ کریں،" اور وہ پھر جا چکی تھی۔ جب وہ آخری مرتبہ قطعی طور پر آئی تو اس کے جسم پر جگہ جگہ خراشیں تھیں۔ اور کئی بچوں کے نشان تھے جن سے خون بہہ رہا تھا اور جب میں نے اس کے زخموں کی مرہم پٹی کرنا چاہی تو اسے بہت تکلیف ہوئی اسے ٹک میں چھلانگ لگانے کے لیے کافی صبر سے کام لینا پڑا۔

اس طرح ہمارے تجربے کے پہلے تین ماہ ختم ہوئے۔ اس مرتبہ تو ہم اس کی علالت کے باعث ناکام رہے تھے لیکن ہمیں پورا اعتماد تھا کہ اب اگر وقت اور اطمینان نصیب ہوا تو ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

! ہم اکثر حیران ہوتے تھے کہ ایسا ایک شیر کے ساتھ رہنے کے بعد بچے کیوں نہیں دیتی۔ حالانکہ اس کے دل بھی آئے ہوئے تھے۔ بعد میں مجھے ایک پوٹیا گھر کے افسر سے پتا چلا کہ متعلقہ چار دنوں میں خداداد سے کم از کم چھ یا سات دفعہ روزانہ غلبہ ہے لیکن عام خیال ہی ہے کہ یہ ملنا چوتھے روز ہی اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر صورت یوں تھی تو ظاہر ہے کہ ایسا کو پورا موقع تو ملتا ہی نہیں تھا کیونکہ حاسہ شیرینی جو اپنے زپر کر ملی نگاہ رکھتی ہے۔ وہ اپنے آقا کے ساتھ اس طرح ایک نودار دسے کثرت سے محبت پیار تو قطعاً برداشت نہیں کرتی تھی۔

احساس سے آشنا ہوتی۔ یہ ایک ایسا تجربہ تھا جو اس نے وہ خلیانہ زندگی بسر کرتے ہوئے اپنی ماں سے منور دیکھ لیا ہوتا۔

کسی ایسے علاقے کا ملنا کچھ مشکل ہی تھا، جس کی آب و ہوا موافق ہوتی، پانی ہر وقت دستیاب ہو سکتا، جہاں اس کی خوراک کے لیے کافی شکار ہوتا اور جہاں قبائلیوں کے شکاری گروہوں کا گزر بھی نہیں ہوتا۔ مزید برآں یہ کہ وہاں کار کے ذریعے پہنچنا بھی ممکن ہوتا۔ اتفاق سے ہم نے ایک ایسی جنت دریافت کر لی اور وہاں ایسا کو آزاد کرنے کی سرکاری اجازت بھی لے لی۔ ہم نے فیصد کیا کہ جونہی بارشیں رکھیں، ہم ادھر چلے جائیں گے۔

خیمہ اکھاڑا جا چکا تھا۔ سارا سامان کاروں میں لد چکا تھا۔ صرف ایسا باقی تھی۔ اُس نے بھی خاص اسی دن کو اپنے موسم میں آنے کے لیے چنا تھا اور جھاڑیوں میں جا چکی تھی۔ ہم کوئی ڈھائی مہینے سے اس بات کے ہونے کا انتظار کر رہے تھے لیکن اب ہم جانتے تھے کہ ہم اسے اس علاقے میں جنگلی زندگی میں داخل نہیں ہونے دے سکتے۔ دن بھر اس کا کچھ پتا نہ چلا۔ ہم نے ہر جگہ اسے تلاش کیا، لیکن دو دو کے ذریعے بھی اور پیدل بھی مگر سب بے سود۔ آخر میں ہمیں یوں بھی بہت تشویش ہوئی کہ کہیں اسے جنگلی شیرینی نے مار ہی نہ ڈالا ہو۔ بہر حال ہم اس کی واپسی کا انتظار کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ دو دن اور دو راتیں با بر رہی۔ بس ایک ذرا کی ذرا وہ ہمارے پاس بھاگی بھاگی آئی، ہمارے گھٹنوں سے اپنا سر گرٹا اور پھر بھاگ گئی۔ پھر چند منٹ بعد لوٹی اور پھر سر گرٹنے لگی۔ پھر دوسری دفعہ بھاگی اور جلد ہی لوٹی جیسے جیسے کہہ رہی ہو۔ میں بہت خوش ہوں، لیکن براہ کرم کچھ سمجھیے کہ مجھے ضرور جانا چاہیے۔ میں صرف آپ کو کہنے آئی

اگلی صبح ہمارا خیال تھا کہ اسے دوبارہ کار میں داخل کرنے کے لیے خاصی وقت پیش ہے
کی خاص طور پر اس لیے بھی کہ وہ پہلے دن ہی ہمارے خیمے کے ساتھ ایک چھوٹی سی ندی
کے کنارے آگئے ہوتے لیکن رسل میں سونے کو جا چکی تھی۔ ندی کو عبور کرنا
دشوار ہو رہا تھا۔ ہم نے پہلے کاروں کو پار لے جانے کا فیصلہ کیا اور پھر ایسا کرنا
لانے کا۔

سینڈر وور تو کسی تکلیف کے بغیر گزر گئی لیکن میری کار جام ہو گئی اور اسے دھکے
دے کر باہر نکالنا پڑا پھر ہم نے ندی کو دوبارہ سپیدل عبور کیا تاکہ ایسا کو سیر دار
پناہ گاہ چھوڑنے کے لیے مجبور کرنے کی کوشش کریں۔ اور اسے اپنے ساتھ کاروں
کے پاس لائیں۔ وہ فوراً ہی آگئی اور میری کار میں چھلانگ لگا کر سوار ہو گئی۔ جیسے اسے
معلوم تھا کہ بھی سفر ختم نہیں ہوا اور وہ ہم سے تعاون پر آمادہ تھی۔ ہم نے ایک نامہ دار راستے
کے کنارے کھڑے سفر شروع کیا۔ یہ راستہ ایک گنجان جنگل میں سے بنایا گیا تھا، جسے جارج
نے اوڈاؤ قبیلے کی بناوٹ کے دنوں میں کٹوا دیا تھا کیونکہ اس وقت خیال ہی تھا کہ یہ
دوراؤاؤ وہ گوشہ ماؤاؤ کے گرد ہوں گے اس لیے ایک آرام دہ پناہ گاہ بنی گئی ہے۔ اب
بھی ہماری تکلیفوں کا سد باب نہیں ہوا تھا۔ چند میل آگے جا کر میری کار کا ایک اہم سپرنگ
ٹوٹ گیا۔ اس لیے ہم سرپر کے آخری حصے میں ہی ایسا کے نئے گھرنے لگے۔

یہ حقیقتاً افریقہ کا ایک ایسا گوشہ تھا "جاں لومڑیاں ایک دوسرے کو شب بھر گنتی
ہیں" خیمے کی ایک شمالی جگہ کے لیے جارج اور لڑکوں نے گنجان جھاڑیوں کو صفات کر کے
ان میں ایک نیامیدان بنایا اس میں کوئی چار دن لگے۔ ہم ایک دریا کے کنارے مستقل
طور پر خیمہ زن ہوئے۔ جس کے دونوں طرف جنگلی کھجور، کیسکا، انجیر کے درختوں کی

دوسری آزادی

اب ہمیں کوئی چار سو چالیس میل کا سفر درپیش تھا۔ بعض لمحات ایسے آتے ہیں کہ ہر
چیز (ہماری خواہشات کے) برعکس نظر آتی ہے۔ یہ موقع بھی ان میں سے ہی تھا۔ بارہ
میل کے بعد ہی جارج کی کار کے سامنے کے پتے کا خول خراب ہو گیا۔ میں کار لے کر
قریبی انتظامیہ چوکی پر گئی تاکہ وہاں سے نیا خول بھجوا سکوں۔
مجھے وہاں ہی رات بسر کرنا پڑی۔ اور چاری ایسا میری کار کے پیچھے مقفل تھی۔ اور صبح
جارج کے پاس پرنگ پہنچی تو اس نے دیکھا کہ اسے فٹ کرنے کے لیے اس کے پاس
بڑا سب کس نہیں تھا۔ لیکن وہ ایک ہتھوڑے اور بسولی کے ساتھ آخر کار اسے شام تک
تھیکا کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا اور پھر میرے ساتھ آٹا۔ اس رات اور اگلی صبح تک
چھ بچے ہوئے۔ اور آخر میں شام کو نو بجے کے قریب جب ہماری منزل کوئی بارہ ایک
میل دور ہی رہ گئی تھی، میری کار سے بڑی خطرناک آواز آنی شروع ہو گئی۔ اس لیے ہم
رک پڑے اور کھٹے میں ہی اپنے خیالی بستر لگا دیے۔ ہم سب ہی باؤں گھٹنے مسلسل کار
چلانے کی وجہ سے بالکل تھک چکے تھے۔ ایسا نہ بڑے باوقار کردار کا مظاہرہ کیا تھا
اور قطعاً کوئی احتجاج نہ کیا۔ لاری سے نیچے چھلانگ لگا کر ہمارے پاس ہی سوار ہو



ایسا قیلولہ کر رہی ہے۔



مچو خواب۔

دیواری بھینس۔ ان پیڑوں سے مختلف بیلین لپٹی ہوئی تھیں۔ پانی بڑی تیزی سے جھاگ اڑاتا اور بیلے اٹھاتا سرکنڈوں سے ڈھکے جزیروں کے درمیان سے گزرتا، اور آخر میں دُور چٹانوں سے گھرے ہوئے کئی ٹھنڈے اور شگاف پانی کے چشموں کے رُوپ میں ڈھل جاتا۔ یہ چشمے کافی گہرے تھے اور ان میں خاصی مچھلیاں بھی تھیں۔ ایک ایسی گیر کے بے وسیع جنت تھی اور جارج بھی زیادہ دیر اپنے کٹھنی دھلگے کے استعمال کا انتظار نہ کر سکا۔

یہ علاقہ اس خطہ سے قطعاً مختلف تھا جہاں سے ہم ابھی آئے تھے۔ یہ زیادہ گرم تھا۔ یہاں گھاس کے میدانوں میں البیسان سے چرتے ہوئے جانوروں کے اتنے زیادہ ریوڑ بھی نہیں تھے جنس خاردار جھاڑیاں ہی تھیں، جو چند گز تک ہی نظر آسکتی تھیں۔ ایک شکاری کے لیے برات کے دواہمہ کا درجہ رکھتی تھیں۔ لیکن یہ ایسا کی جہم بھوی سے صرف پنتیس میل کے فاصلے پر تھی۔ یہ اس قسم کی جگہ تھی جس سے ایسا بخوبی شناسا تھی۔

جب ہم نے گھنے گرم سبزہ زار کو چھوڑا جو دریا کے کناروں تک محدود تھا۔ ہمیں سورج کی شدید تپش ایک گرم رو کی طرح پھیلنے لگی۔ ہم خط استوا سے کچھ فاصلے پر ہی تھے۔ ہمارے ارتفاع پیم (ALTIMETER) کے مطابق یہ جگہ ۱۰,۰۰۰ فٹ بلند تھی۔ یہ گھنی اور خشک خاردار جھاڑیاں جانوروں کی جی ہوئی جال تھا پگھلائیوں کے ذریعے ہی سے کی جاسکتی تھیں۔ یہ راستے ہمیں ہانچوں، گینڈوں اور بھینسوں سے متنبہ کرنے میں بھی مدد دیتے، کیونکہ ان کے قدموں کے نشان اور ان کی لمبے باعث اس راستے کے متعلق کوئی شبہ نہیں رہتا تھا کہ یہ راستے

روز استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے سے دو سو گز کے فاصلے پر ایک نمک کی چٹان تھی۔ نمک پر گینڈوں کے سینگوں کے اور ہانچوں کے دانتوں کے نشانات سے پتا چلتا تھا کہ وہ اکثر ادھر آتے رہتے ہیں۔ قریباً ہر پچھلے پڑے پڑے کے تنے ہانچوں کے مسلسل جسم رکڑنے کے باعث یا تو رنگین ہو چکے تھے یا ٹوٹ چکے تھے۔ اس وجہ سے ایسا کو اپنے پنجے پتھر کرنے کی روزانہ ورزش میں کچھ وقت محسوس ہوتی تھی، کیونکہ ایسے درخت بہت ہی کم رہ گئے تھے، جن کے تنے کھر کھرے تھے۔ بس بوباب باقی رہ گئے تھے، جن کی دیو نما ارغوانی اور بھورے رنگ کی شکلیں نیچی خاردار جھاڑیوں پر لہراتی تھیں اور ابھی تک کسی مس سے محفوظ تھیں۔ کیونکہ ان کے ہموار تنے جانوروں کے لیے کسی کام کے نہیں تھے۔

یہاں سب سے زیادہ پرکشش جگہ اونچی چوٹیوں اور غاروں والی ایک سسرخ چٹان کا بڑا کٹارہ تھا۔ جس کے سائے میں پہاڑی بکریاں سستانی نظر آتی تھیں۔ یہ ایک شیر کے لیے مثالی جگہ تھی جہاں سے (اس پاس) شاندار نظارہ ہو سکتا تھا۔ اس کی چوٹی سے ہم نے ڈرائے، دریائی ہرن، کوئی کوئی کدو، برگ، جنگلی ہرن، دریا کی سمت حرکت کرتے دیکھے، جو اس بے آب و نیم صحرائی علاقے میں ان کے لیے زندگی کا سرچشمہ تھا۔

ہمارے رکٹ شیا (کیرٹے) کے علاج کے نتیجے پر یا آب و ہوا کی تبدیلی سے ایسا کی حالت روزانہ بہتر ہو رہی تھی۔ اس طرح ہم اس کی تربیت دوبارہ شروع کرنے کے قابل ہو چکے تھے۔ ہر روز جب صبح کو اُجالا بکھرتا اور ادھر سے پھر کو ہم دونوں وقت اسے سیر کولے جاتے۔ یہ میٹر گشت عام طور پر بے شمار جانوروں کے راستوں اور پانی

جیسے کیمپ کے قریب سے ہی بہت سے شیروں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور اکثر ان کے بچوں کے نشانات بھی دیکھنے میں آتے۔

ایک شام کو ایسا چٹانوں کی چوٹی پر اپنی پسندیدہ جہاں نما سے واپس نہ آئی۔ یہ بڑی شاندار جگہ تھی۔ یہاں سے ٹھنڈی ہوا کا ٹپٹ ٹپٹا۔ اور نہ ہی نہریلی کھجیوں کا خطرہ تھا۔ یہاں سے وہ نیچے کے جانوروں کو بخوبی دیکھ سکتی تھی۔ لیکن جیسے اس علاقے میں آئے ابھی محض وقت ہی ہوا تھا۔ اس لیے اس کی عدم موجودگی پر ہمیں بہت تشویش ہوئی اور ہم اس کی تلاش میں نکل پڑے۔ اس وقت بڑا اندھیل پھیل چکا تھا۔ جنگل خطرناک جانوروں سے گونج رہا تھا۔ ہم اوسان خطا کر دینے والی گھنی جھاڑیوں میں سے ریسکتے ہوئے اسے تلاش کر رہے تھے۔ لیکن وہاں ایسا کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ ہم شکست خوردہ ہی لوٹ آئے۔

صبح سویرے ہم نے پھر اپنی تلاش جاری کر دی۔ جلد ہی ہمیں اس کے قدموں کے نشان ایک اور بڑے شیر کے ساتھ ملے ہوئے نظر آئے۔ یہ نشانات دریا کی طرف جلتے تھے۔ اور دُور جا کر پھر نمایاں ہوتے تھے۔ یہاں اُبھری ہوئی چٹانیں تھیں۔ ہم نے سوچا کہ شاید یہاں شیر کا گھر ہو اور وہ ایسا کو اپنی رہائش گاہ میں لے گیا ہو۔

دوپہر کے کھانے کے وقت خیمے کے پاس کے بندروں میں بڑے زور کا شور برپا ہوا۔ ہم نے اس لگائی کبیر ایسا کی واپسی کی علامت سمجھی۔ اور واقعی وہ جلد ہی دریا میں تیرتی ہوئی واپس آئی۔ وہ ہمارے جسموں سے اپنا سر رگڑتے ہوئے آداب بجالائی۔ اور اپنی ہم کے بائیں میں بڑے جوش سے باتیں کرنے لگی۔ ہم خوش تھے کہ اس کے جسم پر کسی قسم کی خراشیں نہیں تھیں۔ کیونکہ ابھی پندرہ روز پہلے جب ہم اپنے

کی رہتیلی گزر گاہوں پر ہوتی تھی۔ اور عموماً بہت دلچسپ رہتی تھی۔ ایسا اس کو بہت پسند کرتی تھی۔ وہ گزشتہ رات کے گزرے ہوئے جانوروں کے قدموں کے نشانات سونگھتی اور ان کا تعاقب کرتی۔ ہاتھوں اور گینٹروں کے گوبر میں ٹوٹی اور وارث ہوگ۔ اور ڈک ڈک کا پیچھا کرتی۔ ہم بھی چمکتے رہتے۔ جانوروں کی پٹر کا حباب زدہ لیتے، اس کی تازگی اور سمت سے اندازہ لگاتے کہ وہ کس طرف گئے ہیں۔ ہر ایسے نقطے یا آواز جو کسی بات کی غمازی کرتی، اسے لیے اپنی آنکھوں کو کھلا اور کانوں کو مستند رکھتے۔ یہ کچھ ضروری ہی تھا ورنہ بالکل اچانک ہی کسی گینڈے یا بھینسے یا ہاتھی سے تصادم کا خطرہ تھا اور بعض دفعہ ان ننگ کونوں میں ہی حیرت ناک ڈبھیر کستی تکلیف کا پیش خیمہ بن سکتی تھی۔

پہلے جس جگہ ہم ایسا کو لے گئے تھے، اس کے برعکس یہاں ایسا جارج کے ساتھ شکار پر جا سکتی تھی۔ ہم دونوں ویسے جانور ہلاک کرنے سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن اب جیسے ایسا کی تربیت کے لیے یہ قربانی بھی دینا پڑی۔ یہ بات ہمارے (اندرونی) اضطراب کو دُور کر دیتی تھی کہ خفیہ جلدی ایسا ٹھیک طرح سے شکار کرنا سیکھ گئی۔ وہ انہیں خود ہی اپنے قدرتی انداز سے مارنے لگ جائے گی۔ سب متعلقہ افراد کے لیے اتنی ہی بہتری ہوگی۔ فی الحال تو اس کا شکار پر چھٹنا ضروری ہے اگر وہ اسے ہلاک نہ کر سکے تو جارج اپنی گولی سے جانور کو مار گرائے گا اور ایسا کو اس کی چیر بھاڑ کے لیے چھوڑ دے گا۔ اس کے بعد اسے پھوڑا جائے گا کہ وہ گدھوں، گٹر بھگلوں اور شیروں کے مقابلے میں اپنے شکار کی حفاظت کرے۔ اس طرح سے وہ ان جانوروں سے قدرتی حالات میں ملے گی۔

کسی شیر کو اس طرح حرکت کرتے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ البتہ یہ بات صحیح ہے کہ وہ چھوٹے جانوروں مثلاً کتے یا خرگوش کو ضرور اپنے سُنہ میں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ بریکی چیزوں کو اسی طرح گھیسٹتے دیکھا، جس طرح ایسا اس موقع پر اور عام مواقع پر کرتی تھی۔

چائے کے وقت ہم اسے ملنے کو لٹے اور اس کے لیے کچھ پانی بھی لے گئے۔ اگرچہ وہ ہمارے ساتھ سپر کی سیر کو بہت پسند کرتی تھی لیکن آج وہ اپنے شکار کو چھوڑ کے لیے کسی طور پر آمادہ نہ تھی۔ اندھیرا پھیل گیا لیکن وہ نہ لوثی۔ کوئی تین بجے صبح سویرے بادلوں کی گرج سے ہماری آنکھ کھل گئی۔ اور محوڑی دیر بعد وہ بھی آگئی اور اُس نے باقی رات نیچے میں ہی بسر کی۔

صبح سویرے ہم سب شکار کو دیکھنے چل دیے۔ وہ واقعی وہاں سے غائب ہو چکا تھا اور زمین پر شیر اور گٹر بچھتے کے قدموں کے نشانات تھے۔ قریب ہی سے ہمیں شیر کے غرنے کی آواز سنائی دی۔ اب ہم تعجب میں پڑ گئے کہ ایسا کورات کے دوران اپنا شکار چھوڑ بھاگنے پر بارش نے مجبور کیا تھا یا شیروں نے۔

اگرچہ ایسا کی صحت خاصی بہتر ہو چکی تھی۔ لیکن وہ ابھی تک اپنے آپ سے بہت دُور تھی اور دن کا اکثر حصہ نیچے میں گزارنے کو ہی ترجیح دیتی تھی۔ اس عادت کو ترک کرنے اور اسے دریا کے کنارے ٹھنڈی چھاؤں میں آرام کرنے کے لیے جارج اسے پھیلیاں پکڑنے کو جاتے ہوئے ساتھ لے جاتا۔ وہ پانی میں غور سے دیکھتی رہتی اور جہاں پانی میں ہلکی سی لہر بھی ابھرتی اور جونی جارج کے کندھے میں پھلی پھنستی، وہ بل کھاتے جانور کو پکڑنے کے لیے دریا میں کود پڑتی۔ بعض اوقات یہیں بڑی مشکل ہوتی کہ کندھے کو

پہلے نیچے میں تھے تو ایک شیر اُس کے ساتھ بہت بُری طرح پیش آیا تھا۔ ہم نے توقع کی کہ یہ بات اُس کی آزادی کے لیے اچھا شگون ہے کہ اس مرتبہ وہ رضا کارانہ طور پر واپس آئی تھی۔

ایک صبح کو ایک دریائی ہرن نے ایسا کو ہلاک کرنے کی تم کے آغاز کا سُنا موقع دیا۔ جارج نے اسے گولی کا نشانہ بنایا، آئین اُس کے گرنے سے پہلے ہی ایسا اس کی گردن پر جا کودی اور ایک بل ڈوگ کی طرح چمٹ گئی۔ یہاں تک کہ چند منٹوں میں جانور گلا گھٹنے کے باعث چل بسا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اُس نے ایک بڑے جانور کو ہلاک کیا تھا جس کا وزن اُس کے برابر ہی تھا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ شہرگ کو جبلی طور پر ہی جانتی تھی۔ اور اُسے یہ بھی علم تھا کہ جلدی سے کس طرح مارا جاتا ہے۔ اُس نے حقیقتاً شیروں کے شکار کو ہلاک کرنے کے عام طریقے کو اپنایا تھا۔ جو گردن توڑنا نہیں ہے جس طرح بعض لوگوں کا تصور ہے۔ اُس نے پہلے دُم کھائی، اور بعد میں ہمارے جائزے کے مطابق یہ اُس کی عام عادت ہی بن گئی۔ پھر اُس نے جب نور کو پکھلی ٹانگوں کے درمیان سے کھولا۔ آنتوں کو بھی اڑا گئی اور معدے کو اُس نے دفن دیا۔ اور باقی لہو کے نشان بھی چھپا دیے۔ شاید یہ طریقہ گدھوں کو دھوکا دینے کے لیے ہو۔ پھر اُس نے ہرن کو گردن سے پکڑا اور اپنے اگلے پنجوں میں پھیلاتے ہوئے گھیسٹنے لگی جیسے اسے کسی سوچی سمجھی جگہ کی طرف لے جا رہی ہو۔ اس طرح وہ پچاس گز پرے ایک سایہ دار جھاڑی میں پہنچی۔ ہم اسے وہیں چھوڑ آئے تاکہ دن میں اپنے شکار کو گھیرنے سے بچائے اور رات کو لنگر بنگوں سے محفوظ رکھے۔ اکثر ہم یہ کہانیاں سنستے ہیں کہ شیر اپنے شکار کو کمر سے ٹکائے ہوئے لے جاتے ہیں۔ نہ تو جارج کو اور نہ ہی مجھے کبھی

کوبڑے شک کی نگاہوں سے دیکھا اور بد قسمت اوزاروں پر اپنے اگلے پنجے رکھ کر اُس نے میرے چہرے کو چٹا۔ وہ میرے کام شروع کرنے سے پہلے میری محبت کا یقین حاصل کرنا چاہتی تھی۔ پھر وہ میرے پاؤں پر بیٹھ رہی اور میں نے جذبے سے بھرپور محبت کا اظہار شروع کر دیا۔ لیکن میں نے اپنے تماشائیوں کا خیال نہیں کیا تھا۔ جو نہی میں نے توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کی، مجھے پتوں میں سے جھلکتے ہوئے ایک بندر کی متجسس غراہٹ سنائی دی۔ پھر نوسا منے کے کنارے کی ساری جھاڑیاں متجسس اور غصے دیکھتے چروں سے اٹ گئیں۔ جلد ہی ایسا کی مداخلت کے باعث وہ اور کھلے میں آگئے۔ وہ انجام کی پروا کیے بغیر ایک پڑ سے دوسرے پڑ پر اٹک جاتے، چلتے اور غراتے، نیچے تنوں کی طرف جھکتے۔ اور سابلوں کی طرح درختوں کی چوٹیوں پر ڈوٹے اور احاطہ کر لیتے۔ یہاں تک کہ ایک پتھر چھنکے کے ساتھ دریا میں جا پڑا۔ فوراً ہی ایک بوڑھا بندر اس کے پچاؤ کے لیے آیا اور اس بھیگے ہوئے اور ہاتھ پاؤں مارتے جانور کو پنجے میں تھام اس کی حفاظت کے لیے اسے بھاگا۔ اس پر شاید تمام بندروں کو غصہ آگیا تھا۔ اور ان کی چخوں سے کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔ ایسا اس شور کو زیادہ دیر برداشت نہ کر سکی اور وہ دریا میں جا کودی اور تیرنے لگی۔ اس کے ارد گرد بندروں کی دلخواس چلیں بھیتیں۔ خشکی پر پہنچتے ہی وہ ان چھوٹے چھوٹے تکلیف پہنچانے والوں میں سے سب سے قریب والے پر جا بیٹھی۔ وہ نیچے پھڑپھاڑ کرنے کے لیے ٹپک رہا تھا مگر بڑی بزدلی سے پتھروں سے بچنے کے لیے ایک اونچی شاخ پر جا چڑھا۔ اس محفوظ جگہ سے وہ نہ چڑانے لگا اور ایسا کے سر پر ٹپکنے بھی لہتا رہا۔ باقی بھی اس کھیل میں

بٹانے سے پہلے ہی وہ مچھلی کو لے کر نیچے میں پہنچ جاتی اور وہاں جا کر وہ عموماً اس مچھلی کو جارج کے بستر پر رکھتی جیسے کہ رہی ہو، یہ ٹھنڈا سا اور عجیب سا شکار ہی ٹھہرا ہے اور پھر وہ لوٹ کر دوسرے شکار کا انتظار کرنے کو چلی جاتی۔ یہ نیا کھیل بھی بڑا دلچسپ تھا۔ لیکن جہیں نیچے سے باہر اُس کی دل کشی کے لیے کسی اور چیز کی ضرورت تھی۔

دریا کے بالکل نزدیک ہی ایک خوبصورت درخت ایسا وہ تھا۔ اس کی ٹہنیاں قریباً پانی کے چھینٹے اڑاتی تھیں۔ اس کے سبز نیلے گنبد تلے، خشک سائے میں پناہ لیے اور چمکتے۔ سورج کی نرم روشنی میں مجھے غسوس ہوا کہ میں کسی چھت کے نیچے ہوں۔ یہاں کئی ٹھکی ہوئی ٹہنیوں کے عقب سے میں نے بہت سے جنگلی جانوروں کو دیکھا۔ ان میں کدو، اور جنگلی ہرن تھے جو دریا پر پانی پیئے آ رہے تھے۔ ایک ہتھوڑے جیسے سر والا بکلا بھی اپنی پیاس بھلنے آیا اور وہاں کچھ بندر بھی تھے، جو اصل تفریح ہم پہنچا رہے تھے۔ وہاں میرے ساتھ ایسا بیٹھی ہوئی تھی اور مجھے یوں لگ رہا تھا کہ میں بہشت کی دہلیز پر ہوں۔ انسان اور حیوان ایک پر اعتماد موافقت میں بیٹھے ہیں۔ اور دھیرے دھیرے ہنسنا ہوا دریا اس تصویر میں اور رنگ بھر رہا تھا۔ میرے ذہن میں آیا کہ یہ جگہ میری نقاشی اور لکھنے لکھانے کے لیے ایک سٹوڈیو کا کام دے گی۔ ہم نے ایک گڑی کے فریم کے ساتھ اپنے برشوں وغیرہ کے بکس نصب کیے۔ ایک پنخ اور میز بھی فراہم کیا۔ جلدی سے میں نے درخت کے چوڑے تنے کے سامنے گرڈن ٹھکا کر کام کرنا شروع کر دیا۔

اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر ایسا نے میرے رنگوں کے بکس اور ٹاپس

پر یہ مشہور ہے کہ وہ مگر بچوں کی آمد سے خبردار کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ مگر بچوں کے اندر کھاتے ہیں اور اس طرح وہ قدرتی قوانین کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اب اس گرگٹ نے ایسا کھانے میں سے کچھ بوٹیاں بچھنے کی کوشش کی۔ ایسا نے اسے پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ بہت زیادہ تیز نکلا۔ پھر اس نے اپنے شکار کو اس کی رسائی سے باہر کر لیا۔ اس طرح اسے دوسری مرتبہ اس شکار سے ٹکرا چھٹنے سے روک دیا۔ ہمارے ساتھ اس کا سلوک اس سے برعکس تھا۔ وہ پسند کرتی تھی کہ میں اس کی خوراک کو اس کے لیے اپنے ہاتھ میں رکھوں اور وہ خود کھاتی جائے۔ وہ جارج اور نور کو بھی اپنا شکار پکڑنے دیتی۔ ہم پر اسے بڑا مان تھا۔ ہمارے ساتھ وہ ہر چیز میں حصہ بنانے کو تیار تھی۔ لیکن ایک گرگٹ کے ساتھ اس کا حصہ بنانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اور ادھر وہ مجھ میں جارج، نور اور پارٹی کے دوسرے لوگوں میں بھی امتیاز کرتی تھی۔ مثلاً وہ ہم میں سے تو ہر ایک کو خیمے سے باہر نکلنے دیتی لیکن وہ لڑکوں میں سے کسی کو یا باورچی کو ایسا نہیں کرنے دیتی تھی۔

اگر ایسا کی تربیت کا مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو ہمارا کام مکمل ہو چکا ہوتا۔ ہمارا اگلا شکار ایک مرگ تھا۔ ایسا جب شکار میں اپنا کردار ادا کر چکی ہم اسے خیمے سے کچھ میل دور چھوڑ آئے تاکہ وہ اپنے شکار کی حفاظت کرے ہم نے گھر لوٹتے ہوئے ایک شیر کو اس کی طرف جاتے دیکھا۔ شاید اسے شکار کی خوشبو پہنچ چکی ہوگی؛ جب سہ پہر کو ہم ایسا کو دیکھنے گئے تو وہاں نہ ایسا تھی اور نہ ہی شکار۔ لیکن شیر کے قدموں کے ڈھیر سائے نشان بتا رہے تھے۔ کہ کیا ہوا ہے۔ ہم نے کوئی دو میل تک ایسا کے نقش قدم دیکھے۔ اس کی محبوب چٹان کی طرف جا رہے تھے۔ ہم نے اپنی دُور بین سے اسے وہاں سے ڈھونڈ نکالا۔ اس نے بڑی ہشیاری سے ایسی جگہ کو منتخب کیا تھا۔ جہاں وہ شیر سے

شال ہو گئے۔ جوں جوں ایسا کو غصہ چڑھتا، وہ اور اسے چھیڑنے میں لطف اٹھاتے۔ وہ اس کی پہنچ سے باہر بیٹھے تھے۔ اپنے کو لکھوں کو کھجلا رہے تھے اور ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ کوئی غصے سے بھری شیر فی نیچے کھڑی ہے۔ یہ منظر اس قدر دلچسپ تھا کہ ایسا کی جھنجھلاہٹ کے باوجود میں نے اپنا متحرک کیمرا کھولا اور تصویر کھینچ لی۔ ایسا کی یہ سخت بے عزتی تھی۔ جو نہی اس نے مجھے اس حقیر کیمیرے کی شدت کی طرف کرتے دیکھا، وہ دیر میں چھینٹے اڑاتی لوٹی اور میری طرف کو دو کریم دونوں کو قیمتی پولیس کے ساتھ ریت میں ٹاڈا دیا۔ سب چیزیں بھگ گئیں۔ بندروں نے بڑے جوش سے ہماری کارروائی کو دیکھا۔ میں ڈر گئی کہ ان تماشاخیوں کی آنکھوں میں ایسا اور میری دونوں کی کوئی وقعت نہیں رہے گی۔

اس کے بعد تو بندر ہر روز ایسا کے منتظر رہتے — ذیقین ایک دوسرے سے خاصے آشنا ہو گئے تھے۔ وہ چونکہ ان کی چھبڑ چھاڑ کو برداشت کر رہی تھی اور ان کی طرف خاص توجہ نہیں دیتی تھی اس لیے وہ کچھ زیادہ ہی کھلتے جا رہے تھے۔ اکثر وہ روزانہ پانی پینے کے لیے تیز لہروں کے کنارے اکٹھے ہوتے، ان کے اور ایسا کے درمیان چند گز پانی ہی حائل ہوتا۔ ایک پہریدار کا فرض سرانجام دیتا اور دوسرے اپنی کمروں پر جھکے، گردن نیچے جھکائے، آہستہ آہستہ سیر ہو کر پانی پیتے۔

ایسا کو تنگ کرنے والے چھوٹے چالاک جانور صرف بندر ہی نہیں تھے۔ ایک دفعہ ہم ایک ہرن لارہے تھے کہ ایک گرگٹ نکلا۔ یہ بے حذر اور بڑے گرگٹ نہیں تھا پانچ فٹ لمبے اور چار سے چھپانچ چوڑے ہوتے تھے۔ ان کی ٹانگیں نوکدار ہوتی تھیں وہ دیر پاؤں میں بستے ہیں مچھلیاں کھاتے ہیں اور گوشت کا بھی مزہ اڑاتے ہیں۔ عام طور

اچھی طرح محفوظ رہ سکے اور ہمیں بھی کافی فاصلے سے نظر آ سکے۔

ایک رات زور زور کی غراہٹوں اور شور سے ہماری آنکھ کھل گئی۔ یہ شور نمک کی چٹان کی سمت سے آرہا تھا۔ ہمارے اچھی طرح جاگنے سے پہلے ہی ایسا اپنی عزت کی حفاظت کے لیے بھاگ پڑی۔ پھر شور اور چیخیں اور زیادہ بڑھ گئیں اور آہستہ آہستہ آوازیں ڈوب گئیں۔ یقیناً ایسا اپنا کام کر آئی تھی۔ وہ جلد ہی اپنی ہوئی لوٹی اور کوڈ کرہارج کے بستر کے ساتھ لیٹ گئی اور اپنا پنجہ جارج پر رکھا۔ شاید وہ کہہ رہی تھی ”اب پھر امن و امان ہے۔ وہ بس ایک گینڈا نکلا تھا۔“

چند راتوں بعد اُس نے ہاتھی کا شور سن کر بھی اسی قسم کا مظاہرہ کیا۔ جیسے کے عتب سے آتی ہوئی چوڑا دینے والی چیخیں ایسا کو متحرک کرنے کے لیے کافی تھیں اور خوش فہمی سے وہ ان قوی ہیکلوں کو بھگلانے میں کامیاب ہو گئی۔ آوازیں بڑی خوفناک تھیں۔ میں ہاتھوں سے ہمیشہ خوف کھاتی ہوں۔ صرف یہی بڑے جانور ہیں کہ جو مجھے واقعی ہشتناک لگتے ہیں۔ اب میں یہ سوچے بن نہ رہ سکی کہ کس طرح یہ حالات دوسرا رخ بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ شاید ہاتھی ایسا کا پیچھا کریں اور وہ یقیناً ہمارے پاس پناہ کے لیے لوٹے گی۔ جارج میسران خطرات پر ہنسنے لگا لیکن میں نے ہمیشہ خود اعتمادی کے بجائے قسمت پر ہی بھروسہ کیا۔

ایک بھینسا ہر روز ہمارے خیمے کے پاس آیا کرتا تھا۔ ایک صبح کو وہ شکار بن گیا۔ جارج نے اُسے گولی کا نشانہ بنایا۔ اگرچہ وہ ایسا کے پیچھے سے پہلے ہی مر چکا تھا لیکن وہ جوش سے پاگل ہوئی جارہی تھی۔ اور اُس نے ویسے بھی اس لاش پر اتنی حافیت لگائی کہ ہم نے پہلے اسے کسی شکار پر اس طرح ہمت آزمانے نہیں دیکھا تھا۔ وہ مردہ

بھینسے پر دیوانہ وار بھپٹ رہی تھی۔ چاروں طرف سے حملے کر رہی تھی۔ اس کی پسلیوں پر پھوکیں لگا رہی تھی۔ ظاہراً اپنی ان بے قابو حرکات کے باوجود وہ ان مردہ سیگلوں کی زد سے پرے رہنے کی کوشش ہی کر رہی تھی۔ آخر میں اس نے بھینسے کے ناک پر ضرب لگا کر یقین کیا کہ وہ واقعی مر چکا ہے۔

اتنے بڑے جانور کے مارنے سے جارج کا مقصد جنگلی شیروں کو اس شکار کی طرف بلانا تھا۔ ہمیں امید تھی کہ اگر وہ آگئے تو ایسا اس عورت میں شامل ہو جائے گی۔ اور ان کی دوست بن جائے گی۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ اس لاش کو خیمے کے نزدیک لگھیٹ لائیں اور ایسا کو اس پر پھوڑ دیں۔ اتنے عرصے میں ہم اپنی کار لائے کو چلے آئے۔ جب ہم لوٹے تو اس پاس کے درخت گدھوں، مردار خور چیلوں سے اٹ چکے تھے لیکن ایسا اپنے شکار کے پاس تیز دھوپ میں بیٹھی انھیں دور کر رہی تھی۔ ظاہر ہے اسے ہمارے (اپنے آقاؤں کے) آنے سے بہت اطمینان ہوا۔ کیونکہ اب وہ وہاں سے اٹھ کر کسی سایہ دار جھاڑی میں جا سکتی تھی۔ لیکن اب جونہی لڑکے بھینسے کی ایک پنج موٹی کھال کو کھونٹے لگے تو وہ بھی نہ رہ سکی اور بھاگ کر شامل ہو گئی۔ جب وہ مسکے کے ٹھوٹے کر رہے تھے، اس نے ان کی مدد کی۔ اور چلتے چانوروں کے درمیان اُس نے آنتیں کاٹیں۔ اور وہیں گوشت کاٹتے لڑکوں کے ہاتھوں تلے وہ آنتوں کو بڑے مزے سے چبانے لگی۔ وہ آنتوں کو میکا روٹی کی طرح اپنے منہ میں لے کر چوسنے لگی۔ اور ساتھ ساتھ اپنے دانتوں سے دبا بھی رہی تھی۔ اس طرح فالتو مواد ایک ٹیوب

مٹا آٹے کے سیو جانور سے کھو کھلے ہوتے ہیں اور پکار کھائے جاتے ہیں۔

بھاگ کر نشانہ باندھ کر ایک ٹھکانہ پر رسید کیا۔ ہانور ایک تیز چرخ کے ساتھ لڑھک گیا اور وہ کراہوں اور لمبی آہوں کے ساتھ کمرے بل گرا پڑا تھا۔ ایسا نے ہماری طرف دیکھا اور اپنے مخصوص انداز میں اپنے شکار کی طرف سر جھکایا، جیسے کہ رہی ہو، اب یہیں کیا کرنا چاہیے۔ چونکہ ہماری طرف سے اس کی کوئی حوصلہ افزائی نہ ہوئی۔ اس نے اپنے پنجوں کو پاٹنا شروع کر دیا۔ وہ اپنے سامنے تڑپتے ہوئے جانور سے بہت بے رحم ہو رہی تھی۔ آہستہ آہستہ گڑبگڑنے اپنے آپ کو کھینچا اور اب بھی احتجاجی آوازیں بلند کرتے ہوئے لکھک گیا۔

ایسا کا ہم پر یہ اعتماد اور بھی کئی موقعوں پر ظاہر ہوا۔

ایک سر پہرے کے بعد ہم اسے ایک ہرن کی نگہداشت پر چھوڑ آئے تھے۔ یہ شکار جاری نہ کیے سے خاصے فاصلے پر کیا تھا۔ ہمیں علم تھا کہ وہ رات کے دوران ہم سے اتنی دور کیسی نہیں رہ سکے گی، ہم اسے خیمے کے نزدیک لانے کے لیے کارے کرتے۔ لیکن ہماری دلچسپی تک ایسا اور شکار غائب ہو چکے تھے۔ لیکن جلد ہی وہ جھاڑوں میں سے نکلی اور ہمیں اس پوشیدہ جگہ کی طرف لے گئی جہاں وہ ہماری عدم موجودگی میں اپنے شکار کو گھسیٹ کر لے گئی تھی۔ اگرچہ وہ ہمیں دیکھ کر خوش تھی لیکن ہمیں کار میں شکار لے جانے نہیں دے رہی تھی۔ ہم نے لاکھ جتن کیے مگر وہ نہ مانی۔ اب وہ بیوقوف نہیں بننا چاہتی تھی۔ آخر ہم نے کار کو لاش کے سامنے کھڑا کیا۔ پہلے میں نے کار کی طرف اشارہ کیا، پھر شکار کی طرف۔ پھر کار کی طرف اور پھر دوبارہ شکار کی طرف۔ میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ ہم اس کی مدد چاہتے ہیں۔ وہ شاید سمجھ گئی تھی کیونکہ وہ جلدی سے اٹھی۔ اپنا سر ہمارے گھٹنوں سے رگڑا اور جھاڑی کے نیچے سے شکار کو کھینچ کر کار کی طرف

سے ٹوٹھ پیسٹ کی طرح باہر نکل رہا تھا۔ اس نے بھینے کے مردہ جسم کو زنجیروں سے باندھ کر کار کے ساتھ ٹکائے ہوئے بڑی خندہ پیشانی سے دیکھا۔ پھر جب پجاری لینڈروڈ بوجھل بھینے کو کھینچتے ہوئے ناہموار راستے طے کر رہی تھی تو وہ حسب معمول کینوس کی چھت پر بیٹھ کر بوجھ میں ۳۰۰ پاؤنڈ کا اضافہ کر رہی تھی۔

جب شکار کو ایک زنجیر کے ساتھ ایک درخت سے باندھ کر خیمے کے پاس محفوظ کر دیا گیا، تو ایسا نے اگلے دن اور رات بڑے حسد سے حفاظت کی۔ اسے گڑبگڑوں کے اُنچے نیچے ققنوں کے اوسان خٹکارینے والے کورس کے باعث رات کے دوران خاصا مصروف رہنا پڑا لیکن جب اگلی صبح ہم کو لٹے تو وہ اسی طرح لاش کی حفاظت کر رہی تھی۔ ماں اس وقت وہ وہاں سے اٹھ پڑی، اس کا مطلب عیاں تھا کہ اب پہرے کی ہماری باری تھی اور وہ دریا کی طرف چلی گئی۔ ہم نے لاش کو کانٹوں سے ڈھک دیا تاکہ وہ گدھوں سے محفوظ رہے۔ اس طرح ہم نے اسے اور ایک رات کی دفاعی تربیت کے لیے پجایا۔

ایسا حسب معمول سر پہرے کی سیر کے لیے ہمارے ساتھ شامل ہو گئی۔ اس کا ڈھ تپاٹ بھینے کے گوشت سے پڑتا۔ کچھ دیر بعد ہی اس نے ایک گڑبگڑ کو مار لیا جو آہستہ آہستہ اس کے شکار کی طرف جا رہا تھا۔ وہ فوراً ہی ٹھٹھک سی گئی۔ اس کا بایاں اگلا پنجہ ہوا میں ک گیا۔ پھر وہ انتہائی احتیاط سے، اپنے آپ کو کمان کی طرح جھکتے ہوئے تنکوں جیسے رنگ کی گھاس میں مٹی گئی، یہاں تک کہ وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ ضبط کیے ہوئے جذبات سے بھرپور اس نے بڑے آرام سے گڑبگڑ کو گزرتے دیکھا، جو اپنے آس پاس سے بے خبر تھا۔ جب یہ چند گز کے فاصلے پر آیا۔ ایسا نے تیزی سے

لے آئی۔ آخر میں اُس نے اسے سر سے پکڑ کر لینڈ روڈ میں چڑھانے کی کوشش کی پھر جلد ہی اُس نے محسوس کیا کہ وہ باہر سے یہ کام سرانجام نہیں دے سکے گی۔ وہ کار میں کود گئی اور وہاں سے سر کو پکڑتے ہوئے اُس نے پوری طاقت سے کھینچا۔ ادھر ہم نے اس کا پچھلا دھڑاٹھا دیا۔ جب ہرن بھناٹ اندر پہنچ گیا۔ ایسا ہانپتی ہوئی اس پر بیٹھ گئی۔ اور جارج نے کار چلا دی۔ ایسا نے دیکھا کہ یہاں جھاڑیوں میں سے اچھلتے کودتے کرزے ہوئے اتنی تنگ جگہ پر بیٹھنا بڑا تکلیف دہ ہے۔ اس لیے وہ پھر کود گئی اور چھت پر جا بیٹھی۔ جہاں سے وہ بار بار سر جھکا کر دیکھتی رہتی کہ آیا اندر سب خیریت ہے اور شکار ابھی وہیں پڑا ہے؟

جب ہم غیمے میں پہنچے تو ہمیں شکار کو کار سے باہر نکالتے وقت بھی وقت پیش آئی۔ لیکن اب ایسا نے ایک معاون کا ثبوت دیا اور کھینچنے میں مدد دی۔ سیر سوا سب مدد کر رہے تھے۔ ایسا میری طرف آئی اور مجھے ایک حوصلہ افزا چھلکی دی۔ جیسے کہ رہی ہو "تم مدد کیوں نہیں کرتیں۔"

اگرچہ ہم نے شکار کو بالکل کیمپ کے نزدیک ہی چھوڑا تھا۔ ہم نے پھر اسے بڑے عزم کے ساتھ کھینچتے دیکھا۔ وہ یقیناً اسے ہمارے غیمے کے اندر لانا چاہتی تھی۔ ہم نے خار دار باز کو بند کرتے مالا لگا دیا اور اسے اُس کے بوند ہرن کے ساتھ باہر ہی رہنا دیا۔ بھاری ایسا غیمے کے اندر زیادہ محفوظ تھی اب اسے ساری رات حفاظت کرتے بسر کرنا پڑے گی۔ سب سے بہتر طریقہ اس وقت یہی تھا کہ وہ اسے خار دار باز کے بالکل سامنے رکھ لیتی اور اُس نے ایسا ہی کیا۔ ہوا یہ کہ لگڑ جھگے اس قدر قریب آئے اور اتنا شور مچایا کہ سونا ناٹھن ہو گیا۔ بعد میں شاید ایسا ان جانوروں کو بھگاتے بھگاتے تھک گئی کیونکہ

ہم نے اسے شکار۔ کو دریا کی طرف گھسیٹتے سنا اور پھر پانی میں اس کے ساتھ کودنے کی آواز بھی کان پڑی۔ اس بات پر لگڑ جھگے شکست کھا گئے اور وہ چلے گئے۔ خبر نہیں دے جانتی تھی کہ وہ پانی میں اس کے پیچھے نہیں آئیں گے۔

اگلی صبح ہم نے اُس کے قدوں کے نشانات دیکھے جو اس کے شکار کھینچنے سے پرکھے تھے۔ وہ دریا کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ لیکن پھر ایسا لگتا تھا کہ وہ ہم سے جدا نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اس لیے پھر اُسے واپس ہماری طرف کھینچ کر لے گئی تھی۔ ادھر اُس نے اسے ایک ناقابل رسائی جھاڑی میں رکھا تھا۔ جو بالکل پانی کے کنارے پر تھی۔ تاکہ وہاں کوئی حب نور دریا کی طرف سے آئے بنا نہ پہنچ سکے۔ ہم نے اسے 'ہرن' کے ساتھ آرام کرتے پایا۔ وہ اس بات کا صاف اظہار کر رہی تھی کہ اسے باہر رکھ کر باڑے کو مالا لگا دینے سے اسے بہت تکلیف پہنچی تھی۔ اس لیے اس کا اعتماد جیتنے اور حافی حاصل کرنے میں ہمیں کافی دیر لگ گئی۔

اگرچہ ایسا کو اپنی ماں سے تربیت کا اتفاق نہیں ہوا تھا تاہم وہ جلدی طور پر ہی جانتی تھی کہ وہ جنگلی جانوروں کے ساتھ کتنی دُور تک جاسکتی ہے۔ اپنی سیر کے دوران کئی مرتبہ ہم اسے جھاڑیوں میں ہوا سو گھمتے دیکھتے اور پھر وہ پورے عزم سے ایک طرف حملہ آور جاتی۔ یہاں تک کہ پھر ہمیں بڑے بڑے پکڑوں کے ٹکرانے اور جھاڑیوں میں دوڑنے کی آوازیں سنائی دیتیں۔ کئی دفعہ تو وہ گینڈوں کو ڈھونڈ نکالتی اور انہیں ہم سے کہیں دُور بھگا دیتی۔ حقیقتاً وہ ایک بڑی عمدہ پہرے دار تھی۔

بھینسوں کے کئی گلوں نے نزدیکی کنارے پر اپنے گھر بنائے ہوئے تھے ایسا ان بھاری بھر کم جانوروں میں بھگدڑ پانے کا کوئی موقع بھی نہیں گنوا تی تھی۔ ایک بار نہیں

جوش میں تھی۔ اُس نے ہمیں اپنے شکار کو ہاتھ بھی نہ لگائے دیا۔ ہم نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے اس کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر خود گھر لوٹ جائیں۔ جو نہی ہم پانی میں چلتے ہوئے گھر کو لوٹنے لگے۔ اُس نے بھی ہمارے پیچھے آنا شروع کر دیا لیکن وہ دو متضادم خواہشوں کے درمیان الجھتی نظر آتی تھی۔ وہ اپنے شکار کے ساتھ دریا کی غلط طرف بھی رہنا نہیں چاہتی تھی۔ دوسری طرف وہ شکار کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

آخر میں وہ ہچکچاتی ہوئی اس طرف لوٹ گئی۔ لیکن پھر اُس نے ہماری طرف آنے کی ایک کوشش کی۔ مگر وہ کچھ گولگو کی حالت میں واپس ہو گئی۔ تاہم ہمارے دوسرے کنارے پر پہنچنے تک ایسا فیصلہ کر ہی چکی تھی۔

اب ہم نے اسے ہرن کو پانی میں گھسیٹتے دیکھا۔ کیا خبر وہ کیا کرنا چاہتی تھی؟ یہ تو کئی بات تھی کہ وہ اس بھاری جانور کو ایلی ادھر نہیں لاسکتی تھی۔ لیکن ایسا ہمارے ماننے والی نہیں تھی۔ اُس نے لاش کو اپنے منہ میں پکڑا اور اس کے ساتھ گھرے پانی میں تیرنے لگی۔ اس کا سر گرفت کو زیادہ مضبوط کرنے کے لیے بار بار نیچے جھکتا تھا۔ وہ کبھی کھینچتی، کبھی زور لگاتی، دھکے لگاتی، کبھی گھسیٹتی، اگر ہرن کہیں پھنس جاتا تو اس پر اچھل کر اسے پھر تیراتی۔ اکثر دونوں ہی آنکھ سے اوجھل ہو جاتے، صرف ایسا کی دم اور ہرن کی ٹانگ سے پتا چلتا کہ نیچے دریا کی تہ میں کیا کشمکش جاری ہے۔ ہم بڑے غرے دیکھ رہے تھے۔ آدھ گھنٹے کی جان توڑ کوشش کے بعد وہ اپنے شکار کو بڑے فخر سے گھرے پانی سے کھینچتے ہوئے ہمارے نزدیک لے آئی۔ اب وہ واقعی تھک چکی تھی، لیکن اس کا کام ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ اپنے شکار کو ایک چھوٹی سی محفوظ جگہ تک کھینچنے کے بعد جہاں سے پانی کی لہریں اسے نہیں لے جاسکتی تھیں۔

کئی مرتبہ اُس نے انھیں سوتے میں چڑھایا، ان کے گرد منڈلائی، اور ان کے سینگوں کی دوسے بڑی ہوشیاری سے بچتی۔ وہ ہمیشہ اپنے پاؤں پر کھڑی رہتی حتیٰ کہ بھینٹے رخصت ہو جاتے۔

ایک صبح ہم ایک خشک دریا سے گزرے اور وہاں سے اس ریت میں سے گزشتہ رات گزرنے والوں کی خبر ملی۔ ان میں قابل ذکر دو شیر اور بہت سے ہاتھی تھے۔ سورج کی تپش بڑھ رہی تھی اور ہم بھی تین گھنٹوں کی مسافت سے دراندہ تھے۔ ہوا ہمارے مخالف تھی۔ ایک موڑ کے قریب بے پروائی سے آنے ہوئے ہم ہاتھیوں کے ایک گلے سے جا کھرا لے۔ خوش قسمتی سے ایسا ہم سے کافی دُور پیچھے آرہی تھی۔ اس لیے ہمارے پاس وقت تھا اور ہم اُونچے کنارے پر کوو گئے۔ ادھر ہاتھی دوسرے کنارے پر چڑھ گئے۔ اور اپنے تین بچوں کو انھوں نے حفاظت میں لے لیا۔ ایک بوڑھا ہاتھی گھات میں تھا کہ کوئی خطرے کی بات ہو تو حملہ کرے۔ ایسا بڑی ستانہ دار آرہی تھی۔ اور پھر ہاتھی کو دیکھ کر وہ بیٹھ گئی۔ ہم تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے فریقین نے ایک دوسرے کو ایک لامتناہی وقت تک دیکھا۔ آخر کار ہاتھی ہی شکست کھا گیا اور وہ اپنے گلے میں جا ملا۔ اور ایسا زہریلی کھیوں سے پینے کے لیے وہیں کر کے بل لوٹنے لگی۔

واپس آنے ہوئے جانے والے ایک ہرن کو جو دریا میں کھڑا تھا گولی کا نشانہ بنایا۔ بہت بڑی طرح چوٹ کھا کر وہ دریا میں پرلی طرف کو بھاگا۔ اور ایسا بھی اس کے پیچھے پیچھے اس گھرے پانی میں ناقابل یقین حد تک چھینٹے اڑاتی ہوئی تیر چلتے لگی۔ جب ہم دوسرے کنارے پہنچے تو ہم نے اسے دریائی جھاڑیوں میں ہرن کی لاش پر اپنے تئیں پایا۔ وہ بہت

انھوں نے نہ جانے ایسا سے اپنا انتقام کیوں نہ لیا۔

ایک روز ہم بہت تھکے ہوئے تھے اور میں ایسا کے پیچھے یونہی بے خبری چلی جا رہی تھی۔ اچانک وہ بڑے خوفناک انداز سے چچی، اپنی اگلی ٹانگوں پر کھڑی ہو کر پیچھے کو دوائی۔ ہم ایک درخت کے پاس سے گزر رہے تھے جس کی شاخیں زمین سے کوئی پانچ فٹ اوپر تک بھری ہوئی تھیں۔ اس میں ہم نے ایک سُرخ ناگ کو ٹنڈلی مارے دیکھا۔ اس نے ہمیں ہماری طرف اٹھایا ہوا تھا۔ شکریہ ایسا کا کہ کوئی حادثہ نہ گزرا۔ ورنہ ایک ناگ کے تنے قریب سے گزرتا تو بڑا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ کسی درخت میں ناگ دیکھنے کا یہ میرا پہلا اتفاق تھا۔ ایسا بھی اس سے خاصی گھبرا گئی تھی۔ اگلے چند روز تک جب بھی ہم اس درخت کے قریب آئے، وہ بڑی احتیاط سے گزرتی۔ ان دنوں گرمی بہت شدید تھی۔ ایسا اپنا اکثر وقت دریا میں ہی گزارتی۔ اکثر وہ ٹھنڈے پانی میں آدھے بدن کو ڈبو کر کھڑی رہتی۔ مگر مجھ بھی اگرچہ ہمیں بھڑت نظر آتے تھے لیکن وہ اسے بالکل کوئی ضرر نہیں پہنچاتے تھے۔ جب کبھی جارج دریا کے قریب گئی کی مرعوبی کو گولی کا نشان بتاتا۔ ایسا اسے پانی میں سے پکڑ لیتی۔ اور اس کی حفاظت کا بہانہ بنا کر پرندے کو منہ میں دبائے بڑی بڑی دیر تک پانی میں چھینے اڑاتی رہتی۔ ہم اسے دیکھ کر جتنا خوش ہوتے، اتنا ہی وہ اس کھیل سے غفلت ہوتی۔

اب اس کی صحت پوری طرح بحال ہو چکی تھی اور وہ بالکل تندرست تھی۔ اپنی عادتوں کے معاملے میں وہ بڑی روایت پرست واقع ہوئی تھی۔ چند معمولی سی تبدیلیوں کے سوا ہر روز کا وہی معمول ہوتا تھا۔ وہی صبح سویرے کی سیر، دوپہر کے وقت دریا

وہ ایک محفوظ خفیہ جگہ تلاش کرنے لگی۔ یہاں کنارے پر تیز نوک دار، خار دار سروں والی جنگلی کھجوروں کے چھوٹے چھوٹے پودوں کے بال سے بنے ہوئے تھے۔ یہ پودے دریا کے ڈھلوان کناروں پر لٹکے ہوئے تھے۔ ایسا بھی اس گنجان سبزے میں نہیں گھس سکتی تھی۔

ہم اسے اس کے شکار کے پاس چھوڑ کر کیمپ کو وٹے تاکہ جھاڑیاں کاٹنے کے لیے چاقو اور رسیاں لے آئیں اور ساتھ ہی ناشتہ بھی کرا لیں۔ واپس آکر ہم نے کھجور کے چھوٹے چھوٹے پودوں میں سے پانی کے کنارے تک راستہ بنایا۔ ایسا اس وقت آدمیوں کو بڑے شک سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے ہرن کے سر پر رسی کی ایک کند بھینکی۔ اب اسے ڈھلوان کنارے کے اوپر گھسٹنے کے لیے سب کچھ تیار تھا۔ پہلے جھٹکے پر ایسا غواٹی اور اس نے دھمکی کے طور پر اپنے کان کھڑے کر دیے۔ ظاہر ہے کہ اس کا خیال تھا کہ اس کا شکار اس سے چھینا جا رہا ہے۔ لیکن جونہی اس نے مجھے بھی کھینچنے والوں میں شامل پایا، اسے اطمینان ہو گیا اور وہ کنارے پر چڑھ آئی۔ ہماری ملی جلی کوششوں سے ہرن دریا سے دل فٹاؤر خُشکی پر آ رہا۔ اور یہاں لڑکوں نے ایسا اور اس کے شکار کے لیے ایک بڑی محفوظ، سایہ دار پناہ گاہ تیار کر رکھی تھی۔ اب اسے احساس ہوا کہ ہم نے اس کے لیے کیا کچھ کیا ہے۔ اب یہ منظر بھی قابلِ دید تھا کہ وہ کس طرح ایک ایک کے پاس جا کر اپنا سر گڑھتی اور دھیمی آواز سے ہر ایک کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔

میں نے دو مرتبہ اسے سیاہ سپاہی چیونٹوں کی ایک کھلی رو میں سے بڑی بے نیازی سے گزرتے اور اپنے بڑے بڑے پنوں سے ان کی منظم قطاروں کو ادھر ادھر منتشر کرتے دیکھا۔ اگرچہ یہ دہشت انگیز چیونٹیاں ہر اس چیز کو جو ان کے سفر میں غل ہو، کاٹی ہیں لیکن

اسے کہیں محبت ہو گئی تھی۔

اب تجربے سے ہمیں معلوم تھا کہ یہ عرصہ چار روز تک رہتا تھا۔ ہمارے پچھلے کیمپ کے حالات کے برعکس یہاں ہر چیز اسے آزاد زندگی کی طرف لوٹنے کے سنہری مواقع فراہم کرنے کے حق میں تھی۔ اب معلوم ہوتا تھا کہ ٹھیک وقت آ پہنچا ہے۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا کہ بڑی ہوشیاری سے اسے ایک ہفتہ کے لیے جڈا کریں۔ اور اکیلا رہنے دیں۔ ہمیں اُمید تھی کہ یہ اپنے ایک ساتھی کے پاس رہے گی۔ ہمیں اسے اپنی روانگی سے بے خبر رکھنے کے لیے بہت تیزی اختیار کرنا تھی۔

ابھی ہم سامان ہی باندھ رہے تھے کہ ایسا لوٹ آئی۔ ہم نے کچھ یوں سوچا کہ میں اس کی دیکھ بھال کروں اور جارج نیچے اکھاڑے اور سامان سے بھری کاروں کو قریب ایک میل کے فاصلے پر لے جائے اور جب سب کچھ تیار ہو تو مجھے بھی آٹنے کا پیغام پہنچا دے۔

میں ایسا کو نیچے سے دُور اپنے اسی درخت کے پاس لے گئی۔ شاید یہ آخری وقت ہو کہ ہم دونوں اس درخت کو اکٹھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ جان گئی تھی کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ اگرچہ میں نے اپنا عام معمول رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اپنا ٹائپ رائٹر بھی ساتھ لے گئی تھی اور اس کے شبہات دُور کرنے کے لیے وہی مافوس ٹیک ٹیک کر رہی تھی۔ لیکن اُسے یقین نہیں آتا تھا اور میں خود بھی ٹھیک سے ٹائپ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ میرا ذہن بڑا پریشان تھا۔ اگرچہ ہم نے اس رہائی کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کر لیا

کے کنارے پر اپنے اسی درخت تلے اُس کا میرے قریب سونا، پائے کے وقت تک یہ پروگرام چلتا۔ پھر ہماری سہ پہر کی سیر آجاتی۔ واپسی پر اسے اس کا کھانا انتظار کرنا پڑتا۔ وہ عموماً اسے اٹھا کر سینڈ روور کی چھت پر لے جاتی۔ یہاں وہ اس وقت تک رہتی جب تمام روشنیاں گل کر دی جاتیں اور ہر ایک غروب ہو جاتا۔ تب وہ جارج کے نیچے میں داخل ہوتی اور زمین پر اس کے بستر کے ساتھ سو رہتی۔ اس کا بچا ہمیشہ جارج کو چھوٹا رہتا۔

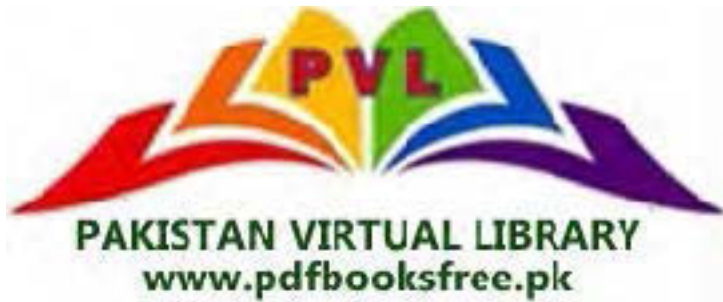
ایک سہ پہر کو ایسا سیر پر جانے کو تیار نہ ہوئی۔ جب رات پڑے ہم لوٹے تو اسے غائب پایا۔ اور وہ اگلی صبح تک نہ لوٹی۔ بعد میں ہم نے کیمپ کے نزدیک ایک بڑے شیر کے تہوں کے نشان دیکھے۔ اور جب وہ لوٹی تو میں نے اسی خاص جگہ کا اندازہ بھی لگایا جو اس کے دن آنے کی علامت تھی۔ اس کی حرکات بھی اس کی حالت کی غمازی کرتی تھیں۔ ناشتے کے فوراً بعد وہ چلی جاتی اور دن بھر باہر رہتی۔ اندھیرا ہوتا تو اُس کے سینڈ روور پر کودنے کی آواز کان پڑتی۔ اور میں فوراً ہی اُس کے ساتھ کھیلنے کو باہر نکل پڑتی۔ لیکن وہ پرے پرے رہتی، اور بے چین سی ہوتی۔ وہ نیچے چھلانگ لگا کر باہر اندھیرے میں غائب ہو جاتی۔ رات کے دوران میں اُسے دریا میں چھینٹے اڑتے سنتی اور ساتھ ہی خوفزدہ بندروں کا احتجاجی شور بھی ابھرتا۔ یہ کارروائی صبح صادق تک جاری رہتی۔ پھر ایسا ایک مختصر سے وقت کے لیے کیمپ میں آتی۔ جارج کی تھکیاں برداشت کرتی۔ اس پر 'خ' 'خ' کرتے ہوئے پھر چلی جاتی۔ یہ تو ظاہر تھا کہ

تھا اور ہمیں توقع تھی کہ ایسا یہ پابند زندگی بسر کرنے کی نسبت اس طرح ایک خوشحال مستقبل حاصل کرے گی۔ لیکن جب جدائی کا وقت آیا تو معاملہ مختلف بن گیا۔ کیونکہ ہمیں اپنی محبت کا رشتہ توڑنا تھا اور پھر کبھی ایک دوسرے کو نہیں دیکھنا تھا۔ ایسا نے ضرور میرے جذبات کو عسوس کر دیا تھا کہ وہ میرے سر سے (بار بار) اپنا ریشمی سر رگڑ رہی تھی۔

دیا ہمارے سامنے اسی طرح دھیمے دھیمے بہہ رہا تھا، جیسے یہ کل بہہ رہا تھا اور جس طرح یہ بہتا رہے گا۔ ایک بانسری کی صدا بلند ہوئی۔ پڑے کچھ سونکھے پتے گرے اور پانی انہیں بہا لے گیا۔ ایسا اس زندگی کا ایک جزو تھی۔ وہ انسان سے نہیں، فطرت سے تعلق رکھتی تھی۔ ہم "انسان" تھے، اس سے محبت کرتے تھے اور وہ بھی ہم سے محبت کرنے کے لیے ہی پر دان چپڑھائی گئی تھی۔ آج کی صبح تک وہ جن چیزوں سے مانوس تھی، کیا وہ ان سب کو بھول جائے گی؟ جب وہ بھوکے ہوگی تو کیا وہ شکار کرنے جایا کرے گی؟ یا یہ جانتے ہوئے کہ ہم نے آج تک اسے اکیلا نہیں چھوڑا، وہ پورے اعتماد سے ہمارا انتظار کرے گی؟ میں نے ابھی ابھی اس کے منہ کو چوما تھا۔ اسے اپنی محبت کا یقین دلانے کے لیے، اور اسے اپنی حفاظت کا احساس پیدا کرنے کے لیے۔ لیکن کیا یہ بوسہ ایک فریب نہیں تھا؟ ہائے، وہ کس طرح جان سکتی تھی کہ اسے دوبارہ آزاد زندگی کے لیے وقف کرنے

کے لیے۔۔۔۔۔ اسے تربیت کے لیے اور اپنا آقا۔۔۔۔۔ حقیقی آفت ڈھونڈنے کو اکیلا چھوڑنے کے لیے کس طرح مجھے اپنی ساری محبت قربان کرنا پڑ رہی تھی۔

فُور آیا اور اُس نے مجھے بلایا۔ وہ اپنے ساتھ کچھ گوشت لایا تھا۔ ایسا بڑے اعتماد سے ہمارے پیچھے پیچھے سرکنڈوں تک آئی اور کھانا شروع کر دیا۔ اور ہم چپکے سے دوڑ آئے۔



بڑی کمکت سے جھوٹا آرہا تھا۔ پھر یہ چرنے کوڑک گیا۔ اپنا سر اٹھا کر غور سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ہر لچتی ٹہنی کا رزنا ہوا سایہ دیکھ کر قدرتی طور پر چوکتا ہو رہا تھا۔ اگرچہ ہم ہوا کے صحیح رخ پر بالکل چھپ چکے تھے، مجھے تعجب نہ تھا کہ کہیں اُس نے ہمیں دیکھ تو نہیں لیا؟ یا خطرے کے متعلق میں یہ جلتی اور قدرتی خوف تھا کہ جو اس خوبصورت جانور کو اس طرح مسلسل اپنی حفاظت پر اکسائے رکھتا تھا؟ اس کا مکمل تناسب، اس کے جسم کے خوبصورت آثار، سفید دھاریاں اور پر شکوہ سینک اس ہرن کو قدرت کا ایک شاہکار بنا رہے تھے۔ ہم انتہائی مسرت سے اس ہرن کو دیکھتے رہے جب یہ آہستہ آہستہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کی طرف ٹپل رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ آخر کار غائب ہو گیا۔

اس کے بعد ہمیں دریا کے پاس سے شور مٹانی دیا۔ ہم ذرا خبردار ہو کر آگے بڑھے تو سامنے کنارے پر ایک 'ہیوادہ' اور اس کے پچھلے کو سرسبز جھاڑیوں میں چرتے دیکھا۔ ابھی سورج کی تیش بہت زیادہ تھی اس لیے وہ ٹھنڈے پانی کو نہیں چھوڑ سکتے تھے وہ وہیں ٹپے آرام سے جھاڑیوں میں نیم پوشیدہ شور مچاتے بغیر اپنا کھانا اڑاتے رہے۔ ہم نے اندازہ لگایا کہ دریا کی گرائی کے باعث، وہ اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہو ہو کر آہستہ آہستہ کنارے کے ساتھ ان کھٹے پتوں کی طرف بڑھ رہے ہیں جو پانی پر آدیراں ہیں۔

ہم اس پرسکون منظر کا تماشا کر رہے تھے، لیکن میرا دل ایسا میں اٹکا ہوا تھا۔ پھر مجھے دُور پرے کنارے پر ایک ہاتھی دکھائی دیا۔ محض چند گز پانی اس کے اور ہمارے درمیان حائل تھا۔ وہ ایک چھوٹے سے گلے کی قیادت کر رہا تھا، جو ہمارے سامنے کھڑا

آخری امتحان

ہم کاریں لے کر دس میل دُور ایک اور دریا کی طرف گئے، جو پہلے سے چھوٹا تھا لیکن گرائی میں زیادہ تھا۔ یہاں ہمارا ایک ہفتہ ٹھہرنے کا ارادہ تھا۔ ایک سہ پہر کو خاصی دیر گئے ہیں اور جارج کنارے پر چل قدمی کر رہے تھے۔ ہم بہت خاموشی سے چل رہے تھے ہمارے تصورات ایسا کے گرد تھے۔ میں نے بڑی صاف دلی سے احساس کیا کہ میں کس طرح اس کی فتاح ہو گئی تھی کس طرح میں قریباً تین سال ایک شیرنی کی زندگی ہی بسر کرتی رہی تھی۔ اس کے جذبات، دلچسپیاں اور حرکات میں برابر کا ساتھ دیتی۔ ہم ایک دُورے کے اتنے قریب رہے تھے کہ اب جدائی ناقابل برداشت معلوم ہوتی تھی۔ ایسا کو ساتھ چلتے ہوئے نہ دیکھ کر مجھے بڑی شدت سے تنہائی کا احساس ہوا۔ آج کوئی ایسا مجھ سے اپنا سر نہیں رگڑ رہی تھی اور اپنی نرم کھال اور گرم جسم کا لمس نہیں بخش رہی تھی۔ ابھی تو اسے ایک ہفتے کے اندازہ نہ دیکھنے کی بلاشبہ امید تھی۔ یہ وقت مجھے کتنا طویل لگ رہا تھا۔

اچانک جارج آگے اشارہ کرتے ہوئے ٹھہر گیا اور ہم نیچے زمین کے ساتھ ہو گئے۔ ایک چھوٹا ہرن، ہماری طرف بڑھا آرہا تھا۔ وہ زیریں روئیدگی کی فوجی کلیوں پر

کی جانی پہچانی آواز سنائی دی۔ 'ہنسک ہنسک' اور وہ دریا کی طرف سے انتہائی تیزی سے آتی دکھائی دی۔ اس کے خیر مقدم سے ظاہر تھا کہ وہ ہیں اسی طرح یاد کرتی رہی ہے جس طرح ہم اس کے تصور میں گن رہے ہیں۔ اُس کی 'گرگز' اور 'میاؤں میاؤں' نے ہمیں جڑا متاثر کیا۔ ہم اس کے لیے ایک ہرن لائے تھے، لیکن اُس نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ نہیں اور ہماری بلائیں بیتی رہی۔ جونہی یہ خوشیاں پوری ہو گئیں، میں نے اس کے پیٹ کی طرف دیکھا، یہ بالکل پُر تھا۔ اُس نے ابھی کچھ کھایا ہوگا، اس سے میرے ذہن کا بہت سارا بوجھ ہٹا ہو گیا۔ کیونکہ اس کا مطلب تھا اب سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ اُس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ اپنی حفاظت کر سکتی تھی اور جہاں تک کم از کم خوراک کا تعلق ہے وہ اب ہم سے بے نیاز ہے۔

جب ہمارے نیچے نصب کیے جا رہے تھے، میں اسے دریا پر لے گئی اور ہم نے وہاں اکٹھے آرام کیا۔ میں اب بہت شاد تھی اور یہ احساس مجھے ملنے لگا کہ سننا تھا کہ ایسا کا مستقبل اب یقینی ہے۔ وہ بھی یہی محسوس کر رہی تھی کیونکہ اُس نے اپنا بڑا نرم پنجہ میرے جسم پر رکھا اور اُدھمکھنے لگی۔ اس کے سر اور پر اٹھانے کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ وہ ایک جنگلی ہرن کی طرف دیکھ رہی تھی جس کی سُرخی جھلک اگلے کنارے پر پتوں میں سے نظر آرہی تھی۔ ایسا کہ کسی دیہی کے بغیر ہی دیکھ رہی تھی۔ ہرن ہماری موجودگی سے بے خبر دھیرے دھیرے آگے آ رہا تھا۔ ایسا خواہ اس لمحے کتنی ہی خوش تھی لیکن ہرن میں اُس کی غیر دیہی اس کے بھرے ہوئے پیٹ کے باعث تھی۔ پتا نہیں اُس نے کیا کھایا ہوگا؟ بعض چھوٹے چھوٹے بندر خاموشی سے ہیں درختوں میں سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن آج ہمارے وہ شور مچاتے دوست، وہ عوام

پر بھوقوں کی سی خاموشی سے آپہنچا تھا۔ کنارے کی چٹان کا شگاف کچھ تنگ ہی تھا اور ہاتھبندوں کو باری باری پانی پینا پڑتا تھا۔ پہلے وہ اپنی سونٹ سے پانی کو بار بار پھینکتے اور پھر اسے لمبے لمبے گھونٹ بھر کر پی جاتے۔ جب ہر ہاتھ سیر ہو کر پانی پی لیتا، تو وہ بڑی احتیاط سے پیچھے قدم اٹھاتا اور دوسرے پیاسے جانور کے لیے جگہ بنا دیتا۔ اس اثنا میں یہ دو پتوں کے گرد حلقہ سا بندے رکھتے اور اپنے مضبوط جسموں سے ان کی حفاظت کرنے تاکہ پیچھے سے کوئی خطرہ پانہ ہو جائے۔

سورج ڈوب رہا تھا اور اس کی گرم روشنی جنگلی کھجور کے چکے جوڑوں پر منعکس ہو کر ان جوڑوں کے سروں کو سنہری چمک سے معمور کر رہی تھی۔

پھر مجھے ایسا یاد آگئی۔۔۔۔۔ وہ کتنی خوبصورت دنیا میں پیدا ہوئی تھی۔ اس سے جدائی میرے لیے خواہ کیسی ہی ہو، لیکن ہمیں اسے اس کی اصل زندگی ٹٹلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اس پابند زندگی سے اسے نجات دلانی چاہیے جہاں وہ فطرت کی ہر اس آسائش سے محروم ہے جو فطرت نے خاص طور پر اسی کے لیے بنائی ہے۔ اگرچہ اب تک کہیں ایسی مثال نہیں ملتی تھی کہ ایک پالتو شیر آسانی سے آزاد کیا جا سکا ہو لیکن ہمیں اب بھی اُمید تھی کہ ایسا جنگلی زندگی کو اپنالے گی۔ کیونکہ وہ اس زندگی کے بہت قریب رہی ہے۔

ہم کار، پریشانی کا ہفتہ اپنے انتقام کو پہنچا اور ہم یہ دیکھنے چلے کہ ایسا امتحان میں کیسی رہی؟

جب ہم اپنے گزشتہ کیمپ میں پہنچے، ہم نے فوراً اس کے قدموں کے نشانات کی جستجو کی مگر ان کا کوئی نشان نظر نہ آیا۔ میں نے آوازیں دینا شروع کر دیں۔ جلد ہی اس

ہمیشہ موجود رہنے والے بندر کہاں تھے؟ بعد میں ایسا کے پہلے شکار سے متعلق میرے خدشات یوں ٹپختے ہو گئے کہ میں نے پانی پینے کی جگہ کے قریب ہی بندر کے بالوں کے کچے ٹپے دیکھے تھے۔ اس جگہ بندر ایسا کو اکثر چھڑا کرتے تھے۔

اب چونکہ ایسا کے مستقبل کے بارے میں ہمارے ذہن مطمئن تھے اس لیے ہم فیصلہ کیا کہ ایک مختصر عرصے کے لیے اس کی رفاقت کا لطف اٹھالیں اور آخری جدائی کے لیے برپا ہونے والے موقع کا انتظار کریں۔ اس طرح کہ وہ لمحہ زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ ہم نے پھر اپنی زندگی کو وہیں پایا جہاں ہم اسے چھوڑ گئے تھے۔ اگرچہ ایسا ہمیں کبھی کبھی ہی آنکھوں سے اوجھل ہونے دیتی تھی تاہم ہم اسے نیک شگون ہی سمجھتے تھے کہ وہ اپنے شکار کی جبلت کو جاری رکھ رہی تھی اور کبھی کبھی سیر کے دوران وہ ایک آدھ گھنٹے کے لیے ہم سے بچھڑ جاتی تھی۔

یہ علاقہ بہت گرم ہو رہا تھا اور اکثر آسمان گھاس کے جلنے کی وجہ سے روشن ہو جاتا تھا۔ اگلے دو تین ہفتوں تک مینوڑی سی بارشوں کی توقع تھی اور جھلستی ہوئی دھرتی اب حیات کو قریب رہی تھی۔ زہریلی مکھیاں آج کل بہت سرگرم تھیں۔ اور ایسا ان سے بہت تنگ آئی ہوئی تھی۔ خاص کر سورج چڑھتے ہی اور سورج ڈوبنے سے کچھ دیر پہلے توان کا زور ہوتا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں میں انھیں بھگالنے کو دوڑتی یا وہ اپنے غاروں میں جسم کو زمین سے چٹا دیتی۔ اس کے عام پکنے بال کھڑے ہوتے۔

اپنے کیپ کی زندگی سے بے نیاز کرنے کے لیے، ہم اسے پورے دن کے لیے باہر لے گئے اور صبح سویرے دو تین گھنٹے سیر کے بعد ہم دریا کے کنارے ایک

سایہ دار جگہ تکے بٹھ گئے۔ ہم نے وہاں پچک منائی اور میں نے اپنی سکیج بک نکال لی۔ ایسا جلد ہی سینکڑی آغوش میں چلی گئی۔ میں اکثر ٹپختے یا سوتے وقت اسے پیچھے کے طور پر استعمال کرتی۔ جارج اپنا زیادہ وقت مجھلی پکڑنے میں لگا دیتا۔ اور عموماً ہمارا دوپہر کا کھانا دریا سے ہی فراہم کر دیتا۔ ایسا سب سے پہلے مجھلی لیتی، لیکن اسے کچھ دیر سنبھلنے کے بعد ناک بھول چڑھانے لگتی اور پھر اس کے بعد جارج کے باقی ماندہ شکار میں کوئی دلچسپی نہیں لیتی تھی۔ نور اور سب روق برادر بڑے پچھاننا ماں ثابت ہوئے اور جونی شکار ہاتھ لگتا، وہ اسے بھون لاتے۔

ایک مرتبہ ہم ایک گرچہ پر اچانک جا پڑے۔ وہ چٹان پر بیٹھے ہوئے دھوپ سینک رہا تھا۔ وہ بوکھلا کر ایک تنگ سے چٹمے میں کود گیا۔ یہ چشمہ ڈھلوان مٹیوں کی وجہ سے کٹا ہوا تھا۔ یہاں پانی صاف اور کم گہرا تھا۔ اور ہماری نظر تہ تک جا سکتی تھی لیکن جیسے گرچہ کا کوئی نشان نظر نہ آیا، ہم حیران تھے کہ وہ کہاں چلا گیا۔ ہم اپنے کھانے پر بیٹھ گئے۔ ایسا پانی کے کنارے سٹکنے لگی۔ اور میں اس کے سامنے جھک گئی۔ جلد ہی جارج اپنی ماہی گیری جاری رکھنے کو اٹھ پڑا۔ لیکن اس نے پہلے یہ یقین کرنے کے لیے کہ گرچہ ابھی چٹمے میں ہے یا نہیں، تہ میں ایک لمبی چھڑی ڈال کر مٹائی۔ اچانک ہی چھڑی کو اس کے ہاتھ میں جھٹکا لگا۔ اور ایک چھ فٹ کا گرچہ جو ریت میں چھپا ہوا تھا، تیلیٹی پر لیٹا ہوا دوسرے چٹمے میں جا چھپا۔ اس نے اس کھردری چھڑی کے سہارے پر کٹا تھا۔ ایسا نے اس واقعہ کی طرف توجہ نہ دی تھی اور ہم بھی گرچہ کے شکار کے لیے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرنا چاہتے تھے، اس لیے ہم چل پڑے۔

شاید اس نے، ماجی۔ ایسا، کو ایک بہتر اصول سمجھ کر قبول کر لیا تھا اور اسے اپنی تعلیم کا ایک حصہ سمجھ بیٹھی تھی۔

یہ روزمرہ کی جہیں ہم سب کو ایک دوسرے کے قریب سے آئیں۔ اور تو اور فرد اور بندوق اٹھانے والا لڑکا بھی ایسا کی موجودگی سے بڑا لطف اٹھاتا ہے۔ جب وہ اپنی سوچ میں آکر ان پر بیٹھ جاتی یا ناک رگڑنے کے لیے ان کی طرف آتی تو وہ ذرا بھی پریشان نہ ہوتے۔ نہ ہی وہ سینڈ روڈ کے پچھلے حصے میں اس کے ساتھ بیٹھنے سے بڑا ملتے۔ جب وہ ان کی ٹریوں بھری ٹانگوں پر اپنا ۳۰ پاؤنڈ کا بوجھ ڈالتی۔ تو وہ محض ہنس پڑتے اور اسے تھپکیاں دیتے۔ اور ایسا اپنی کھوری زبان سے ان کے گھٹنے پائنتی رہتی۔

ایک دفعہ ہم ایسا کے ساتھ دریا کے کنارے پر آرام کر رہے تھے۔ وہ ہمارے درمیان پڑی سو رہی تھی۔ جارج نے سامنے کی جھاڑیوں میں سے دو سیاہ فام چہروں کو اپنی طرف گھورنے دیکھا۔ یہ دو قانون شکن شکاری تھے جو کانوں اور ہر میں بچے تیروں سے ملے تھے۔ انھوں نے اس جگہ کو یوں چنا تھا کہ یہاں بیٹھیں اور پھر شکار کو چھپا کر نیچے پانی پینے کو ہائیں۔

اچانک اس نے خطرے کا اعلان کیا۔ اور فرد اور بندوق بڑا لڑکے کے ساتھ بھی دریا کی طرف بھاگ پڑا۔ ایسا بھی اچانک ہوشیار ہو پڑی۔ وہ ہمیشہ ہی کسی قسم کے لیے تیار رہتی تھی۔ جو اس تعاقب میں جا ملی۔ وہ شکاری جان تو بچا گئے لیکن میں وہ کہانی مزور بیان کروں گی، جو انھوں نے جا کر اپنے گاؤں میں سنائی کہ کس طرح ”بوانگیم“ (جارج کا مقامی نام) نے قانون شکن شکاریوں کے شکار کے لیے شیروں کو مامور کر دیا ہے۔

کچھ دیر بعد ہی اس کے دوپہر کے پانی پینے کے وقت ایک وارٹ ہوگ سو رہی تھی آگیا۔ ایسا نے اس پر حملہ کیا اور پھر جارج کی رائفل کی ایک گولی کی مدد سے اس نے سوڑ کو گردن سے پکڑا اور اس کا گلہ گھونٹ دیا۔ یہ معرکہ دریا سے تھوڑی سی دور ہوا۔ میرا خیال تھا کہ پانی کے کنارے سامنے میں یہ جگہ بہت آرام دہ رہے گی۔ میں نے کئی مرتبہ کبھی سوڑ کی طرف، کبھی دریا کی طرف اشارے کیے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتی رہی ”ماجی۔ ایسا، ماجی۔ ایسا“ وہ ماجی کے لفظ سے خوب آشنا تھی۔ کیونکہ ٹوروسے پانی کا پیالہ بھروانے کے لیے میں یہی لفظ استعمال کیا کرتی تھی۔ اب یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ’پانی‘ کے لیے اس ’سو اہلی‘ لفظ کو پوری طرح سمجھ رہی تھی۔ کیونکہ وہ اپنے شکار کو دریا کی طرف کھینچنے لگی۔ وہ اس مردہ جسم کے ساتھ دریا میں کوئی دو گھنٹے تک کھیتی رہی۔ کبھی اس سے چھینٹے اڑاتی، اور کبھی غمٹے لگاتی اور اس سے وہ پوری طرح لطف اندوز ہوتی رہتی حتیٰ کہ وہ تھک گئی۔ آخر میں سوڑ کو دوسرے کنارے کی طرف گھسیٹنے لگی اور اسے لے کر گھنی جھاڑیوں میں چھپ گئی۔ وہاں وہ ہمارے کیپ کے کھٹنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتی رہی۔ پھر اس نے بچتہ ارادہ کر لیا کہ وہ پیچھے نہیں رہے گی کیونکہ جو نہی ہم چلنے کو آئے، وہ شکار کو پھر ہماری طرف گھسیٹ لائی۔ ہم نے شکار کو اس کے سامنے لاٹ دیا اور گوشت اور بندوق اٹھانے والے میں تقسیم کر کے چل پڑے۔ ایسا بڑی خوش خوش ہمارے پیچھے آ رہی تھی۔

اس کے بعد تو ایسا ہر روز ہی دریا کے قریب ایک آدھ شکار کر لیتی۔ پھر اسے پانی میں گھسیٹ لے جانے کی زحمیتیں بھی برداشت کرتی اور ’وارٹ ہوگ‘ کے ساتھ کھیلے ہوئے کھیل کود دھاتی۔ ہم اس عجیب فعل کی وجہ نہ دریافت کر سکے۔

ایک روز صبح سویرے جب ہم ناشتے سے پہلے کی سیر کو باہر آئے ہوئے تھے۔ ایسا سب سے آگے آگئی اور بڑے حوصلے سے ایک سمت کو بڑھتی گئی۔ وہ ایک ایسے مقام کی طرف جا رہی تھی جہاں سے رات کو ہاتھوں کے شور چلانے کی بہت آوازیں آتی تھیں۔

دفعۃً وہ رُک گئی اور سہا کو سونگھنے لگی، پھر ہمیں پیچھے چھوڑ کر اپنے اُبھرے ہوئے سر کے ساتھ بڑے تیز قدم اٹھاتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد ہمیں دُور سے ایک شیر کی مدھم سی صدا سنائی دی۔ اس روز وہ باہر ہی رہی۔ کافی شام گئے ہم نے اس کی آواز ایک اور شیر کی آواز کے ساتھ ملی جلی سنی۔ رات کو وہاں لگڑ جگے بہت نظر آتے رہے اور ان کے لغو قدموں نے ہمیں رات بھر سونے نہ دیا۔ صبح نو وار ہوئی تو ہم نے ایسا کے قدموں کے نشانات کا سراغ لگایا۔ جلد ہی ہم نے کیمپ سے دُور جاتے ہوئے نقوش دیکھے۔ یہ ایک دُوسرے شیر کے نشانات کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

اگلے روز ہمیں تنہا اسی کے نقوش ملے۔ اس کی غیر ماضی کے چوتھے روز ہم نے اسے دریا کے قریب ڈھونڈا۔ دن بھر ہم اسے تلاش کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہم نے بالکل غلط توقع اپنے آپ کو ہاتھوں کے ایک گلے کے زرخ میں پایا۔ اس وقت سوائے بھالگئے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ پانچویں روز صبح سویرے ایسا بھوکا ہاری لوٹی اور اُس نے اُنا کھا یا کہ اس کا پیٹ پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ خیائی بستر پر چلی گئی اور اُس نے صاف صاف بتا دیا کہ کوئی (اس کی نیند میں) غل نہ ہو۔ میں نے بعد میں کچھ دانتوں کے نشانات اور اس کی پھیلی ٹانگوں کے جوڑوں پر پتوں کے کمی نشان دیکھے۔ میں نے حتیٰ الامکان ان کی اچھی طرح مرہم پٹی کی۔ اُس نے بڑی محبت

کا ثبوت دیا۔ میرے انگوٹھے چوستی رہی اور مجھے اپنے قریب کیسے رکھا۔ سہ پہر کو وہ میرے کیسے نہ گئی۔ پسند رو دور کی چھت پر بیٹھی رہی۔ حتیٰ کہ اندھیرا ہو گیا اور وہ رات کو کہیں غائب ہو گئی۔ کوئی دو گھنٹے بعد ہمیں کچھ فاصلے سے ایک شیر کی گرج سنائی دی اور ساتھ ہی ایسا کا جواب بھی۔ پہلے تو آواز غصے کے قریب سے ہی آئی لیکن یہ بتدریج شیر کی جانب ڈوبتی گئی۔

اگلی صبح ہم نے فیصلہ کیا کہ ایسا کو چند روز اور تنہا چھوڑنے کے لیے یہ سنہری موقع ہے۔ ہم وہاں سے خیمے کو لے چلے تاکہ اسے ایک جگہ شیر کے ساتھ رہنے کا موقع ملے۔ شاید ہماری موجودگی کے باعث شیر دُوسری صورت اختیار کرے۔ ہمیں علم تھا کہ اب وہ اپنی حفاظت آپ کرنے کے بالکل اہل ہے۔ اس احساس کے باعث یہ جدائی پہلے کی طرح اتنی تکلیف دہ نہ ہوئی۔ لیکن مجھے (اس کے جسم پر) دانتوں کے زخموں کے بارے میں بہت تردد تھا۔ مجھے کچھ شک تھا کہ کہیں وہ پک نہ جائیں۔

ایک ہفتے کے بعد ہم اپنے خیمے کی جگہ بدلے اور ایسا کے دو دریائی برنوں کے شکار میں شامل ہوئے۔ یہ سہ پہر کی ابتدا ہی تھی۔ اور گرمی بہت تھی۔ وہ بچاری بہت بھوکا ہو گیا جو اس وقت دن کے پھلے جھتے میں شکار کر رہی تھی۔ اُس نے ہمارا بڑے پیار سے خیر مقدم کیا اور ہم جو گوشت اس کے لیے لائے تھے۔ اس پر ٹوٹ پڑی۔ میں نے اس کی کہنی پر ایک اور نیاز حنم دیکھا، اس کے پرانے زخم بھی بڑی طرح مرہم پٹی کے محتاج تھے۔ اگلے تین روز اُس نے اپنے فائدہ کشی کے دنوں کی غائب تلافی کی۔

اب ایسا کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ امریکہ کے کھلاڑیوں کی ایک پارٹی اس کی تصویریں آنارنے کے لیے خاص طور پر ہمارے پاس آئی۔ اس نے بڑی شان و شوکت سے ان کی خاطر تواضع کی اور انہیں خوش کرنے کے لیے ہر ممکن کام کیا۔ وہ درخت پر چڑھتی، دریا میں کھیلتی، مجھے گرائی، ہمارے ساتھ چائے میں شریک ہوتی۔ وہ ایسے ایسے تربیت یافتہ کردار کا مظاہرہ کر رہی تھی کہ ہمارے مہمانوں میں سے کوئی بھی یقین نہ کر سکا کہ وہ ایک پوری عمر کی شیرینی ہے جو ان کی آمد سے کچھ دیر پہلے ہی بالکل اسی کام سے ایک جنگلی شیر کے ساتھ تھی۔

اس رات ہمیں ایک شیر کی آواز سنائی دی اور ایسا فوراً ہی اندھیرے میں آنکھوں سے اوجھل ہو گئی اور دو روز باہر رہی۔ اس دوران میں وہ محفوظ سی دیک کے لیے جارج کے نیچے میں آئی۔ اس کا دل محبت سے معمور تھا۔ جارج بستر پر سو رہا تھا، اس لیے اس نے بستر کے ایک سرے پر بیٹھ کر بستر کو قریباً توڑ ہی دیا۔ صبح کو ہم نے اس کے قدموں کے نشانات کی پیروی کی۔ یہ کیمپ کے پاس ہی ایک چٹان کے سرے کے پاس جا رہے تھے۔ چوٹی پر چڑھنے اور اس کے بیشنے کی تمام پسندیدہ جگہوں میں بے سود ڈھونڈنے کے بعد ہم ایک گھنی جھاڑیوں کے جھنڈ میں قریباً اس پر گر ہی پڑے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس امید سے خاموش رہی تھی کہ ہم اسے دیکھ نہ لیں۔ لیکن اپنی تنہا رہنے کی نمایاں خواہش کے باوجود بھی وہ حسب معمول محبت سے ملی اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ وہ ہم سے مل کر بہت خوش ہے۔ ہم نے اس کے احساسات کا احترام کرتے ہوئے اسے بڑی ہوشیار سے تنہا چھوڑ دیا۔ اس شام کو کافی دیر گئے ایک شیر کی گرج ہمارے کان بڑی۔ اور

دیا کے ہلائی جتھے سے اس کے خادم گھڑ بچے کے قہقہے سنے۔ فوراً ہی ایسا کی آواز بھی کیمپ کے قریب سے ابھری۔ شاید وہ اب جان گئی تھی کہ جب اس کا آقا — شکار کر رہا ہو تو وہ دور ہے۔ اس کے قریب جانے سے پہلے وہ انتظار کر رہی تھی کہ وہ خوب سیر ہوئے پھر وہ چند لمحوں کے لیے جارج کے نیچے میں لوٹ آئی۔ اس کے گرد بڑے پیار سے اپنا پنجرہ رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ میاں لگی جیسے اسے کہہ رہی ہو "تجھیں علم ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں، لیکن باہر بھی میرا ایک دوست ہے جس کے پاس مجھے بس جانا ہی چاہیے۔ مجھے امید ہے تم بات سمجھ گئے ہو"۔ پھر وہ چلی گئی۔ اگلے روز صبح سویرے ہم نے ایک بڑے شیر کے قدموں کے نشان نیچے کے نزدیک ہی دیکھے۔ وہ مزدور باہر کھڑا انتظار کر رہا ہوگا، جب ایسا جارج کے نیچے میں آکر صورت حال کی وضاحت کر رہی تھی۔ وہ نینو روز باہر رہی۔ لیکن ہر شام کو چند منٹ کو اپنی محبت کا یقین دلانے کے لیے آتی رہی۔ لیکن پھر وہ ان گوشت کو جو اس کے لیے تیار کیا جاتا، بغیر ہاتھ لگائے چلی جاتی۔ جب وہ ان غیر حاضر یوں کے بعد لوٹتی، تو وہ پہلے سے بھی زیادہ محبت کا اظہار کرتی۔ جیسا کہ وہ ہمیں چھوڑ کر پہلے جانے کی تلقین کرنا چاہتی ہو۔

بازئیں شروع ہو چکی تھیں اور حسب معمول ایسا کی طاقت اور شرارتی جس بھڑک ہی تھی۔ وہ کسی موزوں آواز سے چھپ کر ہماری گھات میں بیٹھتی۔ ہماری پارٹی میں ہمیں ہی اس کی محبوب تھی۔ وہ میری تہ دل سے عزت کرتی تھی۔ اور میں ہی اکیلی تھی جو عموماً اپنے آپ کو ایسا کے نرم، لیکن بھاری پوچھ تلے دبا ہوا زمین پر گرا پاتی اور وہ مجھے اور دبا رہی ہوتی کہ جارج آکر مجھے چھڑاتا۔ اگرچہ میں جانتی تھی کہ یہ صرف اس کی محبت ہے کہ ایسے

موتوں کے لیے مجھے انتخاب کرتی تھی۔ مجھے اس کی یہ عادت نہ کوئی اڑی کبھی نہ کسی مدد کے اٹھنے کے قابل ہی نہیں رہتی تھی۔ جلد ہی وہ میری آواز کے لمحے سے بھر گئی کہ یہ کھیل پسند نہیں کیا جا رہا ہے۔ پھر یہ منظر بھی قابل دید تھا کہ وہ کس طرح اپنی پھرتی طاقت پر مضبوط کرتی تھی۔ وہ ایک اڑتی ہوئی جست لگاتے ہوئے بھی آخری لمحے اپنے آپ پر قابو پاتی اور میرے پاس ایک پُر وقار انسان سے آتی۔

بارشوں کی پہلی بھرپور بارش سے ہی خشک، بجھوری کانٹے دار جھاڑیاں چند روز میں ہی جنت عدن کا روپ دھار گئیں۔ ریت کا ہر ذرہ ہی اپنے نیچے سے کسی بیج کو اکاٹا نظر آتا تھا۔ ہم شاندار رس بھرے پودوں کے میدانوں کے پاس گزے، ہر جھاڑی پیلے پیلے، سفید اور ہلکے زردی مائل شگوفوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ معلوم ہوتی تھی۔ ہمارے حواس کے لیے یہ تبدیلی اگرچہ خوش گوار تھی لیکن ہماری سیر میں اس کے باعث خاصی تھکا۔ بڑھ گئیں۔ کیونکہ اب ہمیں چند فٹ سے آگے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ برساتی چشمے ہر جگہ تھے اور سب جگہ ہی جانوروں کے قدموں کے آذہ نشانات پڑے ہوئے تھے۔ ایسا نے ان کی نیوز ریلوں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اکثر ہمیں شکار کرنے چلی جاتی۔ بعض اوقات ہم اسے دیہاتی ہرنوں کا تعاقب کرتے دیکھتے، جنہیں وہ ہماری طرف ہانک لاتی۔ بعض دفعہ ہم اس کے قدموں کے نشانوں سے اس کا سراغ لگاتے تو اسے خشکی کے ہرنوں کا چھپا کرتے پاتے۔ شکار کرتے ہوئے وہ بل کھاتی پچھڑیوں کو کاشتی ہوئی بالکل ناک کی سیدھ میں چلی جاتی۔ تاہم ان دونوں اسے خدا کا خوب مل جاتی اور اس کا شکم پُر ہوتا، اس لیے یہ شکار وہ خاص سنجیدگی سے نہیں کرتی تھی بلکہ اس کا یونہی وقت گزارنے کا مشغول تھا۔

ایک صبح ہم دریائے سندھ کے ساتھ دن گزارنے کے ارادے سے چپ چاپ سیر کر رہے

تھے۔ ایسا ہمارے ساتھ تھی اور اس کی طاقت جہیں جہیں پہنچی۔ اپنی دم کو ہلا کر ادھر ادھر کا جائزہ لے کر بڑے مزے سے وقت گزار رہی تھی۔ کوئی دو گھنٹے چلنے کے بعد ہم اس تلاش میں تھے کہ کہیں ناشتہ کر لیں۔ کہ اچانک میں نے ایسا کو۔ رکتے دیکھا، اس کے کان کھڑے ہو گئے اور اس کا جسم شدت جذبات سے تھرنے لگا۔ اگلے لمحے وہ جا چکی تھی۔ اور نیچے دریا کے اس طرف مورچے کی طرح ایسا وہ چٹانوں کی طرف کوئی آواز پیدا کیے بغیر ہی کود گئی۔ پھر وہ نیچے گھنی جھاڑیوں میں غائب ہو گئی۔ یہاں دریا کی چھوٹی چھوٹی جزیروں میں بنا ہوا ہے۔ ہر جزیروہ ایک ناقابل گزر گنجان جنگل ہے۔ جہاں ٹوٹے ہوئے درخت اور دوسرا طبع پڑا ہے۔ ہم اس کی اس مہم کا نتیجہ دیکھنے کے لیے رُک گئے تھے۔ جبکہ ہمیں جیسا کہ میرا خیال ہے، ہاتھی کے دھانسنے کی صاف صاف آواز سنائی دی۔ گہری مرتعش آوازوں نے ہوا میں پھل پڑا کر دی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ نیچے جنگل میں ایک نہیں بلکہ کئی ہاتھی ہیں۔ ہمارے میری بات نہ مانا۔ اس کا کنا تھا کہ یہ شور بھینے کا ہے۔ میں نے بے شمار بھینسوں کو مختلف قسم کی جھینیں بلند کرتے سنا تھا لیکن کسی نے آج تک یہ خاص باتیں کی سی آواز نہ لکائی تھی۔ ہم نے کم از کم پانچ منٹ توقف کیا کہ ایسا کچھ دیر بعد اپنے ساتھیوں سے اُکٹا جائے گی جیسا کہ وہ عہد کرتی تھی۔ پھر ایک بڑی گہری پاؤں آواز اُبھری اور اس سے پہلے کہ میں جانتی کہ کیا ہو رہا ہے، بارج نیچے چٹان میں یہ کنا ہوا کود گیا کہ ایسا خطرے میں ہے۔ میں بھی جتنی تیزی سے ہو سکا، اس کے پیچھے ہوئی، لیکن مجھے ایک دم رُکنا پڑا کیونکہ بالکل سامنے سے تیز چڑھنے کا آواز تازہ طوفان اُبھرا۔ گھنی جھاڑیوں میں سے پھلانگتے ہوئے میں بڑی بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ بار بار تصور کرتی کہ ابھی کسی پھرے ہوئے ہاتھی کی قوی ہیکل شکل جھاڑی

نازک مقام یعنی پھل ٹانگوں کے درمیان حملہ کیا اور وہ یہی کر رہی تھی کہ ہم پہنچ گئے۔
 جارج منتظر باحتی کہ ایسا نے اسے موقع دیا اور اُس نے ایک پُرجم گولی سے
 اس بقیہ کی تکلیف کا خاتمہ کر دیا۔ جو سنی یہ خاتمہ کرنے والی گولی چل چکی ہم نے
 فُرد کو کرتک ڈوبے ہوئے جھاک اڑائی موجوں میں چلتے دیکھا۔ وہ خود اس گوشت کے
 پہاڑ پر چڑھنے کا موقع لیے بیڑہ سکا۔ لیکن چونکہ وہ مسلمان تھا اس لیے وہ بھینے کا گوشت
 اس وقت تک نہیں کھا سکتا تھا جب تک کہ وہ اس کے مرنے سے پہلے پہلے اسے گردن
 سے ذبح نہ کر لیتا۔ وقت بہت کم تھا۔ اس لیے وہ بڑی جرات سے پوشیدہ اور چپنی
 چٹانوں سے شکار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ایسا بھی بھینے پر بیٹھے ہوئے اپنی جگہ سے فُرد
 کی ہر حرکت کو بڑی شدید جذبے سے دیکھ رہی تھی۔ حالانکہ وہ فُرد کو اس وقت سے جاتی
 تھی جب وہ ایک ننھی سی پتی تھی اور وہ اسے ہر طرح کی تے تکلفی کی اجازت دے دیتی تھی
 لیکن اب وہ شکست کی نگاہوں سے گھور رہی تھی۔ پھڑپھڑاتے کانوں اور دھمکی
 آمیز غراہٹ سے اپنے مفاہم سے بھی اس بھینے کو بچانا چاہتی تھی۔ وہ بڑی مغبناک
 معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن فُرد اپنی سپیٹ پوجب کے تصورات میں کشاں کشاں، اس
 کی دھکیوں کی کوئی پرواہ نہیں کر رہا تھا۔ یہ ایک مضحکہ خیز منظر تھا کہ اس کی نازک سی
 کھال والی شکل ایک خوفناک طور پر گرجتی ہوئی شیرنی کی طرف بے خونی سے لڑاتی جا
 رہی تھی۔ جو ایک دم توڑنے اور دوستیاں مارتے بھینے کی گردن دبا ئے بیٹھی تھی۔
 جب وہ آگے بڑھا تو اُس نے اپنی بڑی انگلی اُس کی طرف ہلائی اور کہنے لگا "نہ!"

یہ چرٹ کی بات ہی تھی کہ ایسا نے اس کا حکم مانا اور بھینے کے عین سر پر بیٹھے

میں سے ظاہر ہوگی۔ اور راستے کی ہر چیز کو درہم برہم کر دے گی۔ یونہی قدرتی طور پر میں نے سب
 لوگ ٹھہر گئے اور جارج کو لپکارا کہ آگے نہ بڑھے۔ لیکن وہ کسی بات پر مرنے والا نہ تھا۔
 وہ پیلوں اور درختوں کی سبز دیواروں کے پیچھے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اب ہمیں کان
 چیر دینے والی ایک سیخ سنائی دی اور ساتھ ہی جارج کی تیز تیز چھین بھی کہ "جلد آؤ۔ جلد
 آؤ۔ میرے دل نے مجھے آگے بڑھنے پر مجبور کیا۔ مزدور کوئی حادثہ ہو گیا ہو گا۔ میں جھاڑیوں
 کو اپنی استطاعت کے مطابق تیزی سے پھلانگتی جا رہی تھی۔ میرے ذہن میں خوفناک منظر گزر
 رہے تھے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ جلد ہی تپوں میں سے جارج کی گرمی کھائی کر نظر پڑی۔
 وہ سیدھا کھڑا تھا۔ اس لیے سب ٹھیک ہو گا۔

پھر اُس نے تیزی سے آنے کا حکم دے دیا۔ جب میں آخری مرتبہ جھاڑی پھلانگ کر
 دریا کے کنارے کی طرف گئی تو میں نے ایسا کو بھیگی ہوئی اور پانی کی لہروں کے درمیان
 ایک بھینے کے سر پر بیٹھے دیکھا۔ مجھے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ آ سکا۔ ایک بھینسا بڑی
 پچاڑگی کی حالت میں دبا پڑا تھا، اُس کا آدھا سر ڈوبا ہوا تھا اور ایسا اس کی کھال پھاڑ
 رہی تھی۔ اور ہر طرف سے اس پر حملے کر رہی تھی۔ ہم صرف قیاس ہی کر سکے کہ دس منٹ
 پہلے سے کیا ہو رہا ہو گا، جب میں نے اپنا ہاتھ والا شور سنا تھا تو یہ بوڑھا اور جیسا
 کہ ہمیں بعد میں معلوم ہوا اپنے عہد شباب سے گزر چکے والا بھینسا پانی کے قریب آرام
 کر رہا تھا۔ ایسا اس کے آرام میں غلی ہوئی اور اسے دریا کی طرف پدایا۔ پھر وہ
 دریا کو عبور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹیلیوں کی پھلتی پھانوں پر سے گر پڑا ہو گا۔ ایسا
 اُس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس پر کود گئی اور اس کے سر کو پانی میں ہی دبا دیا حتیٰ کہ
 وہ نیم غرق ہوا اور اتنا تھک گیا کہ اٹھ نہ سکا۔ اس کے بعد اُس نے اس کے سب سے زیادہ

ہوئے اُسے اس کی گردن پر پھری پھیرنے دی۔

اب اگلا مسئلہ اس ہلاک شدہ جانور کو دریا سے نکالنے کا تھا۔ یہیں اُسے ٹیٹیوں میں سے اور چکنی چٹانوں کے درمیان سے گھسیٹ کر لانا تھا۔ ان حالات میں ایک ۱۲۰۰ پونڈ کے وزن کی مہم سر کرنا جبکہ ایک جوش میں بھری ہوئی شیرنی اس کی حفاظت کر رہی ہو، کوئی آسان کام نہ تھا۔

لیکن ایسا جیسا کہ وہ بڑی ذہین ہے، اُس نے جلد ہی ضرورت کا احساس کیا۔
..... جب باقی تین آدمی اس کے سر اور ٹانگوں کو کھینچ رہے تھے، اُس نے بھینسے کی دُم کو عین جڑ سے پکڑتے ہوئے بھینسے کو باہر نکالنے میں پوری مدد کی۔ ایسا کی کوششوں پر قہقہوں کے درمیان، ان سب کی ملی جلی طاقت، اس مردہ جسم کو جو اس وقت کٹا ہوا تھا، خشکی پر لانے میں کامیاب ہو گئی۔ یہاں بھی ایسا ہی سب سے زیادہ مددگار ثابت ہوئی۔ ہر مرتبہ ان بھاری اور بڑی بڑی ٹانگوں میں سے ایک آدھ جسم سے جدا ہو جاتی تھی، وہ فوراً اسے کھینچ کر ایک جھاڑی کے سائے تلے لے گئی۔ اس طرح اُس نے ان لوگوں کو کام سے بچا دیا جنہیں بعد میں یہی کرنا پڑتا۔ خوش قسمتی سے ہم سینڈ روڈ کو اس جگہ سے ایک میل تک لاسکے۔ اس طرح گوشت کا زیادہ حصہ جیمے میں لے جانے کا اہتمام ہو گیا۔

ایسا تھک چکی تھی۔ اُس نے اس قوی ہیکل حیوان سے لڑائی کے دوران خبر نہیں کتنا پانی بھلا ہو گا۔ اُس نے دریا کی تیز لہروں میں اس کی گردن پر کم از کم دو گھنٹے گزار دیے تھے۔ لیکن تھکاؤ کے باوجود وہ اس وقت تک شکار چھوڑ کر جانے کو تیار نہ تھی جب تک اسے علم نہ ہو جائے کہ اب یہ حفاظت میں ہے اور اسے اچھی طرح

ٹکڑے ٹکڑے کیا جا چکا ہے۔ جب یہ سب کام پانی تکمیل تک پہنچ گیا تو وہ ایک جھاڑی کے سایہ میں سستانے چلی گئی۔

جب چند لمحوں بعد میں بھی اس کے پاس گئی، وہ میرا بازو چاٹنے لگی۔ اپنے پنوں سے مجھے گلے لگایا اور مجھے اپنے بھیکے ہوئے جسم سے پٹایا۔ ہم نے شکار کی تنگ دود کی تلافی کی۔ میں اُس کے پیار سے بہت متاثر ہوئی۔ وہ کس احتیاط سے میری کھال کو مس کرتی تھی، اور اپنے پنوں سے خراش ڈالنے سے بھی گریز کرتی تھی۔ وہی پنچے، جو ابھی چند لمحے پہلے ایک طاقتور بھینسے کی موٹی کھال پر کس زور سے پھر رہے تھے۔

ایک بھینسے کو ایک ہاتھ سے مارنا تو ایک جنگلی شیر کے لیے بھی بڑا نمایاں معرکہ ہوتا۔ صرف پجاری اکیلی ایسا کے لیے ہی نہیں، جس نے ابھی ابھی شکار کا طریقہ سیکھا تھا اور وہ بھی بڑے زاری سے پیکلے والدین سے۔ اگرچہ دریا اس کا ایک اچھا خاصا مساوی بن گیا تھا لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھی تو کچھ ذہانت کی ضرورت ہی تھی۔ مجھے اس پر بڑا غر تھا۔

سہ پہر کے آخری حصے میں جیمے کو لوٹتے ہوئے ہمیں دریا کے دوسرے کنارے پر ایک زرافہ پانی پیتا ہوا ملا۔ ایسا اپنی ساری ٹھکن کو بھول بھال کر اس پر جا رہا ہو گئی۔ اُس نے بڑی احتیاط سے نیچے کی طرف سے اور اپنے شکار کی نگاہوں سے بچتے ہوئے اور معمولی سا چھٹا اڑے بغیر دریا کو پار کیا اور دریائی جھاڑیوں میں غائب ہو گئی۔ زرافہ کسی بھی خطرے سے بے خبر اپنی اگلی ٹانگوں کو جان تک ممکن تھا بھلا اپنی منہی گردن۔ پانی میں ٹھکا کر پینے لگا۔ ہم سانس روکے منظر دیکھنے کو ابھی کسی ایسا

جھاڑی میں سے کوڑے لگی اور حلقہ کٹے گی۔ لیکن ہم جبران ہو گئے کہ ڈرافٹ سن کر یا
سوتھکے کر عین وقت پر ایسا کی موجودگی سے باخبر ہو گیا اور بڑی تیزی سے مڑ کر ڈم
دبا کر بھاگ گیا۔ یہ ڈرافٹ کی خوش قسمتی تھی کہ ایسا بھیسے کے گوشت سے سیر تھی۔ اس
کی دن کی ہمیں ابھی ختم نہیں ہوئی تھیں۔ اس کا نصب العین جتنا بڑا، اتنا اچھا
معلوم ہوتا تھا۔ یہ ایک ہاتھی پر صادق آیا جو جانوروں کے راستے پر آہستہ آہستہ جھوٹا
ہوا دکھائی دیا۔ ہم تو تیزی سے اس کے راستے سے ہٹ کر چلنے کے لیے پیچھے ہٹے
اور ایسا عین اس کے راستے کے درمیان بیٹھ گئی۔ اور انتظار کرتی رہی حتیٰ کہ قوی جانور
عین اس کے سر پر آ رہا، وہ بڑی چالاکی سے ایک طرف اچھل گئی۔ اس سے جب ڈرافٹ
اور اپنی پوری رفتار سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد ایسا بڑی خاموشی سے نیچے تک ہلے
پیچھے پیچھے آتا رہی۔ اپنے آپ کو جارج کے بستے سے چٹا کر وہ سو گئی۔ یہ ریکارڈ ایک
دن کے لیے کوئی بڑا نہیں تھا۔

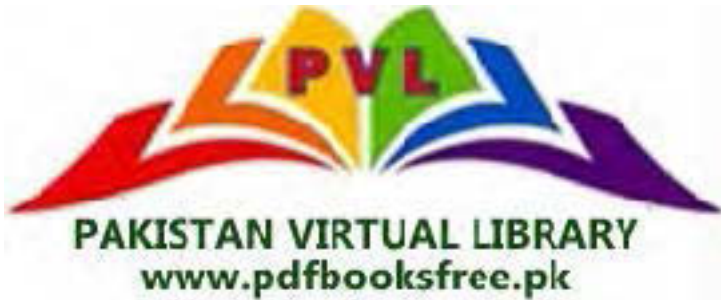
یہ کچھ زیادہ دن بعد کی بات نہیں کہ ہم دریا کے سایہ دار کنارے کے ساتھ جا
رہے تھے جب ہم نے ایک کم گری جھیل میں چمپی کی شکل میں گارے کے گول گول ڈھیر
دیکھے، جن کا قطر تین فٹ اونچا ہو گا۔ جارج نے مجھے بتایا کہ یہ ٹلاپیا کی پرورش گاہیں ہیں
ٹلاپیا، مچھلی ہم نے ابھی تک دریا میں نہیں دیکھی تھی۔ جب ہم ان گارے کی غاروں
کی تحقیق کر رہے تھے ایسا نے ایک جھاڑی کو بڑی توجہ سے سونگھا اور اپنی ناک بیکرٹی
ایک شیر کی خوشبو پا کر وہ عموماً اسی طرح کیا کرتی تھی۔ اب جیس قریب ہی قدموں کے تازہ
تازہ نشان بھی مل گئے ایسا جو خاص طور پر غر کر رہی تھی، ان نشانات پر پلٹے ہوئے
آنکھوں سے ادھل ہو گئی۔ وہ ساری رات اور اگلے دن بھی غائب رہی۔ جب سہ پہر کو

ہم نے اسے تلاش کیا تو اپنی دودھ بین میں سے اسے اپنی محبوب چٹان پر پایا۔ اس نے
بھی جیس ضرور دیکھ لیا ہو گا کیونکہ ہمیں اس کی آواز سنائی دی تھی لیکن اس نے اپنی جگہ سے
پٹنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ ہم نے سوچا شاید وہ جنگلی شیروں کے نزدیک ہوا، اس لیے
ہم نکل ہونا نہیں چاہتے تھے اور گھر لوٹ آئے۔ جب ہر کوئی سوچا تو جارج نے
ایک مصیبت میں پھنسے جانور کو کراہتے سنا اور کچھ دیر بعد ایسا نیچے میں آئی اور اس نے
اپنے آپ کو اس بستر کے ساتھ ہی گرا دیا۔ اس نے کئی رتبہ (اپنے پنوں سے) اسے
چمکی دی۔ جیسے کچھ کھانا چاہتی ہو۔ کچھ منٹ کے بعد وہ پھر چلی گئی۔ اور ساری رات
اور اگلے دن نہ آئی۔

جب اگلی شام ہم کھانا کھا رہے تھے، اس نے نیچے میں قدم رکھا، بڑی محبت سے
اپنا سر میرے ساتھ رگڑا۔ تب باہر نکل گئی اور رات پھر باہر ہی بسر کی۔ صبح کو ہم نے
کافی فاصلے تک اس کے پیر کا کھوج لگایا، وہ بہت دور تک جا رہی تھی۔ اس رات
وہ نہ آ سکی۔ اب وہ تین روز سے باہر ہی رہ رہی تھی۔ بس درمیان میں مختصر سے وقفے
کے لیے آتی اور اپنی محبت کا اظہار کرتی۔ شاید وہ اس پیار سے ہمیں بتانا چاہتی ہو کہ
اسے اپنا آقا مل گیا ہے۔ چونکہ وہ اب بھی ہم سے محبت کرتی تھی، اس لیے اب ہمارے
ساتھ تعلقات کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی؟

رات کے دوران، شیروں کی خوفناک غراہٹ اور ساتھ ہی گٹر بھگوں کے
قیقے سن کر ہم جاگ پڑے۔ ہم سوتے رہے، اور ہر لمحہ منتظر رہے کہ ایسا آئے گی۔
لیکن صبح کا سپیدہ بکھر گیا اور ایسا نہ لوٹی۔ جو نہی روشنی ہوئی، ہم اس طرف
گئے جہاں سے رات دھاڑنے کی آواز آرہی تھی۔ لیکن چند سو گز کے بعد ہم نیچے

میں دریا کے کنارے پینے سٹوڈیو میں گئی اور ایسا کی کہانی لکھتی رہی، وہ اس صبح تک ہمارے ساتھ رہی تھی۔ مجھے تنہا ہونے کا غم تھا۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو اس تصور کے ساتھ خوش کرنے کی کوشش کی کہ اس لمحے وہ ایک اور شیر کی کھال سے اپنی نرم کھال رگڑ رہی ہوگی اور اس کے ساتھ کہیں سلیپ میں آرام کر رہی ہوگی۔ جس طرح وہ اکثر میرے ساتھ یہاں آرام کرتی رہی تھی۔



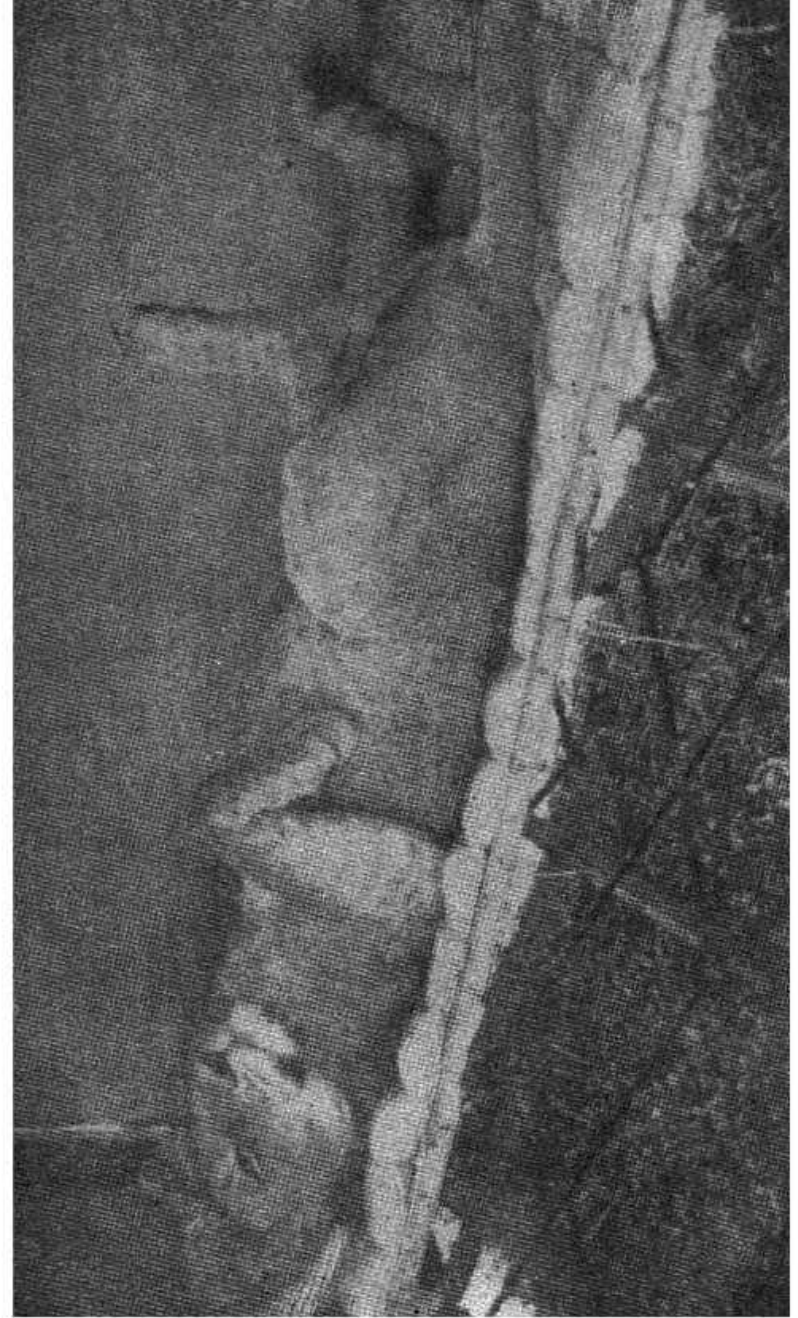
دیبا کی طرف سے ایک شیر کے دھاڑنے کی نمایاں آواز سن کر رک گئے۔ اسی وقت ہم نے ایک ہرن اور کچھ چھوٹے چھوٹے بندروں کو جھاڑیوں میں سے تیزی سے دوڑتے دیکھا۔ گھنی زیریں روئیدگی میں سے نیچے دریا کی طرف ہم بڑی ہوشیاری سے رہنے لگے۔ ہمیں وہاں ریت میں کم از کم دو تین شیروں کے بالکل تازہ تازہ پنچوں کے نشان نظر آئے۔ یہ نشان دریا میں اتر جاتے تھے۔ پانی میں چلتے ہوئے ہم نے ان ٹیکے نشانوں کا دیبا کے سامنے کے کنارے کے اوپر تک پھیلایا۔ پھر میں نے پچاس گز کے فاصلے پر ایک گھنی جھاڑی میں سے شیر کی شکل دیکھی۔ جب میں نے یہ دیکھنے کے لیے آنکھیں ترنگز کیں کہ کیا یہ ایسا ہے؟ جارج نے اسے آواز دی۔ وہ ہم سے دوڑ چلی گئی۔ جب جارج نے دوبارہ بلایا تو وہ جانوروں کے بنائے ہوئے راستے پر اور تیزی سے چلنے لگی۔ حتیٰ کہ ہم نے اس کی دم کے سر پر کالے نشان کو جھاڑیوں میں سے آخری دفعہ دیکھا۔

ہم ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ کیا وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئی ہے؟ اُس نے ہماری آواز ضرور سنی ہوگی۔ لیکن اُس نے اپنے مستقبل کی بہتری شیروں کے ساتھ جانے میں ہی سوچی ہوگی۔ کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے آواز زندگی کی طرف لوٹنے کی ہماری امیدیں پوری ہو گئی ہیں؟ کیا ہم اسے بغیر کوئی تکلیف دیتے جدا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں؟

ہم اپنے خیمے کو تنہا ہی لوٹ گئے۔ ہم بڑے اداس تھے۔ کیا اب یہیں اسے چھوڑ دیں اور اس طرح اپنی زندگی کے ایک نہایت اہم باب کو ختم کر دیں؟ جارج نے مشورہ دیا کہ انھیں کچھ دن اور انتظار کرنا چاہیے تاکہ یقین ہو جائے کہ ایسا کو جھگلی شیروں نے قبول کر لیا ہے۔



گر میوں میں پیاس بجھتی ہی نہیں ہے۔



بستر مل جاتا تو ایسا زمین پر سونے کا نام نہیں لیتی۔

ہلاک کرتا ہے۔ ادھر خیمے اکھاڑ کر سامان لے رہا ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں میں اُس کے ساتھ بڑے پڑتے اپنے سٹوڈیو میں بیٹھی اُس کا ذہن منتقل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ جونہی ہرن آجاتا ہے وہ خوب کھانا کھاتی ہے، اگرچہ عموماً ہم اسے موٹی اور صحت مند پکاتے ہیں۔ اُس نے بلاشبہ کافی عرصے اپنے لیے خود شکار کرنا سیکھ لیا ہے اور خوراک کے معاملے میں ہم سے بے نیاز ہو چکی ہے۔ جب وہ کھانے میں لگی ہوتی ہے، لدی ہوئی کاریں ایک میل دو پہلی جاتی ہیں۔ وہ کھانے کے بعد کچھ اونگھنے لگتی ہے اور ہم کھسک جاتے ہیں۔

آخری جدائی سے کچھ وقت پہلے وہ ہم سے خاصی علیحدہ رہنے لگتی ہے اور مُنہ موڑ لیتی ہے۔ اس کا دل اگرچہ بُری طرح ہمارے ساتھ رہنے کو چاہتا ہے۔ لیکن اُسے ہمارے جانے کا احساس ہوتا ہے تو وہ اپنے اس باوقار اور باضابطہ انداز سے اس بچھڑنے میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ چونکہ ہر دفعہ ہی ایسا ہوتا ہے اس لیے اسے اتفاق بمشکل ہی کہا جاسکتا ہے۔

ایسا کی کتاب کی اشاعت کے اہتمام کے لیے انگلستان آنے سے پہلے میں نے آخری الفاظ لکھے تھے۔ لندن میں نہیں نے جو مینے گزارے۔ ان کے دوران جارج نے ایسا سے ملاقاتوں کی تفصیل لکھی ہے۔ ایسا کی کہانی ان خطوط سے جاری رہتی ہے۔ ان خطوں سے نہ صرف ایسا کی ایک جنگلی شیرنی کی حیثیت سے ہمارے پُرانے تعلقات کو قائم رکھنے کی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ یہ بھی بتا چکا ہے کہ یہ ربط بالکل یکسانیت سے چل رہا ہے اور یہ سکتے اور مالک کے مابین تعلقات سے قطعاً مختلف ہے۔

بعد کی باتیں

تین سال سے زیادہ قریب رہنے کے بعد ایسا کے ساتھ بالکل ربط توڑنا اس وقت تو ناممکن لگ رہا تھا جب تک وہ ہمارے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔

جلد ۱ کو چونکہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں مسلسل سفر میں رہنا پڑتا ہے۔ ایک دفعہ ہم نے اس علاقے کی طرف جہاں ایسا رہتی ہے جانے کی کوشش کی۔ کوئی تین تین ہفتوں کے وقفے سے ہم اُدھر گئے خیمے میں پہنچتے ہی ہم ہمیشہ ایک دو گولیاں چلاتے، یا متواتر دھماکے پیدا کرتے۔ وہ قریباً ہر دفعہ ہی چند ایک گھنٹوں کے لیے خیمے میں بھاگی آتی۔ ہمارا تجربہ خیر مقدم کرتی اور پہلے سے کہیں زیادہ محبت کا اظہار کرتی۔ ایک دفعہ وہ پندرہ گھنٹوں بعد آئی اور ایک مرتبہ تو وہ تیس گھنٹے بعد ہی آئی۔ اس وقت وہ بہت فاصلے پر ہوئی اور اسے کسی پراسرار طریقے سے ہماری آمد کا احساس ہو گیا تھا۔ ہمارے سر روزہ قیام میں وہ ہم سے دُور نہیں رہتی اور بڑی خوشی خوشی ہمارے ساتھ رہتی ہے۔

جب ہمارا رخصت ہونے کا وقت آتا ہے۔ تو جارج کوئی دس میل دور جاتا ہے اور ایسا کو اوداعی تحفے کے طور پر دینے کے لیے ایک ہرن یا دارٹ، ہوگ

اس کا دوست 'مانیٹر' ابھی وہیں تھا اور اس انتظار میں تھا کہ وہ حتی الامکان کچھ چراگے۔ اب وہ اس سے عجب اور کتنی نظر نہیں آتی ہے۔ جب وہ گوشت کی طرف آتا ہے تو یہ کوئی توجہ نہیں دیتی۔ شیروں سے بھی اس کے ربط کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

میں ایسا سے منگل کے روز رخصت ہوا۔ جس وقت خیمے لپیٹے جا رہے تھے، میں نے اُسے بڑی احتیاط سے اسٹوڈیو میں رکھا۔ لیکن جونہی اس نے ڈیزل کی آواز سنی، اسے فوراً معلوم ہو گیا کہ میں اسے چھوڑنے والا ہوں۔ اس نے وہی عیلجی کا انداز اختیار کر لیا۔ اور میری طرف نگاہ نکد کی۔ میں جانے کا ارادہ کرنا ہوں اور اُس سے پھر چودہ کوٹنے کا خیال ہے۔

آئیسولو۔ ۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء

میں پھر ایسا سے ٹپنے ہم اکو گیا۔ کوئی سوا دس بجے چلا اور ساڑھے چھ بجے پہنچا۔ وہاں ایسا کا کچھ پتا نہیں تھا اور نہ ہی قدیموں کے نشان تھے۔ میں نے رات کے دوران تین گولے چھوڑے اور روشنی بھی کی۔ اگلی صبح میں اسے تلاش کرنے چل پڑا۔ میں دور میدانِ راستے پر پانی کے بڑے چشے تک چلا گیا۔ جہاں ایسا ہاتھیوں کی گھات میں بیٹھا کرتی تھی۔ چشہ خشک تھا اور ایسل کے قدیموں کا کوئی نشان نہ تھا۔ میں نے ایک اور دھماکہ کیا اور مکان کے سرے کی چوٹی کے قریب کار کے راستے کی طرف آیا۔ پھر خیمے کے ساتھ ساتھ ایک دریا کی خشک ریتلی گزرگاہ کے ساتھ ساتھ خیمے کو لوٹ آیا۔ اب بھی کچھ خبر نہ لی۔ کمپ میں سوانو بجے صبح پہنچا۔ کوئی چوتھائی گھنٹے بعد وہ دفعہ

آئیسولو۔ پانچ مارچ ۱۹۵۹ء

اپنی لاری کے ٹوٹ جلنے اور ساتھ ہی میرے ٹریلر کے خراب ہونے کے باعث کچھ دیر کے بعد میں پچیس کی شام کو، اس سے ٹپنے جا سکا۔ وہاں پہنچنے کے پندرہ منٹ بعد ایسا دریا میں سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ اس نے ڈیزل لاری کا شور سن لیا ہوگا۔ وہ یوں تو ٹھیک ٹھاک تھی لیکن دہلی اور بھوک کی لگ رہی تھی۔ حسب معمول گوشت کی طرف جانے سے پہلے مجھے پیار کرتی رہی۔ وہ پہلی دفعہ کی طرح ہی دہلی تھی۔ لیکن دونوں کے اندر اس پر گوشت چڑھ آیا اور وہ ہمیشہ کی طرح ٹھیک ٹھاک ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ وہ وہاں تھیں نہ پا کر بڑی گھبرائی اور کئی دفعہ وہ ٹھاری ٹھاک گاہ میں گئی اور لاری کے اندر آوازیں دیتی اور تلاش کرتی رہی۔ تاہم وہ جلد ہی اپنے معمول کو لوٹ آئی۔ ہاں البتہ اس نے سیر کے پیسے خیمے سے باہر جانے سے انکار کر دیا۔ وہ اسٹوڈیو میں میرے ساتھ چلی آئی اور وہیں میرے ساتھ سارا دن گزار دیا۔ جب انوار کی صبح میں اس کے لیے دوسرا ہرن لایا، اُس نے کسی کو اس کے قریب نہ بچکنے دیا۔ اس وقت وہ سخت غضب ناک تھی۔ لیکن جونہی میں اسٹوڈیو میں آیا، اُس نے ہرن کو نکالا۔ اسے میری نشست کے ساتھ رکھ دیا اور میرے گوشت کا ٹپنے پر اس نے بڑا نہ منایا۔ جب سپر کو میں اپنے خیمے میں ٹوٹا تو وہ بھی ہرن کو اٹھا کر خیمے کی طرف لانے لگی۔ اگلی سہ پہر کو میں نے کہا "ایسا۔ گھر جانے کا وقت آگیا۔" وہ انتظار کرتی رہی کہ میں نے ہرن کا باقی ماندہ حصہ اٹھایا اور پھر وہ بڑے اعتماد سے خیمے کی طرف چلنے لگی۔ اس کی پیٹھ سے سفید دھتے دور ہو گئے تھے۔

گردہ کی شکار میں غصہ و حکمت عملی کا باعث نہیں ہو سکتی۔ ہمیں ایسا سے ذہانت اور سوچے سمجھے کردار کی کئی مثالیں ملی تھیں۔

انسیلو۔ ۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء

میں کیمپ میں شام کو آٹھ بجے پہنچا۔ حسب معمول دھماکے کیے اور بڑی وٹھیل جلائیں۔ لیکن ایسا کچھ تا نہیں تھا۔ اور وہ رات کو بھی نہ آئی۔ اگلے روز صبح سویرے میں میدان میں گیا، جہاں میں نے ایک گنی کے پرندے کا شکار کیا اور وہاں ایک تازہ تازہ خیمے کے نشانات دیکھے۔ پھر میں نے دریا کا بڑی دور تک ایک آدھا چکر لگایا۔ اس امید کے ساتھ کہ شاید اس کے قدموں کے نشان مل جائیں۔ لیکن کوئی آثار نظر نہ آئے۔ کیمپ کو واپس آتے ہوئے میں ڈر رہا تھا کہ کہیں اسے گولی کا نشانہ نہ بنا دیا گیا ہو۔

میں نے کیمپ سمیت سے پیچھے پیچھے آنے کا طے کیا تھا کیونکہ اسے ایسا سے دوبارہ ملنے کا بڑا اشتیاق تھا۔ میں جب اندر آیا تو وہ کیمپ میں ہی تھا۔ اُس نے مجھے بتایا کہ اُس نے ایسا کو بڑی چٹان کی چوٹی پر بیٹھ دیکھا ہے۔ اُس نے اسے آواز بھی دی تھی لیکن وہ کچھ مشوش سی تھی اس لیے نیچے نہ آئی۔ میں اس کے ساتھ گیا، جونہی میں نے بلایا ایسا میری آواز پہچان گئی۔ وہ چٹانوں کو چرتی ہوئی اُتری اور میرا شاندار خیر مقدم کیا۔ وہ کہیں کے ساتھ بھی دوستانہ طور سے پیش آئی۔ وہ صحت کی عیسوی تصویر نظر آتی تھی۔ اور اس کا معدہ بلباب تھا۔ اُس نے گزشتہ رات ضرور کوئی شکار کیا ہوگا۔ کہیں نے نتھاری شکار گاہ میں اپنا بستر لگایا لیکن ایسا نے رات بھر

دریا کی طرف دکھائی دی۔ اس کی ہڈیوں پر بہت سا گوشت چڑھ گیا تھا۔ اور وہ خوب صحت مند لگتی تھی۔ اُس نے ان گیارہ وزن میں جب سے میں اسے چھوڑ گیا ہوں ایک مرتبہ ضرور شکار کیا ہوگا۔ اُس نے بڑا زوردار خیر مقدم کیا۔ شاید کسی شکار کے ساتھ نبرد آزمائی میں اس کے زخم آگئے تھے۔ لیکن یہ یونہی اوپر ہی اوپر تھے۔ کھال کے اندر اُن کا اثر نہیں پڑا تھا۔ وہ پھر اپنے معمول میں ڈھل گئی۔ اس کی طبیعت کچھ شرارت پر آمادہ تھی۔ اُس نے دو مرتبہ مجھے نیچے گرایا اور ایک دفعہ تو ایک خاردار جھاڑی میں اُلٹ دیا۔ وہ ایک دفعہ مختصر سی سیر کے لیے دریا کی طرف جانے پر راضی ہوئی۔ لیکن زیادہ عرصہ میرے ساتھ سٹوڈیو میں ہی رہی۔

اب بھی جنگلی شیروں سے اس کا ربط قائم ہونے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی تھی۔ اس دفعہ مجھے کسی کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ یہ علاقہ بڑا گرم ہے۔ شاید اس لیے ایسا کو شکار میں آسانی رہتی ہے۔ کیونکہ ہر ذی روح پانی پینے دریا پر آتا ہے۔ اور نظر بھی اچھی طرح آ جاتا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ صرف پہاڑی خیمہ ہی تھا۔ اس میں رات کو ایسا بھی آگئی تو بڑی بھیڑ ہو گئی۔ لیکن اُس نے بڑا اچھا سلوک کیا اور فرشی چادر کو ایک مرتبہ بھی بھینکنے نہ دیا۔ حسب معمول اُس نے رات کو کوئی دفعہ میرے ساتھ ناک رگڑ کر اور میرے اوپر بیٹھ کر مجھے جگایا۔ اب اسے چھوڑنے میں کوئی پریشانی نہیں تھی، میں بدھ کو اس کے پاس سے چلا آیا۔ درحقیقت میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بے نیاز ہونا چاہتی ہے۔ اور وہ اکیلی رہ جانے پر برا نہیں مناتی۔ میں واقعتاً ان لوگوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا جو اس بات کے قائل ہیں کہ ایک جانور کی زندگی اور حرکات خاص جتنی اور مشروط و رد عمل کے پابند ہوتے ہیں۔ قوت فکر کے علاوہ کوئی چیز بھی شیروں کے

ہوں تو اسے ہمیشہ علم ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کو مان لیتی ہے اور نہ کوئی مداخلت کرتی ہے اور نہ ہی میرے پیچھے آتی ہے۔ اس کے باوجود انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتی ہے کہ یہ ناگزیر ہے۔

آئیسیلو۔ ۲۷ اپریل ۱۹۵۹ء

میں پندرہ کی سہ پہر کو ایسا سے ملنے روانہ ہوا۔ رات کے کوئی آٹھ بجے پہنچا۔ راتے میں ایک کونے پر گینڈوں سے متصادم ہونے سے بال بال بچا۔ میں راستے پر ان سے چند ایک گز کے فاصلے سے گزرا۔ حسب معمول دھماکے کیے، اور بڑی روشنیاں جلائیں۔ لیکن اس رات وہاں ایسا کچھ نام و نشان نہ تھا۔ اگلی صبح میں چٹان پر گیا اور کچھ اور دھماکے چھوڑے۔ کہیں کوئی قد مول کے نشان نہ تھے۔ نہ تو وہ رات کو اور نہ ہی دن کو کوئی۔ رات کو بڑی موسلا دھار بارش ہوئی۔ دل دہلا دینے والی بجلی چلی اور بادل گرے اور دریا بھی طغیانی میں آ گیا۔ اگلی صبح میں دھبیسوں کے ٹکڑے، کی طرف دریا کی خشک ریتی گزر گاہ کی طرف گیا، وہاں بھی سیلاب آ گیا تھا۔ اور پھر مجھے یہ جگہ گیلی ریت کے باعث چھوڑنا پڑی۔ ایک جگہ تو میں اچانک ریت میں کمر تک دھنس گیا اور باہر نکلنے میں خاصی وقت پیش آئی۔ پھر میں جانوروں کی ٹھنڈیوں میں چلتی ہوئی نیچے چٹان کے سرے کی طرف گیا جہاں دریا کی خشک گزر گاہ اور دریا آپس میں ملتے تھے۔ یہ جگہ پہلے سے کہیں زیادہ دھوئیں۔ دریا کے کنارے دوپہر کا کھانا کھا یا اور پھر کمر کپانی میں دریا کو عبور کیا۔ میں کیڑے میں لت پت ہو گیا تھا۔ اصل میں اگر کہیں ایسا کے قد مول کے نشان ہوں گے بھی تو بارش نے سب کو

اسے کسی وقت بھی پریشان نہ کیا۔ ہم سیر کے لیے بھی اکٹھے گئے اور دن سٹوڈیو میں بسر کیا۔ ایسا میرے بستر پر لیٹ گئی اور کہیں اپنے پر، ہاں ایک دفعہ وہ بالکل پیار سے کہیں پر چڑھ بیٹھی تھی۔

جمرات کی شام کو جب کہ کہیں گزشتہ روز جا چکا تھا، میں ایسا کو چٹان پر لے گیا۔ میں لوٹنے کا خیال ہی کر رہا تھا کہ بالکل نیچے سے ایک چیتا غرٹنے لگا۔ ایسا فوراً اس پر حملہ کرنے چلی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میری آواز سن کر ہی بھاگ گیا تھا۔ میں — جمہ کی شمع کو — مرخصت ہوا اور اس کے خوش و خرم رہنے کے لیے ایک موٹا وارٹ ہوگ چھوڑا۔ وہ اسے فوراً دریا میں لے گئی اور اس کے ساتھ خوفناک کھیل رہنے لگی۔ ایسا ان دنوں بالکل مکمل صحت سے ہے اور ٹہریاں بالکل نلہ نہیں آتی ہیں۔

آئیسیلو۔ ۱۳ اپریل ۱۹۵۹ء

میرا ارادہ کل ایسا کی طرف جانے کا تھا لیکن مجھے باغوں میں سے بہت سے ہاتھیوں کو بھگانے جانا پڑ گیا۔ خبر جو کچھ بھی ہو میں کل ضرور روانہ ہو رہا ہوں۔ یہ میرے بیان سے باہر ہے کہ میں اس سے ملاقات کی کس طرح راہ نکلتا ہوں اور ہمیشہ اس کے محبت سے پر خیر مت دم کا کس طرح منتظر رہتا ہوں۔ بس اگر وہ اپنا ساتھی تلاش کر لیتی تو مجھے بڑی مسرت ہوتی۔ بعض اوقات وہ ضرور سخت اُداس ہو جاتی ہے لیکن اس سے اس کی خوش طبعی اور دوستانہ مزاج چرپی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب میں اس سے رخصت ہونے کو ہوتا

اور ادھر کھینچ کر لانے کو بھیجا۔ ایسا نے اس کا ردائی کو بڑے غور سے دیکھا، لیکن ابھی اس کی مگرچہ پر نظر نہیں گئی تھی۔ وہ اس وقت تک اسے نہ دیکھ سکی جب تک کہ وہ عین کنارے کے قریب نہ آگیا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس کے پاس گئی۔ بالکل بھینسوں کی طرح اس کے ناک پر بھی اپنا پنجہ نکال کر آہستہ سے اور ہوشیاری سے مارا اور تب مطمئن ہو کر کہ یہ مر گیا ہے اسے پکڑا اور کنارے پر لے آئی۔ اور اس وقت وہ بڑی نفرت سے اور ڈرافٹے طور پر ناک بھول چڑھا رہی تھی۔ اسے کھانے کی اس نے ذرا بھی کوشش نہ کی بلکہ سوز کو ترجیح دی جو اس وقت کافی اونچائی پر تھا۔

میں ایسا سے پیر کی صبح کو جدا ہوا اور ایک بڑے بھینے کو ایک برساتی چشمے پر دیکھا۔ اگلی صبح میں اس بڑے شیر کو مارنے گیا جسے ہم اس وقت نہیں مار سکے تھے جب ایسا کی ماں نشانہ بنی تھی۔ وہ ہمارے لیے بڑی تکلیف کا باعث بنا تھا اور پچھلے چند ہفتوں میں رو با کے مویشیوں میں سے بارہ کے قریب کھا گیا تھا۔ ہم نے شکار پر بیٹھے بیٹھے چار راتیں گزار دیں اور دونوں کا بعض حصہ چٹاؤ پر اس کے قدموں کے نشان ڈھونڈتے بسر کیا۔ میں جو کچھ پاسکا، وہ صرف ایک تین چار ماہ کے دو بچوں والی شیرنی کے قدموں کے نشان تھے۔ وہ بلاشبہ یا ایسا کی سگی بہنیں تھیں یا خالزاد بہنیں۔ بہر حال مجھے افسوس ہے کہ پھر یہ بوڑھا شیر واپس نہیں آیا۔ میرے خیال میں وہ اس قابل نہیں تھا کہ جانوروں کو پکڑ سکے یا ایسا کی طرف جائے۔

دھوڑا لانا تھا۔ خیر کسی طرح بھی ہو میں دریا سے واپس خیمے کی طرف آیا۔ ایک جگہ پانی میں مجھے کچھ نظر آیا۔ میں نے خیال کیا کہ وہ کسی مردہ جانور کی لاش ہے۔ قریب گیا اور ایک پتھر پھینکنے ہی والا تھا کہ اچانک ایک سر اُبھرا۔ یہ ایک ہسوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی راستے کے پاس کی جھاڑیوں میں بڑی خوفناک شور غراہٹ اور چیخیں اُبھریں۔ گینٹوں کا ایک جوڑا آپس میں محبت کر رہا تھا۔ کیمپ میں پانچ بجے شام پہنچا۔ پھر بھی ایسا کی کچھ خبر نہ ملی۔ میں واقعہ بڑا پریشان تھا۔ کیونکہ پہلے اس نے کبھی اتنی دیر نہیں لگائی تھی۔ کوئی ساڑھے آٹھ بجے شام کو اسیر سے پنچنے سے پورے اڑتالیس گھنٹے بعد مجھے دریا میں اس کی دھیمی سی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد وہ خیمے میں دوڑتی ہوئی آئی۔ اب بھی وہ صحت کا مہتر تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ اسی طرح خوش تھی۔ اب بھی کوئی بات غمازی نہیں کرتی تھی کہ وہ ضرور ہی دوسرے شیروں کے ساتھ رہی ہوگی۔ وہ بھوکے تھی اور اس نے خوشبودار گر انسٹی کے پھلے دھڑکا چوتھا فی جتہ صاف کر دیا۔ میں نے یہ جانور اپنے واپسی کے راستے پر مارا تھا۔ اگلی صبح میں اس کے لیے ایک سٹوڈ لایا۔ اس سے وہ بہت لطف اندوز ہوئی۔ اور سچ ماننا کہ وہ اتنا کھا گئی کہ خیمے سے باہر نکلنے پر آمادہ نہ ہوئی۔

ایک انوار کی صبح کو جب ہم سٹوڈیو میں تھے۔ پیچھے ایسا بڑی گہری نیند سو رہی تھی۔ میں نے ایک آٹھ فٹ کے مگرچہ کو دریا سے باہر نکل کر سامنے کی چٹانوں کی طرف جاتے دیکھا۔ میں دریا کے کنارے کی طرف ریگھا اور تیز دوڑ لگا کر خیمے میں ریگ کر اپنی رائفل اٹھالی۔ آخر میں اس کی گردن پر گولی چلا دی۔ وہ چپہر چٹان سے حرکت نہ کر سکا۔ میں نے میکینڈی کو اس کی گردن کے گرد سی باندھنے

آئیسولو - ۱۲ مئی ۱۹۵۹ء

ہاں، میں تین مئی اتوار کو چلا۔ اس ہفتے چونکہ موسلا دھار بارشیں ہوئی تھیں، اس لیے میں نے سینڈرود میں جرن عثمان اور میکڈے کو ساتھ لیا۔ عین اسی جگہ بینڈرود زمین میں دھنس گیا، جہاں ٹھاسی کار اور میرا ٹریلر جم گئے تھے اور یہاں ات باہر گزارنا پڑی تھی۔ میں نے پھر کوئی ایک گھنٹہ کیچر میں گھسنے کے بعد چلنے کا اہتمام کیا۔ اور دریا کی اگلی گزرگاہ میں پھر بڑی بے چارگی سے پھنس گیا۔ اندھیرا پھیلنے تک کام کیا لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ وہیں رات کو خیمہ لگایا۔ موسلا دھار بارش۔ دریا کی گزرگاہ بھی سیلاب کی زد میں۔ ساری صبح غمت کی، باری باری سارے پہاڑوں کو اٹھا اٹھا کر رکھا، کچھ اونچ حرکت کے بعد پھر گہرائیوں میں پھنس گئے۔ آخر کار ۲ بجے دوپہر کو نکلنے میں کامیابی ہوئی۔ پھر دریا کی ایک اور گزرگاہ آئی، یہاں سیلاب بہت زور کا تھا۔ (وہی جگہ جہاں تم نے سینڈرود میں پتھر بھرنے پر اصرار کیا تھا) رات کو شیروں کا ایک بڑا روہ آنکلا اور اندھیرے میں کیپ کے عین نزدیک پہروں دھاڑا مارا۔ میں نے سوچا کہ آنکھوں نے کہیں پاس ہی شکار کیا ہے۔ پھر بارش نہیں ہوئی اس لیے تھوڑی سی غمت کے بعد ہم اسے عبور کر گئے اور آگے بڑھے۔ تو اگلے دریا کو قابل عبور پایا، یہ رات کو بہت طبعانی میں تھا۔ میں بڑھتا گیا۔

ایسا کہ کیپ کی طرف مڑنے سے ذرا سا پہلے راستے کے عین درمیان میں کوئی پچیس گز کے فاصلے پر اچانک دو گینڈے نظر پڑے۔ ایک ماں تھی اور دوسرا نوجوان بچہ تھا۔ وہ چونکہ وہاں سے ہٹے نظر نہیں آنے تھے۔ میں کار سے اپنی تھری

ماٹ تھری کی بندوق کے ساتھ اتر رہاں نے اپنا سر نیچے نکال دیا اور جگہ کی نیت کی۔ اس کے چلے کے آدھے راستے تک تو میں اسے ہوش میں لانے کے لیے چلاتا رہا۔ لیکن وہ آگے آگے بڑھتی آئی۔ مجھے عبور اگلی چلا پڑی۔ وہ کار کے بونٹ سے پانچ گز کے فاصلے پر مڑی اور بھاگ گئی۔ میں نے اس کے قدموں کے نشانوں کا سینکڑوں گز تک پیچھا کیا لیکن کوئی ایسے آثار نہ تھے جس سے پتا چلتا کہ اسے چوٹ آئی ہے۔ پھر میں بڑھتا گیا اور دوپہر کے قریب ساڑھے بارہ بجے خیمہ لگایا۔ ایسا کام بھی کچھ پتا نہیں تھا۔ دریا بھی زور کی طبعانی میں تھا اسے زور کی کہ ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ قدرتی طور پر ہی اگر کوئی قدموں کا نشان وہاں ہو گا بھی تو بارش اسے صاف کر چکی تھی۔ شام کو میں نے دھماکے چھوڑے اور دوسری روشنیاں جلا لیں۔ اگلی صبح بھی ایسا نہیں تھی۔ کئی اور گینڈوں کے قدموں کے نشان کوئی دو میل تک دیکھے کہیں خون یا پسائی کی علامت نہ تھی۔ سوچا کہ میرا نشانہ اس کے سینگوں پر لگا ہو گا۔ گینڈے کو تلاش کرنے کے بعد میں نے ایسا کے لیے ایک ہرن مارا۔ کیونکہ میں اس کے لیے جو گرانٹی کا ہرن لایا تھا، اب اس میں تعفن پیدا ہو چکا ہو گا۔ ایسا اس روز نہ آئی اور اگلے روز بھی نہ لوٹی۔ میں تشویش کیسے بغیر نہ رہ سکا، اگرچہ یہ وجہ صاف تھی کہ وہ جنگلی شیروں کے ساتھ کہیں گئی ہوئی ہوگی۔ میں نے میکڈی اور عثمان کو افریقی آبادیوں سے پوچھ گچھ کے لیے بھیجا لیکن وہاں بھی کسی شیر کی کوئی بات نہیں سنی گئی تھی۔ اس لیے ہفتہ کی صبح کو میں نے بڑی بددلی سے سامان باندھنا شروع کر دیا (کیونکہ میں پہلے بھی ایک ہفتہ باہر رہ چکا تھا)

اچانک دریا کے قریب بندروں کا بڑا شور سنائی دیا۔ اور ایسا بھگتی ہوئی

دیکھ کر خوش نہیں ہوتی۔ لیکن اگر میں ہمیشہ کے لیے اس سے دور بھی رہوں تو میرا خیال ہے کہ اس کی زندگی اس سے کچھ زیادہ متاثر نہیں ہوگی۔

آئیسیلولو - ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء

اب ایسا کے متعلق اور کوئی بات بتانے کی نہیں رہی۔ میں نے اپنے خلوں میں ہر بات لکھ دی ہے۔ تمہیں علم ہی ہے کہ جب وہ گوشت سے سیر ہوتی ہے تو وہ نیچے سے زیادہ دور نہیں جاتی اور سٹوڈیو کے درخت کے نیچے ہی دن گزارتی ہے۔ جب تک کوئی خلاف معمول واقعہ نہ ہو تو اس کا معمول وہی ہوتا ہے جو تمہارے سامنے ہوتا تھا۔ ایسا اب پہلے سے بھی زیادہ اپنے پیروں پر کھڑی ہے۔ اب وہ بہت دور دور جاتی ہے اور غوراک کے لیے مجھ پر بالکل بھروسہ نہیں کرتی ہے۔ وہ اجنبی افریقیوں کو ذرا اٹھکوک سمجھتی ہے۔ جب اس کے پاس گوشت ہوتا ہے تو نورویا میکڈی کو اپنے زیادہ قریب نہیں آنے دیتی۔ جب گوشت کو نیچے سے سٹوڈیو کی طرف بڑھ کر اور سٹوڈیو سے نیچے کو شام کے وقت لے جانا ہوتا ہے تب مجھے اسے اٹھا کر چلنا پڑتا ہے اور ایسا پیچھے پیچھے چل رہی ہوتی ہے۔ چھوٹے پہاڑی نیچے میں بھی ایسا اپنا گوشت اندر لے آتی ہے اور مجھے اسے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ زیادہ بدلدوار ہو تو میں اپنی چار پائی باہر نکال بیٹھا ہوں۔ وہ کچھ بول سمجھتی ہے کہ میرے پاس گوشت رکھنے سے بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ مجھے بالکل یقین ہے کہ جب اس کے بچے ہوں گے تو وہ اپنے ساتھ لاکر یہاں میرے پاس دیکھ بھال کے لیے چھوڑے گی۔ جب یہ واقعہ ہوگا، تو میرا خیال ہے ہمارے سوا کسی کا نزدیک ہونا بھی ممکن نہیں ہوگا۔ میں اپنے

آئی۔ وہ ہمیشہ کی طرح ہی تندرست تھی۔ اس کا سدرہ بالکل خالی تھا لیکن وہ بھوک نہیں بنتی کیونکہ اس نے ہرن سے پاناٹاک ہٹایا۔ مجھے اس کی اس حرکت سے کوئی شکایت نہیں کیونکہ ہرن سے بدبو آرہی تھی۔ یہ وہی پرانی ایسا تھی اجبت کی غلام ادب مجھے بل کر بڑی خوش تھی۔ کوئی ایسی علامت نہیں تھی کہ وہ دوسرے شیروں کے ساتھ رہی ہو۔ جب سے تم اسے چھوڑ گئی ہو۔ اس کے دن آنے کی بھی کوئی نشانی نہیں ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ میری لافاقوں کے درمیان اس کے دن آئے ہوں۔ جب وہ اہلیان سے بیٹھ گئی، میں گیا اور اس کے لیے ایک تازہ ہرن لایا۔ رات کو وہ اسے چھوٹے پہاڑی نیچے کے اندر لے آئی۔ تم اندازہ لگا ہی سکتی ہو کہ یہاں میرے ایسا اور ہرن کے لیے کافی جگہ نہیں تھی؛ تاہم، ہرن چونکہ تازہ تھا اس لیے میں نے برا نہ منایا۔ اگرچہ سارے نیچے اور مجھ پر خون اور غلاطت بکھری تھی۔

ایسا کہ خود غفلت از زندگی بسر کرتے ہوئے اب چھ بیٹے گزر چکے تھے۔ وہ اپنی حفاظت کے لیے ایک جنگلی شیر کی طرح ہی مناسب ہے۔ اور وہ واقعہ بے بے سفریوں پر جاتی ہے۔ ابھی تک اس کی عبت اور دوستی میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا اور اب بھی وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ تم اسے چھوڑ گئی تھیں۔ وہ صرف ایک بات کے سوا ہر طرح سے جنگلی شیرینی ہے۔ اور یہ اس کی یورپیوں کے ساتھ بغیر معمولی عبت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بیس شیروں کی ایک قسم ہی سمجھتی ہے، جس سے ڈرنا نہیں چاہیے اور جس کے ساتھ بغیر معمولی مشروط عبت لاسوک کرنا چاہیے۔ اب ایسا کامیری واپسی کے لیے انتظار اور ترسے کا کوئی سہارا ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ مجھ سے بل کر خوش ہوتی تھی۔ وہ بظاہر مجھے جدا ہوتے

شاف کو پیچھے چھوڑنا پڑے گا۔

میں پھر ایسا سے ملنے کا منتہی ہوں۔ جب کچھلی مرتبہ میں اُس سے جدا ہوا تو وہ بہت غمگین تھی۔ میں نے چھپ کر کھسنے کی کوشش کی، لیکن جب میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ نک کی کان کے سرے پر کھڑی مجھے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کبھی میرے پیچھے آنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں ہمیشہ اپنے آپ کو چوری کر کے جاتے چور کی طرح سمجھتا۔

آئیسولو۔ ۳ جولائی ۱۹۵۹ء

میں نے ہفتہ کے روز خاصی دیر گئے ایک امریکن ڈاکٹر ڈینے اور اس کے شکاری ہنری پول مین کے ساتھ آئیسولو سے باہر جانے کا ارہام کیا۔ ہمیں ان شیروں کو تلاش کرنا تھا، جن کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ انھوں نے ایک بورن کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور دوسرے کو بھی طرح زخمی کیا ہے۔ ہم شام کو اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ ہماری رفتار اس قدر تیز تھی کہ ان میدانوں میں گرد و غبار کا طوفان اٹھ آیا۔ اگلی صبح ہم بورنوں کی ایک پارٹی کے ساتھ اس جگہ گئے جہاں وہ آدمی مارا گیا تھا۔ یہ بڑی گھنی جھاڑیاں تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قریب آٹھ بورنوں کی ایک پارٹی ان سات شیروں کے تعاقب میں گئی، جنھوں نے ایک اونٹ مار ڈالا تھا۔ انھیں شیرے، ان میں سے ایک نر پارٹی پر آمادہ ہو گیا۔ ایک بورن نے اپنا نیزہ پھینکا جو شیر کی پسلیوں کو چھوتا ہوا گزر گیا۔ شیر سراسر غضب ناک تھا اور انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ جونہی بورن ان کے قدموں کے نشانوں پر چلنے لگے۔ یہ ان میں سے ایک پر کودا اور اس شخص کو بازوؤں کے

پنج میں سے چیر دیا۔ باقی پارٹی اپنے زخمی ساتھی کی مدد کو پہنچی اور اسے جھاڑی میں سے نکالا۔ پھر وہ جھگڑے کی طرف لوٹے اور شیر کو ایک قطعی طور پر ناقابل عبور گھنی جھاڑیوں میں پایا۔ ایک آدمی بیوقوفی سے جرأت کر کے چند قدم آگے چلا گیا۔ اس سے پیشتر کہ کسی کو اس واقعہ کا احساس ہوا، شیر سے پکڑ چکا تھا اور چھاتی پر کاٹ کھایا اور پھر اپنی مضبوط پناہ گاہ کی طرف لوٹ گیا۔ زخمی آدمی کو اٹھا لیا گیا، لیکن وہ جلد ہی مر گیا۔ ہم نے شیر کے قدموں کے تازہ تازہ نشان دیکھے اور کچھ دور تک انھیں جھاڑیوں میں دیکھا۔ لیکن یہ نیچے کی طرف جا رہے تھے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اب سب سے بہتر طریقہ یہی تھا کہ اس کی کوشش کے لیے کسی شکار کو رکھ کر اس کے قریب بیٹھا جائے۔ میں ڈینے اور پول مین کو چھوڑ کر ایسا کو دیکھنے گیا اور وہاں آٹھ بجے شام کو پہنچ گیا۔ وہاں پندرہ ایک سنٹ گز سے تو وہ نمودار ہوئی اور حسب معمول میرا استقبال کیا۔ وہ تندرست و نگہ تھی لیکن بہت بھوکے تھی۔ اور رات رات میں اس گرانٹ کے ہرن میں سے آدھا حصہ کھا گئی، جو میں اس کے لیے لایا تھا اگلے روز صبح سویرے وہ شیمے سے باقی ماندہ گوشت کو نیچے جھاڑیوں میں لے گئی اور سارا دن وہیں رہی۔ مجھے اپنی موجودگی کا یقین دلانے کے لیے میری طرف بھی گا ہے گا ہے آتی رہی۔ مشکل کی صبح کو اپنا گوشت ختم کر کے وہ آدھ میل نیچے دریا تک میرے ساتھ رہی۔ اچانک وہ دُور پرے کنارے کی طرف خوسے دیکھنے لگی۔ اسے ضرور کسی چیز کی بو آئی ہوگی۔ وہ فوراً ہی بڑی ہوشیاری سے کنارے کے ساتھ اوپر کی ندی میں گئی اور دریا کو عبور کر گئی۔ میں نے اپنے آپ کو اس جگہ کے سامنے چھپا دیا جہاں اس کی دلچسپی معلوم ہوتی تھی اور انتظار کرنے لگا۔ میں نہ تو کچھ سن سکا اور نہ

خیال ہے کہ یہ زیادہ بہتر رہے گا کہ تم اس کے سامنے اُس وقت تک نہ آؤ جب تک کہ وہ میرا استقبال نہ کرے اور کچھ دیر اطمینان نہ کرے۔

.....

میں پانچ جولائی کو کینیڈا پہنچی۔ نیردلی کے ہوائی اڈے پر اترنے اور جارج کے نظر آنے سے خاصی دیر پہلے مجھے سینڈر دور نظر پڑی۔ یہ کاریں پارک کرنے کی جگہ میں چپکتی ہوئی بند موٹر کاروں میں سب سے زیادہ مسخ شدہ حالت میں تھیں۔ اگرچہ مجھے کئی دفعہ ایسے گندے سے چھکڑے سے وابستہ ہونے پر شرم سی محسوس ہوئی تھی۔ لیکن اب اُسے ان ساری خراشوں اور دانتوں کے نشانوں کے ساتھ جہاں ایسا نے اپنے آثار چھوڑے تھے، پارک میں بہت متاثر ہوئی۔ میں نے جارج کو مشورہ دیا کہ یہیں سیدھا ایسا سے ملنے جانا چاہیے۔ لیکن اُس نے مجھے سمجھایا کہ میں پہلے ایک نئی سینڈر دور خریدنی ہے کیونکہ ہماری پرانی دوست ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔ اس لیے ہمیں اس اچھے مگر نحیف و زار سانحے سے جدا ہونا پڑا جو ایسا کا جزدہی رہی تھی۔ ہم نے بالکل نیا ٹکڑی ماڈل خریدی۔ یہ پہلے سے بہت زیادہ آرام دہ اور باوقار تھا۔ لیکن یہیں تعجب تھا کہ ایسا اس سے کس طرح پیش آئے گی۔

جارج نے اپنی چھٹیاں میری واپسی کے وقت ہی لی تھیں، اس لیے ہم جلد ہی ایسا کی طرف چل دیے۔ جب ہم بارہ جولائی کو اس کے خیمے میں پہنچے

ہی کچھ دیکھ سکا۔ اچانک پانی میں ارتعاش ہوا اور ایک زوردار لہریں جھل میں سے نکل کر دریا میں کود گیا۔ پھر سیدھا میری طرف آیا اور ایسا اُس کے پیچھے پیچھے پاؤں سر پر اٹھائے بھاگ رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر اُس نے مڑنے کی کوشش کی لیکن ایسا اُس پر ٹوٹ پڑی اور نیچے گرا دیا۔ پانی میں ایک خوفناک جھرجھری ہوئی۔ ایسا نے جلدی سے اپنی گرفت تبدیل کی اور اسے گردن سے پکڑ لیا۔ جب ہرن کی جھرجھری کمزور ہوئی۔ اس نے اسے تھوختی سے تمام لیا۔ اپنے جھڑوں میں اس کے چہرے کا سامنے کا سارا حصہ توڑ مروڑ دیا۔ وہ یقیناً اس کے سانس کو روکنا چاہتی تھی۔ آخر کار میں اس منظر کو زیادہ دیر برداشت نہ کر سکا۔ اور اسے ایک جسم بھری گولی کا نشانہ بنایا۔ ہرن کا وزن ۴۰۰ پونڈ ضرور ہوگا۔ ایسا بڑی جانناہ کوشش سے اسے آدھے راستے تک صرف کنارے تک پہنچ گئی۔ پھر وہ ہار مان گئی۔ میں نے مدد کی کوشش کی لیکن میں اسے ہر بھی نہ سکا۔ میں نے اسے چھوڑ کر خیمے سے فوراً اور میکڈی سے رسیاں لانے کو کہنے لیا۔ جب ہم لوٹے تو ہرن اُدیرا چکا تھا اور عین کنارے پر خشک پڑا تھا۔ ایسا کی طاقت ناقابل یقین تھی۔ ذرا اندازہ کرو کہ اگر وہ چاہتی تو ایک نئے آدمی کے ساتھ کیا کچھ نہیں کر سکتی تھی؟ اس بات سے بھی یہی پتا چل جاتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ کتنی شرافت اور تحمل سے پیش آتی ہے۔ میں اسے ۲ جولائی کو مشکل میں چھوڑ آیا۔ اسے علم تھا کہ میں جارج ہا ہوں۔ خاصی دیر تک وہ مجھے ارادہ دیکھتی رہی اور مجھے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ آخر کار دو گھنٹوں بعد وہ سو گئی اور مجھے کھینے کا موقع مل گیا۔

اب اپنے آپ کو ایک شاندار خیر مقدم کے لیے تیار کرو۔ حقیقت میں میرا

۱۔ (باشکر کو طرفہ سے)۔ خوشرو قشور سے یہ صفات سمجھ کتابہ میرہ شامل ہو گئے جو مسز ایڈمسن نے کینیڈا لٹرنے پر لکھے تھے۔

وہ مانوس ہو چکی تھی۔

رات کو ہم نے فیصلہ کیا کہ میں اپنا بستر ترک میں لگاؤں گی اگر ایسا میرے ساتھ
سونے کو تیار ہو گئی۔ یہ ایک دانشمندانہ تجویز ثابت ہوئی۔ شمعیں گل ہونے کے جلد بعد
ہی وہ میری پناہ گاہ کو گھیرتی خاردار باڑ میں سے گزر کر آ گئی۔ اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑے
ہو کر اس نے ترک میں نگاہ دوڑائی اور اپنے آپ کو اطمینان دلایا کہ میں یہاں ہوں۔
خیر اس نے بعد وہ صبح تک کار کے ساتھ ہی تنہا رہی۔ پھر میں نے اسے گرانٹ کے
ہرن کی لاش کو دیر باکی طرف گھیسٹے سنا۔ وہاں وہ اس کی حفاظت کرتی رہی۔ حتیٰ کہ
جارج اٹھا اور ناشتہ کے لیے بلانے لگا۔ پھر وہ نمودار ہوئی اور میری طرف ہوا میں
چھلاٹک لگانے والی تھی کہ میں نے اسے کہا "منہیں ڈایسا نہیں۔" اس نے اپنے
آپ پر قابو پایا اور خاموشی سے چلنے لگی۔ اور جب ہم کھانا کھا رہے تھے، وہ میرے
جسم پر اپنا پنجہ پھیرتی رہی۔ پھر وہ اپنے شکار کی طرف لٹ گئی جسے وہ چھوڑائی تھی۔
اگلے چھ روز ایسا ہمارے کمپ کے معمول میں ساتھ رہی اور صبح و شام کی سیر پر
بھی باقی رہی۔ ایک روز ہم نے اسے ایک دیر باکی ہرن پر حملہ کرنے دیکھا۔ جب کہ
ہرن دیر باکی دوسری طرف پانی میں چل لایا تھا۔ وہ بڑے تکلیف دہ انداز میں سکڑ گئی۔
حتیٰ کہ ہرن نے اسے نیچے کی طرف جانے کا موقع دیا۔ پھر وہ کوئی چھینٹا اڑاے
بغیر دیر باکی کو پار کے جھاڑیوں میں جا گھسی۔ جب وہ واپس آئی تو اس نے ہمارے
ساتھ اپنا سر گرنا شروع کیا جیسے شکار میں اپنی واضح ناکامی کے بارے میں بتا رہی
ہو۔ ایک وفد اور ہم نے ایک تازہ تازہ مرے ہوئے ٹوک ٹوک کے جسم پر بہت
بڑے شکاری پرندے کو تعجب میں ڈالا۔ جب وہ اپنا شکار چھوڑ کر چلا گیا تو ہم نے

تو اندھیرا پہلے ہی پھیل رہا تھا۔ قریباً بیس منٹ بعد جب ہم خیمہ نصب کر رہے تھے
ہمیں دیر باکی طرف سے بندروں کی جانی پہچانی آواز آتی سنائی دی۔ یہ ہمیشہ ایسا کی
آمد کی اطلاع ہوتی تھی۔

جارج نے مجھے مشورہ دیا کہ مجھے ترک میں چلے جانا چاہیے، حتیٰ کہ ایسا اس
کے استقبال میں کچھ طاقت صرف کرے، کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں ایسا اتنی مدت
کی جدائی کے بعد متے وقت خوشی کے مارے اپنے آپ پر قابو نہ پاسکے اور مجھے
کوئی تکلیف پہنچائے۔

کچھ چمکاتے ہوئے میں اس کی نصیحت پر چل پڑی اور کچھ دیر ایسا کو اس کا
خیر مقدم کرتے دیکھتی رہی۔ لیکن چند منٹ بعد میں باہر آ گئی۔ اچانک اس نے
مجھے دیکھا اور جارج کے پاس سے میری طرف چلی آئی۔ جیسے دنیا میں سب سے
قدرتی چیز ہی یہی تھی۔ اس نے میرے گھٹنوں سے اپنا چہرہ رگڑنا شروع کر دیا۔
اور اپنے خاص انداز میں میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ پھر اس نے اپنے پنجے اچھی طرح
ٹکا کر اپنا ۳۰۰ پونڈ کا وزن مجھے ٹھٹھکانے میں استعمال کیا۔ اس کے بعد وہ بغیر کسی
پیار اور جوش کے اپنے عام دوستانہ انداز میں کھلتی رہی۔ اس کا جسم بھر گیا تھا اور
وہ ویسے بھی خوب بڑھ گئی تھی۔ میں اس کا شکم پر دیکھ کے بہت خوش ہوئی۔ اسی
کے باعث اس نے کافی دیر تک جارج کے لائے ہوئے گرانٹ کے سرور
میں کوئی دلچسپی کا اظہار نہ کیا۔ ہم بڑے حیران ہوئے جب بعد میں وہ نئی چلتی ہوئی
لینڈ روور کی چھت پر اسی خلوس سے کود کر جا بیٹھی۔ جس طرح اس نے میرا خیر مقدم
کیا۔ اگرچہ یہ لینڈ روور پہلے مسخ شدہ چھکڑے سے بالکل مختلف تھی جس کے ساتھ

یہ بہن ایسا کو پیش کیا۔ لیکن ایسا نے انکار کر دیا۔ اور اپنی ناک بیکڑی جس طرح کہ وہ ہر ناپسند چیز کو دیکھ کر کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اور ہم نے نیچے دریا پر ایک دن —
 ٹھیکیاں پکڑنے اور پکک منانے میں گزارا اور میں بیٹھی ایسا کے سپر بناتی رہی۔ جو منی
 میں نے اپنے سینڈوچ کھانے شروع کیے، اُس نے بھی اپنا حصہ لینے پر اصرار کیا۔ اور
 اپنے بڑے بڑے پنجوں سے میرے منڈے سے سینڈوچ چھیننے کی کوشش کی۔
 ایک دفعہ وہ اتنی شریعت نہ رہی۔ اور ہمیں اس کی شریر گھاٹوں سے بچنے کے
 لیے ہوشیار رہنا پڑا۔ کیونکہ اب وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ اس کے بھاری جسم
 کا بوجھ یقیناً باہمی خوشی کا باعث نہیں ہوتا۔
 ایک صبح کو اُس نے دریا میں ایک چھڑی کے ساتھ بڑا شاندار کھیل کھیلا۔
 یہ چھڑی چارج نے اُس کی طرف پھینکی تھی۔ اُس نے اسے پکڑ لیا، اس کے گرد
 قلابازیاں کھاتی رہی۔ اپنی دم کے ساتھ جس قدر وہ پانی اڑا سکی، اُس نے اڑا کر
 چھینے اڑائے۔ وہ چھڑی کو گرا دیتی۔ اسے اپنے غوطہ لگانے کے لیے ایک بہانہ
 بناتی اور پھر اسے بڑے غصے سے سچ پرے آتی۔ جب چارج پانی کے کنارے کھڑا اس
 کی تصویریں لے رہا تھا۔ تو اُس نے بڑی جیاری سے ظاہر کیا کہ وہ اسے دیکھ نہیں رہی
 لیکن آہستہ آہستہ قریب آتی گئی۔ پھر اُس نے اپنا ایک چھڑی پھینکی اور اس پکارے
 پر کود پڑی جیسے کہہ رہی ہو۔ یہ تمہارے لیے اے فولو گرافر۔ جب چارج نے اپنا
 بدلہ لینے کی کوشش کی، وہ بھاگ گئی اور وہ پھر ناقابل یقین تیزی سے ایک ڈھلوانی فٹ
 کے تنے پر چڑھ گئی۔ جہاں وہ ہم سب کی پہنچ سے باہر تھی۔ وہاں وہ بیٹھی اپنے پنپے
 چاٹ رہی تھی اور بالکل معصوم دکھائی دے رہی تھی۔

اس واقعہ کے بعد ایسا اگلے دو دنوں میں بہت کم وقفوں کے لیے آئی اور
 تینس کو وہ صبح کی سیر کے لیے نہ آئی۔ لیکن سہ پہر کو خاصی دیر گئے ہم نے کیمپ کے
 قریب والے چٹان کے سرے پر اس کی شکل دیکھی۔ جہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ
 سکا، جب اس سے بیس گز کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے بندروں کے ایک گروہ کو بالکل
 ہی بے تعلق دیکھا۔ اُس نے بڑے ہچکچاتے ہوئے ہماری آواز کا جواب دیا اور
 بیس چٹان کے دامن میں آئی۔ مگر پھر بعد میں جلد ہی وہ اپنی پوری تیزی سے
 جھاڑیوں کی طرف چلی گئی۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے گئے حتیٰ کہ اندھیرا پھیل گیا۔ بعد
 میں وہ ہماری طرف لوٹی اور مجھے تھکیاں دینے لگی۔ لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ
 بے چین اور بے آرام تھی اور جانا چاہتی تھی۔ ساری رات ادا لگے دن وہ باہر ہی
 رہی۔ صرف ایک مرتبہ آئی اور جلدی سے کھانا کھا کر چلی گئی۔ اگلے روز ہم رات کے
 کھانے کے بعد باہر کی کرسی پر بیٹھے کہ وہ دریا میں سے گزرنے کے باعث بھیگی ہوئی
 آئی۔ وہ چارج اور میرے لیے اسی محبت سے آداب بجالائی۔ لیکن اپنے کھانے
 کے دوران باہر کی کسی چیز کی طرف کان لگا کر مڑ گئی۔ صبح تک وہ جاچکی تھی۔ اس
 کی ان عجیب حرکتوں سے ہم بہت پریشان ہوئے۔ اس کے دن آنے کی بھی کوئی
 علامت نظر نہیں آتی تھی۔ ہمیں تعجب ہوا کہ شاید اب ہم ضرورت سے زیادہ
 قیام کر رہے ہیں۔ اس کے آزاد ہونے کے بعد اس کے ساتھ رہنے کا یہ سبک
 لمبا عرصہ تھا۔

اگلی شام کو پھر کھانے کے وقت ایسا اچانک تاریکی میں سے نمودار ہوئی اور اپنی
 دم کی ایک جھاڑ سے ہی میز پر پڑی ہر چیز کو صاف کر دیا۔ ہمیں جست زیادہ محبت

میں سے چٹان پر آرام کرتے دیکھا۔ اگر وہ بولی سکتی تو وہ ہمیں بمشکل ہی اس سے زیادہ قائل کر سکتی کہ وہ اکیلی رہنا چاہتی ہے۔ ہم خواہ کتنی بھی محبت سے پیش آ رہے تھے۔ لیکن یہ بات صاف تھی کہ وہ کسی اپنے ہم جنس کی محبت چاہتی ہے۔

ہم نے نیچے اگلاٹنے کا فیصلہ کیا۔ جب چٹان کے نیچے سے ہماری دو کاریں گزریں۔ وہ چٹان کے سامنے والے سب پر اٹھی۔ اور ہمیں جاتے ہوئے دیکھنے لگی۔

ہم اگلی دفعہ اٹھارہ اور تیس اگست کے درمیان ایسا کی طرف گئے۔ جب وہ ہمارے ساتھ ہوتی تو حسب معمول محبت کا اظہار کرتی۔ لیکن ان پانچ دنوں میں سے اس نے دو دن جنگل میں تنہا گزارے۔ اگرچہ ہمیں کسی شیر کے قدموں کے نشان نظر نہ آئے۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے ساتھ رہنے کی بجائے تنہائی کو فوقیت دیتی تھی۔ یہ اس کے لیے یقیناً بہتر تھا کیونکہ وہ ہمارے تعلقات سے بے نیاز ہو سکے گی۔

۲۹ اگست کو جارج ایسا کے علاقے کی طرف شکار پر قابو پانے کے لیے جانے کو تیار ہو گیا۔ ہم اس کے خیمے میں رات گزارنے کو چھ بجے شام پہنچ گئے۔ اسی نے اس کی توجہ مبذول کرنے کے لیے بندوق سے دو دھماکے کیے۔ آٹھ بجے شام کو اس نے نیچے دیوار پر ایک شیر کی آواز سنی اور اس نے ایک اددو دھماکہ پیدا کیا۔ شیر ساری راستہ پکارتا رہا، لیکن ایسا کا کچھ پتا نہیں تھا۔ اگلی صبح جارج کو خیمے کے ساتھ جیسی نوجوان شیر یا شیرنی کے قدموں کے نشان نظر آئے۔ اسے بعد میں جلد ہی جانا پڑا اور شام کو پانچ بجے لوٹا۔ ایک گھنٹے بعد ایسا دریا کی طرف سے آئی۔ وہ بالکل تند تھی اور محبت سے ہلکتی تھی۔ اگرچہ اسے بھوک نہیں تھی۔ اس نے جارج کے لائے ہوئے برتن میں سے مختوڑا سا کھلوا اور پھر وہ لاش کو اندر نیچے میں لے آئی۔ اندھیرا پھیلنے لگا

سے گلے لگانے کے بعد وہ رات کی تاریکی میں باہر نکل گئی۔ اگرچہ وہ پھر چند لمحوں کے لیے لوٹ آئی جیسے وہ اپنے کیے کی معافی مانگ رہی ہو۔

اگلی صبح ایک بڑے شیر کے قدموں کے نشان اس کے اس عجیب کردار کی صاف صاف وجہ بتا رہے تھے۔ سرپر کو ہم نے اپنی دوڑیں سے کئی گدھوں کو منڈلاتے دیکھا۔ ہم تفتیش کے لیے گئے ہمیں کئی گڑ بھگوں، گیدڑوں کی پیسٹر اور شیر کے قدموں کے نشان دکھائی دیے۔ یہ سب دریا کی طرف جارہے تھے۔ جہاں بلاشبہ شیر نے پانی پیاتھا۔ اور خون آلود ریت کا ایک بہت بڑا چشمہ چھوڑ گیا تھا۔ لیکن وہاں ایسا کے قدموں کے آئندہ نہیں تھے اور وہاں کوئی شکار بھی نہ تھا۔ جس سے ان گدھوں اور خون کی وجہ معلوم ہوتی۔ ہم نے اپنے اس پاس کے علاقے کی چھ گھنٹے تک خاک چھانی لیکن وہی اس سمے کو سل کیے بغیر ہی کیپ کو لوٹنا پڑا۔ اس شام کو ایسا کو نیند نہ آئی۔ وہ بھوک تھی۔ رات ہمارے ساتھ بسر کی اور صبح تک جا چکی تھی۔

۲۹ کو ہم نے اسے اپنی چٹان کے سرے پر بیٹھے دیکھا۔ ہمارے چند منٹ آوازیں دینے سے وہ ہمارے ساتھ آئی۔ وہ بڑے پیار سے بار بار غرغرا کر رہی تھی لیکن پھر جلدی سے اپنی چٹان کو واپس چلی گئی۔ اب ہم نے دیکھا کہ اس کے دل آگے ہونے ہیں، اس کی موجودہ حرکتیں اسی بات کی غماز تھیں۔ جب سرپر کو ہم پھر اس کے پاس گئے۔ وہ ہمارے بلا دے کا جواب تو دیتی رہی لیکن نیچے نہ آئی۔ ہمیں خود ہی چٹان پر چڑھنا پڑا۔ اندھیرا پھیلنے لگا تو وہ اٹھی اور ہمیں شاید اوداع کہنے کے لیے جارج بندوق بردار اور میرے ساتھ اپنا سر گرٹا اور پھر آہستہ سے اپنی آرام گاہ کی طرف پھلی گئی۔ صرف ایک دفعہ اس نے مڑ کر ہمیں دیکھا۔ اگلے روز میں نے اسے اپنی دوڑیں

دور و بعد سے پھر اسی علاقے میں جانا پڑا۔ ایسا کہ کیمپ میں پہنچنے سے کچھ سو گز کے فاصلے پر کار کے آدمیوں میں سے ایک نے اسے راستے کے ساتھ ہی جھاڑی میں بیٹھے دیکھا۔ وہ چھپنا چاہتی تھی اور یہ کڑا اس کا خلاف معمول تھا۔ کیونکہ عام طور پر تو وہ کار کے پاس بھاگ کر آتی اور ہر ایک کا استقبال کرتی۔ جارج نے یہ سوچتے ہوئے کہ شاید آدمیوں کو کسی جنگلی شیرنی پر ایسا کاماں ہوا ہوگا، کار کو موڑا اور پیچھے کی طرف لے چلا۔ وہ وہاں جھاڑی کے نیچے بیٹھی تھی۔ پہلے تو اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ پھر اسے احساس ہوا کہ اب وہ پکڑی گئی ہے۔ وہ آگے آئی اور بڑی تواضع سے پیش آئی، جارج سے محبت کا اظہار کیا۔ اور اس نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ وہ اسے بل کر بڑی خوش ہے۔ اور اس کے لئے ہوئے گوشت میں سے وہ کچھ کھانے پر بھی رضا مند ہو گئی۔ جب وہ کھانے میں مصروف تھی، جارج قدروں کے نشان تلاش کرتا تھا اس نے ایک اور شیر کے ساتھ اس کے قدروں کے نشان دیکھے۔ پھر اس نے ایک جھاڑی میں سے خود شیر کو بھی جھانکتے دیکھا۔ یہ وہی شیر دکھائی دیا جس کے ساتھ کچھ روز پہلے ایسا نظر آئی تھی۔ فوراً ہی وریا کے پاس سے بندروں کے گردہ کا شور سنانا دیا۔ جو شیر کی آمد کا نشان تھی۔ یہ (آواز) سن کر ایسا نے اپنا کھانا ختم کیا اور اپنے آقا اور مالک سے ملنے چلی گئی۔

جارج آگے بڑھا اور کیمپ نصب کیا اور اپنے کام پر جانے سے پہلے باقی ماندہ گوشت ایسا کے پیٹے نیچے میں چھوڑ گیا۔ جب وہ کیمپ میں واپس ہوئے تو گوشت اسی طرح پڑا تھا اور ایسا ساری رات نمودار نہ ہوئی۔

ایک شیر نے اسے پکارنا شروع کر دیا۔ جارج کو سخت حیرانی ہوئی کہ اس نے اسے اس وقت کو ساری رات نظر انداز کیے رکھا۔

اگلے روز صبح سویرے اس نے جی بھر کے کھانا کھایا اور پھر کوئی تیزی دکھانے بغیر ہی اس سمت غائب ہو گئی۔ بعد میں وہ اسے شیر کی آواز آرہی تھی۔ بالکل معمولی دیر بعد جارج نے اس کی آواز سنی۔ وہ ایک بڑی چٹان پر بیٹھی نظر آئی۔ وہ بہت گہری آواز سے غرارہی تھی۔ جونہی ایسا نے اسے دیکھا، وہ نیچے آئی اور اسے ملی۔ وہ اسے بل کر اگرچہ خوش تھی لیکن اس نے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اکیلی رہنا چاہتی تھی اور معمولی سی دیر بعد گھٹنے کے بعد جھاڑیوں میں جا چھپی۔ اس سمت کا اندازہ لگاتے ہوئے، بعد میں وہ گئی تھی جارج اس کے پیچھے پیچھے گیا اور اسے وریا کی طرف راستے طے کرتے پایا۔ پھر اس نے فوراً ہی اسے جھاڑیوں میں چھپی ہوئی ایک چٹان پر بیٹھے دیکھا۔ اس نے اسے کچھ دیر دیکھا وہ بڑی بے چینی لگ رہی تھی اور بڑی توجہ سے ندی کی سمت دیکھ رہی تھی۔ پہلے تو اس نے مپاؤں مپاؤں کی۔ پھر چونک کر اس نے آؤف۔ آؤف کی اور چٹان پر سے تیزی سے جھانکتے ہوئے جارج کے پاس سے گزرتے ہوئے جھاڑیوں میں جا گئی۔ اگلے لمحے ایک فوجوان شیر نمودار ہوا۔ وہ اس قدر تیزی سے تعاقب کر رہا تھا کہ جارج کا احساس کیے بغیر عین اس کے سامنے آ گیا۔ جب شیر بیس گز دور تھا تو جارج نے وقت سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے ہاتھ ہلایا اور شور مچا دیا۔ حیوان نے بوکھلا کر ایک چکر کاٹا اور پھر اپنے اسی راستے سے لوٹ گیا۔ چند منٹ بعد ایسا آئی، گھبرائے ہوئے جارج کے قریب چند منٹ بیٹھی رہی اور پھر شیر کے پیچھے چلی گئی۔ جارج واپس ہوا اور کیمپ کو چل دیا۔

پہلے پہل تو جارج اور میں حیران ہوئے کہ ہمیں اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے یا نہیں۔ لیکن ایسا کہ ساتھ چوک کہ کوئی شیر نہیں تھا جس کی مدد سے کنبے کی پرورش کر سکے۔ اس لیے ہم نے یہاں بیٹھنا مناسب سمجھا اور اس خلا کو پُر کیا۔ ایسا اور اس کے بچوں کے ساتھ پُر جوش تعلقات کی کہانی ایک اور ”آزاد زندگی“ کا موضوع بنے گی۔

حرفِ آخر

دسمبر کے ہفتے میں ہمیں احساس ہوا کہ ایسا کا عرصت کا دور شروع ہو گیا ہے۔ اگرچہ ہم نے اُسے خاموش تلاش کیا لیکن اُس کا کوئی نشان نہ ملا۔ پچیس دسمبر کو ہم ایک ناکام تلاش کے بعد لوٹے اور بڑی آدھی میں کرسی کا کھانا کھانے لگے۔ اچانک ایک تیزی حرکت ہوئی اور ایسا ہمیشہ کی طرح حیرت انگیز تلاش اُن کے درمیان تھی۔ اس کا ہم بھی پہلی حالت میں آگیا تھا۔

اگرچہ جارج نے کچھ روز بعد پتہ دیکھ لیا لیکن میں انہیں کئی ہفتوں کے ہونے کے بعد دیکھ سکی۔ میں ایک سر پہرینے سٹوڈیو میں بیٹھی لکھ رہی تھی، جب ایک رونا دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ ایسا دیا کے اُس پر سے بڑی عجیب آواز میں بکلا رہی ہے۔ میں تیزی سے ریت پر چلتی گئیں اور جب زیریں دوئیدگی میں سے گزری — ایسا ریت پر اپنے پہلو میں دو چوٹی کیے کھڑی تھی اور تیسرا دور کنارے پر کھڑا تھا۔ وہ اتنا کمزور تھا کہ اسے پار نہیں کر سکتا تھا۔

اس روز سے ایسا اور اس کے دو بچے باقاعدگی سے جیمے میں آتے رہے

